[illegible]

تاریخ عدالت (آصفی) دوصد ساله

از

میر باسط علی خان

فہرست تاریخ عدالت آصفی دوصد سالہ

باب اول

ریاست حیدرآباد کی مختصر تاریخ
خاندان آصفی

باب دوم

ریاست حیدرآباد اور اسلامی قانون

باب سوم

عدالتوں کا قیام و ارتقا عہد آصفی میں

صفحہ

صفحہ

ارشاد ہمایونی نمبر (۳) — صفحہ

باب چہارم

ارشاد ہمایونی نمبر (۳)

باب پنجم

بلندی معیار وکالت و امتحانات عدالتی و انجمن وکلاء عدالت عالیہ

باب ششم

شہزادگان والاتبار و مشاہیر سلطنت جنھوں نے اصلاح و انتظام عدالت میں دلچسپی یا عملی حصہ لیا

ارشاد ہمایونی نمبر (۴)

باب ہفتم

صرفخاص مبارک اور علاقہ غیر خالصہ کی عدالتیں

فہرست تصاویر

(کتاب تاریخ عدالت آصفی)

مقابل صفحہ

محولہ جات

۱۔ حیدرآباد انڈر سر سالار جنگ بہادر مؤلفہ نواب اعظم یار جنگ مولوی چراغ علی

۲۔ ہسٹاریکل اینڈ ڈسکرپٹیو اسکیچ آف ہج ہج دی نظامس ڈومی نینس مؤلفہ نواب عماد الملک و مسٹر وکٹ۔

۳۔ گلیمس آف حیدرآباد

۴۔ اورنگ آباد گزیٹیر

۵ گولڈن بک آف انڈیا

۶ تاریخ رشید الدین خان

۷ تزک محبوبیہ مؤلفہ غلام صمدانی

۸ دبدبۂ نظام مؤلفہ عبدالرؤف

۹ گلزار آصفیہ

۱۰ بستان آصفیہ مؤلفہ مانک راؤ وٹھل راؤ

۱۱ حاکم التواریخ مؤلفہ مولوی فتح اللہ صاحب

۱۲۔ وقار حیات مؤلفہ نواب صمد یار جنگ بہادر

۱۳۔ تاریخ دکن مؤلفہ عبدالعلیم نصر اللہ خاں صاحب

۱۴۔ حیدرآباد پکٹوریل۔ مہراج صاحب

۱۵۔ جوڈیشل رپورٹس

۱۶۔ سیول لسٹس۔

۱۷۔ جرائد سنین ماضیہ

۱۸۔ امثلہ عدالت العالیہ

۱۹۔ موازنہ جات صیغہ عدالت۔

۲۰۔ سینسس رپورٹ آف انڈیا بابتہ ۱۹۳۱ء جلد ۲۳

۲۱ اکنمنس ٹریٹیس

۲۲ ڈس پیاچیس آف دی ڈیوک آف ولنگٹن

۲۳ ممارس آف ٹیپو سلطان مؤلفہ سر چالیس سٹورٹ

۲۴ ین سیکلو پیڈیا

۲۵ مجموعہ قوانین مالگزاری مؤلفہ شمس العلما نواب عزیز جنگ بہادر

نذر

میں اس تالیف "تاریخ عدالت آصفی" کو اس عادل حقیقی کی بارگاہ میں بکمال عجز و بصد ادب نذر گزرانتا ہوں جس نے بنی آدم کو فضیلت عدل سے ممتاز فرمایا۔ جس کے بغیر دنیا میں جرائم کی تعزیر اور اس کا انسداد۔ قوموں کا اخلاقی۔ اقتصادی و سیاسی ارتقاء۔ تجارتی خوش معاملگی۔ عالمگیر امن و امان۔ بین الاقوامی خوشگوار تعلقات اور تحفظ حقوق اقوام کی برقراری اور استحکام ممکن نہیں ہے اور بروز محشر بھی عدل ہی کا بول بالا ہوگا۔

میر باسط علیخاں

پیش لفظ

اخبار "ہندو" نے اعلیحضرت سلطان العلوم خلد اللہ ملکہ کی سلور جوبلی کی تقریب میں اپنے پرچہ کے جوبلی نمبر میں میرا ایک مضمون شائع کیا جس کا عنوان "حضور نظام و صیغۂ عدالت" تھا۔ غالباً اس مضمون نے مولوی میر باسط علی خاں صاحب یم۔ اے بیرسٹرایٹ لا۔ صدر ناظم عدالت و شسشن جج سمت ورنگل کو آمادہ کیا کہ میں اون کی انوکھی و لاجواب کتاب **تاریخ عدالتِ آصفی** کے واسطے ایک (پیش لفظ) لکھوں۔ فاضل جج کے آبا و اجداد نے اگرچہ میسور میں بود و باش اختیار کر لی تھی لیکن اون کو قدیم الایام سے خاص تعلق و تقرّب حیدرآباد ہی سے رہا ہے۔ چونکہ میرے خاندان کو بھی اس ریاست ابد مدت سے تقریباً نصف صدی تک ایک قسم کا تعلق و تقرّب رہا ہے۔ لہٰذا میں اپنے دوست میر صاحب کے اصرار کو رد نہ کر سکا بالآخر قبول کر لینا پڑا۔ اوپر میں نے اس کتاب کی تعریف فقط دو لفظوں میں کی ہے کہ یہ "انوکھی" و "لاجواب ہے"۔ اس کتاب کا مطالعہ کرنیوالے اصحاب کو معلوم ہوگا کہ اس تعریف میں ذرا بھی مبالغہ نہیں ہے۔

میرا یہ ناز غالباً بیجا متصوّر نہ ہوگا کہ قانون میری گھٹی میں پڑا ہے کیونکہ میرے مورثین اعلیٰ فقہ کے ماہر ہونے کی وجہ سے "فقیہ" کے لقب سے ممتاز تھے اور اس وقت علاقۂ ارکاٹ

مدراس کی قضاءت وخطابت پر سرفراز تھے۔میرے دادا اور نانا دونوں قانون پیشہ تھے
میں خود ہند کے مشہور بیرسٹر ڈلی نارٹن کے چیمبر میں تعلیم پاکر ۱۹۰۸ء میں مدراس ہائیکورٹ کا وکیل
ہوا۔بعد میں بار کونسل آکٹ نے مجھے وہاں کا اڈوکیٹ بنادیا۔اور مجھے قانونی کتب کے مطالعہ
کا ویسا ہی شوق رہا جیسا کہ اپنے پروفیسر سر۔وی۔بھاشم آئنگار کو تھا جو بعد میں علاقہ مدراس کے
پہلے ویسی ایڈوکیٹ جنرل ہوئے۔انھوں نے ایک شہرت یافتہ مقدمہ میں بحیثیت گواہ ایک سوال کے
جواب میں کہا کہ "میں قانونی کتب اور لا رپورٹس ایسی ہی خوشی و دلچسپی سے پڑھتا ہوں جیسے لوگ
ناول واخبارات پڑھتے ہیں"۔اس ذاتی بیان سے میری مراد یہ نہیں ہے کہ میں اپنی تعریف آپ
کروں بلکہ مراد صرف اسی قدر ہے کہ بچپن سے فقہ وقانون وتاریخ عدل ومعدلت سے مجھے دلچسپی
رہی۔مگر میری نظروں سے ابتک کوئی ایسی فارسی یا اردو کتاب نہیں گزری جس کی نسبت میں کہہ سکوں
کہ وہ اس کتاب کے مماثل ہے یا یہ اوس سے کمتر یا بہتر ہے یہ میں انہیں معنوں میں فاضل جج کی اس
تصنیف کو "انوکھی" سمجھتا ہوں۔ابتدا ہی میں اس کا ثبوت اوس کے صفحۃ العنوان (ٹیٹل پیج) سے
بخوبی ملتا ہے۔

لفظ "لاجواب" کے معنے بے مثل کے بھی ہوسکتے ہیں جو اردو لفظ "انوکھی" کے مترادف
ہے لیکن میں اوس لفظ کو اس کتاب کی نسبت بالکل دوسرے معنوں میں استعمال کرتا ہوں۔وہ یہ کہ
میں سمجھتا ہوں کہ یہ کتاب جسمیں ممالک محروسہ سرکار عالی کی عدالتوں کی دو صد سالہ تاریخ ہے اور جس میں
خاص تفحص (ریسرچ) سے اون کے قیام ونشو ونما وحالت موجودہ کا تذکرہ اچھی طرح کیا گیا ہے اس کے

کسی واقعہ یا رائے کو کوئی مورخ یا مقنن رد نہیں کر سکتا یعنے اوس کا کوئی جواب نہیں لکھ سکتا۔ اس لئے میں اس کتاب کو "لاجواب" کہتا ہوں اور فاضل مصنف کو مبارکباد دیتا ہوں کہ انھوں نے ایسی کتاب لکھی اور شائع کی جو متذکرہ صدر معنوں میں انوکھی بھی ہے اور لاجواب بھی۔ اس سے بڑھ کر اس کتاب کی سچی تعریف نہیں ہو سکتی۔ ممالک محروسہ کو خصوصاً اور ہند کو عموماً عرصۂ دراز سے ایسی تاریخ کی شدید ضرورت تھی۔ اس کے دو تین وجوہ یوں بیان کئے جا سکتے ہیں:—

(۱) "ڈاکٹر جانسن" جن کی رائے میں انگریزی ادب سے بہتر کوئی لٹریچر دنیا میں نہیں تھا انھوں نے فرانسیسی لٹریچر کو ایک حد تک پسند کرنے کی وجہ یہ بتائی کہ اوس میں دنیا کے ہر مضمون پر ایک نہ ایک کتاب لکھی گئی تھی۔ اگر اس معیار پر اردو لٹریچر جس کے شیوع کا بیڑا عثمانیہ یونیورسٹی نے اٹھایا ہے جانچا جائے تو ظاہر ہوگا کہ تاریخ معدلت کے مضمون پر اردو میں کوئی ایسی کتاب نہیں لکھی گئی جیسی کہ انگریزی میں پروفیسر میٹ لینڈ کی "تاریخ قانون" ہے۔ اس کمی کو جو اردو لٹریچر میں پائی جاتی تھی میر باسط علی خان صاحب نے پورا کر دیا۔

(۲) ممالک متحدۂ امریکہ نے اپنے علاقوں میں انگریزی قانون رائج کر لیا ہے۔ وہاں کے ماہرین قانون کی ایک کمیٹی نے (غالباً ڈاکٹر جانسن کے مقولہ مذکورہ کو امریکن لٹریچر پر صادق لانے کیلئے) تاریخ قانون تین ضخیم جلدوں میں شائع کی ہے۔ اوس کے دیباچہ میں مان ٹسکیو کے "روح القوانین" (اسپرٹ آف لاز) کی نسبت ایک اور مقولہ بیان کیا گیا ہے کہ ہر جنٹلمن کو یہ کہنے میں شرم آویگی کہ میں نے مان ٹسکیو کے قوانین نہیں پڑھے۔ میں امید کرتا ہوں کہ آئندہ چل کر حیدرآباد کے حکام عدالت

اور وکلا کو اس اقبال سے شرم آویگی کہ میں نے میر رابط علی خان صاحب کی کتاب نہیں پڑھی۔ میر صاحب نے واقعی ایسی کتاب لکھی ہے جس کا مطالعہ اردو ادب کی تکمیل کے لئے ناگزیر ہے۔

(۳) چند سال قبل مدراسی اخباروں میں وہاں کے ہائیکورٹ کے چیف جسٹس کا ایک زبانی ریمارک شائع ہوا تھا جو انھوں نے یوں ہی سرسری طور سے کر دیا تھا جبکہ وہ کسی درخواست کی نسبت بحث سماعت کر رہے تھے جو حیدرآباد کی عدالت العالیہ کے ایک فیصلہ سے متعلق تھا۔ شاید درخواست گذار کے کونسل نے ممالک محروسہ کی عدالتوں کے متعلق محض لاعلمی سے کچھ کہا تھا تو چیف جسٹس صاحب نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ "اگر ریاست حیدرآباد کے عدل و انصاف کی ایسی ہی حالت دراصل ہے جیسی کہ آپ نے ظاہر کی ہے تو میں اوس ریاست کی رعیت ہونے کا شرف قبول نہ کر سکوں گا"۔ اگر اوس زمانہ میں میر رابط علی خان صاحب کی یہ کتاب شائع ہو چکی ہوتی تو مجھے یقین ہے کہ درخواست گزار کے کونسل سے بوجہ لاعلمی کوئی غلط بیانی نہیں ہو سکتی تھی نہ وہاں کے چیف جسٹس صاحب کو ایسے ریمارک کا کوئی موقع ملتا۔ غرض ان تمام باتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس قسم کی کتاب کی ضرورت کس قدر شدید رہی ہے اور کس حسن و خوبی سے اس ضرورت کو مصنف نے رفع کر دیا ہے انھوں نے یہ کام بہت تجسس تفحص و عرق ریزی سے انجام دیا ہے جو قابل تحسین و آفرین ہے۔ بالآخر میں مصنف کو یہ مشورہ دئیے بغیر رہ نہیں سکتا کہ اگر وہ اپنی کتاب کا انگریزی ترجمہ بھی جس کو وہی اچھی طرح کر سکتے ہیں شائع کر دیں تو انھوں نے ملک کی خدمت جو اس کتاب سے کی ہے اس کے سونے پر سہاگ کا کام دیگا۔

شرح دستخط

ڈاکٹر خطیب سر احمد حسین نواب امین جنگ بہادر
کے۔ سی۔ آئی۔ ای۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ ڈی۔ صدر المہام پیشی مبارک

امین منزل
۲ محرم الحرام ۱۳۵۰ھ

تمہید

بزمانہ پراکٹس مدراس ہائیکورٹ یہ دیکھ کر کہ میرے ہم پیشہ بھائی اور قانون داں اصحاب ریاست حیدرآباد کی سابقہ تاریخ عدالت اور سررشتہ عدالت کے موجودہ نظم و نسق سے بالکل نابلد ہیں مجھے یہ محسوس ہوا کہ اگر کوئی جامع تاریخ عدالت لکھی جائے تو باہر والوں کو خصوصاً اور باشندگان ریاست کیلئے عموماً آگاہی و دلچسپی کا موجب ہوگا۔ مگر بعض وجوہ سے میرا یہ خیال عملی صورت اختیار نہ کرسکا۔ ۱۳۴۲ف میں جب سررشتہ معلومات عامہ سرکار عالی نے اعلیحضرت قدر قدرت ہز اگزالٹڈ ہائنس نواب سر میر عثمان علیخان بہادر نظام آف حیدرآباد و برار خلد اللہ ملکہ کے جشن سیمیں کے ضمن میں عدالت عالیہ سے ان اصلاحات و ترقیات کی جو حضرت اقدس و اعلیٰ کے پچیس سالہ عہد معدلت میں ہوئی ہیں ایک رپورٹ طلب کی تو میں نے بحیثیت معتمد ہائیکورٹ اس کو مرتب کرکے روانہ کردی۔ اس واقعہ نے میرے اس دیرینہ خیال کو تقویت بخشی اور جوش عمل کو تازہ کردیا جو تاریخ ہذا کے لکھنے کا محرک ہوا۔

لیکن قیام دولت آصفیہ سے موجودہ تاجدار آصفی مدظلہ العالی کے مبارک زمانہ تک کی تاریخ عدالت کا لکھنا کوئی آسان کام نہ تھا۔ اولاً اس وجہ سے کہ اس ریاست ابدمدت کے صیغہ عدالت کی کوئی تاریخ ایسی موجود نہیں ہے جو عہد حالیہ تک رہنمائی کرسکے۔ ثانیاً عام تاریخیں جو لکھی گئیں ہیں ان میں کہیں کہیں صرف

بعض عدالتوں کا ضمناً ذکر کیا گیا ہے مگر ہر عدالت کے قیام نشوونما و ارتقا کا تذکرہ کہیں بھی مسلسل نہیں پایا جاتا جس کی وجہ عدالتوں کے نام اور اُن کی نوعیت وغیرہ کے سمجھنے میں اکثر مغالطہ ہو جاتا ہے

زمانۂ قدیم میں سالانہ جوڈیشل رپورٹ مرتب نہیں ہوتی تھی سب سے پہلی جوڈیشل رپورٹ نواب فتح نواز جنگ (مولوی مہدی حسین خاں) میر مجلس نے ۱۲۹۴ف میں مرتب کی تھی جس سے سابقہ عدالتوں کا پتہ لگانے میں ہم کو کچھ مدد ملتی ہے۔ جرائد اعلامیہ سے بھی بعض واقعات معلوم ہو سکتے تھے مگر سابق میں جریدہ بھی شائع نہیں ہوا کرتا تھا چنانچہ ۱۲۷۹ف میں سب سے پہلا جریدہ شائع ہوا ایسی صورت میں اس زمانہ کے قبل کے واقعات کا علم صرف بعض امثلہ ہی سے حاصل ہو سکتا تھا۔ مگر افسوس ہے کہ کچھ پارینہ امثلہ بھی تلف کر دیگئیں۔ غرض اس قسم کی مختلف مشکلات کا سامنا تھا۔ مگر میں نے اسی دُھن میں متعدد تواریخ و جرائد۔ جوڈیشل رپورٹس۔ سیول لسٹ۔ اور امثلہ کی (جن کا حوالہ کتاب ہذا میں جا بجا دیا گیا ہے) ورق گردانی کر کے مواد ضروری فراہم کر لیا اور باوجود اپنی ذمہ دارانہ عدالتی مصروفیات کے چھان بین و تحقیق کے بعد اپنے مقصد کی تکمیل کر لی۔ میں اس امر کا مدعی نہیں ہوں کہ یہ تاریخ ہر اعتبار سے جامع اور مکمل ہے لیکن اس سے غالباً انکار نہیں کیا جا سکیگا کہ یہ نتیجہ تفحص و تفکر آئندہ مصنفین اور مؤلفین کے لئے سنگ راہ نما کا کام دیگا۔

ابتداءً میرا یہ خیال تھا کہ یہ کتاب انگریزی میں لکھوں مگر جب کہ حضرت سلطان العلوم نے جادۂ قدیم سے ہٹ کر جامعۂ عثمانیہ میں تعلیم و تدریس کا ذریعہ زبان اُردو قرار دیا اور اس طرح دوسرے جامعات کی صحیح رہبری فرمائی اور اس ریاستِ ابد مدت کی عدالتی، دفتری زبان اُردو ہونے کی وجہ سے

اصطلاحات و نظائر قانونی نے اس کو مالا مال کر دیا ہے اور جب آئین و قوانین بھی اس زبان میں نافذ ہیں تو میں نے مناسب خیال کیا کہ اس کتاب کو بھی اُردو ہی میں لکھوں۔ ممکن ہے کہ میری یہ کوشش اُردو قانونی ادب میں ایک طرح کے اضافہ کا باعث ہو۔

چونکہ یہ تصنیف ۱۱۳۷ھ سے ۱۳۵۵ھ تک یعنی دو سو برس سے زیادہ کے دورِ آصفی کی عدالتی تاریخ ہے اس لئے اس کا نام "تاریخ عدالتِ آصفی" رکھا گیا ہے۔ اس دو سو سال کے عرصہ میں تقریباً ایک سو سال تو ایسے گزرے ہیں جس میں یہاں اسلامی طریقہ عدل گستری رائج تھا اور بوجہ فقدان ماخذات اس دور کے حالات کی تحریر میں اختصار سے کام لیا گیا ہے۔ البتہ اس کے بعد کے سو برس کے حالات (جبکہ مثل برطانوی ہند یہاں بھی جدید طرز کی عدالتوں کا قیام و ارتقاء عمل میں آنے لگا) زیادہ شرح و بسط سے لکھے گئے ہیں۔ چونکہ ہمارے عدل گستر، ہر دلعزیز، موجودہ فرمانروا آصفجاہِ سابع ہیں اسی مناسبت سے یہ تاریخ عدالت بھی سات ابواب پر مشتمل ہے اور اس کو زیادہ دلچسپ بنانے کے لئے بعض معروف ہستیوں اور مشہور عدالتی عمارتوں کے علاوہ دیگر متعلقہ تصاویر بھی دی گئیں ہیں۔

کتاب ہذا کے سرِورق کے نمونہ کے تجویز کرنے میں نہ صرف شعارِ عدالت یعنی "میزانِ عدل" "شمشیرِ تعزیر" و "شمع علم" کو نمایاں کیا گیا ہے بلکہ زمانہ سابق کے میرِ عدل (قاضی) کی تصویر بھی دی گئی ہے تاکہ اس زمانہ کی عدالتی پوشاک کی یاد رفتہ آنیوالی نسلوں کے لئے تازہ رہے اور یہ سرِورق بہ اعتبار حُسن کاری بھی اپنی نظیر آپ ہے۔

میں نے اس تصنیف کے ساتھ ساتھ ترقی رفتار کارِ عدالت کا ایک تقابلی نقشہ مرتب کر کے

اس کا نام "میزان عدل" رکھا ہے جس کا ایک فوٹو کتاب کے شروع میں دیا گیا ہے اس کے ملاحظے سے یہ یک نظر یہ واضح ہو جائے گا کہ حضرت بندگانعالی کی تخت نشینی سے ابتک اس پچیس سالہ دور میمنت میں سررشتہ عدالت کے ہر شعبہ (یعنی مرجوعہ - منفصلہ - دوران - آمدنی - خرچ - تعداد اختیارات عہدہ داران و تعداد امکنہ وکتب قانونی و تعداد وکلا) میں جو جو نمایاں اضافے ترقیات و اصلاحات عمل میں آئے ہیں اس کی نظیر موجودہ دستوری تاریخ ہند میں بھی نہیں مل سکتی کیونکہ انتزاع اختیارات عدالتی و عاملانہ کا اسکیم جو ہمارے حکیم السیاست و عدل گستر شاہ ذی جاہ نے بنظر سہولت و دادخواہی نافذ فرمایا ہے وہ ابتک برطانوی ہند میں رائج نہ ہو سکا۔ اس اسکیم کو روبہ عمل لانے میں بحیثیت صدرالمہام فینانس ہمارے بیدار مغز صدر اعظم رائٹ آنربل سر حیدر نواز جنگ بہادر نے جو قابل قدر مالی امداد فرمائی ہے اور اس کو عملی طور پر کامیاب بنانے میں ہمارے ہر دلعزیز سابق میرمجلس (حال صدرالمہام عدالت) نواب مرزا یار جنگ بہادر نے جو سعی بلیغ فرمائی ہے وہ محتاج بیان نہیں ہے۔

کتاب ہذا کے مضامین کی ترتیب اور ان کی تقسیم میں خاص اصولوں کو پیش نظر رکھا گیا ہے اور باوجود ناگزیر مقامی طباعتی دقتوں کے اس کو دیدہ زیب بنانے کی حتی الامکان سعی کی گئی ہے۔ ہمارے یہاں دفاتر میں سنہ فصلی رائج ہے جس سے عموماً بیرونی ممالک کے اصحاب ناواقف ہوتے ہیں اس لئے ان کی سہولت کے مدنظر سنہ فصلی کی مطابقت کر کے سنہ ہجری و سنہ عیسوی بھی لکھدیا گیا ہے اور یہ کام خالی از دقت نہ تھا۔

میں ان حضرات اور احباب کا ممنون ہوں جنھوں نے اس کی تیاری میں میری مدد فرمائی ہے خصوصاً میرے بزرگ محترم نواب رفعت یار جنگ بہادر سابق ناظم عطیات کا مشکور ہوں جن کی رہنمائی و رہبری کی بدولت مجھے وہ قیمتی مواد دستیاب ہو سکا جس کا حاصل کرنا بصورتِ دیگر ناممکن تھا۔

مجھے اس امر واقعہ کا اظہار کرتے ہوئے افسوس ہوتا ہے کہ میرے مطلوبہ تاریخی مواد متعلقہ جاگیرات و مستانات کے فراہم کرنے میں متعلقہ اصحاب و عہدہ داران نے نہ صرف غیر متوقع تاخیر سے کام لیا بلکہ کوتاہی بھی کی۔ اس لئے جو کچھ مواد دستیاب ہو سکا اسی پر اکتفا کرنا پڑا۔ چونکہ مسودۂ کتاب کے مطبع میں روانگی کے بعد محکمۂ عدالت میں بہت کچھ تغیرات عمل میں آئے ہیں اس لئے حکام متعلقہ کے تصاویر کے نیچے ان کے موجودہ عہدوں کی صراحت بھی کر دی گئی ہے۔ اگر میری یہ تصنیف مفید ثابت ہوئی تو میں سمجھونگا کہ میری یہ محنت ٹھکانے لگی فقط

میر باسط علی خان

مرقوم خورداد ۱۳۴۶ف
مطابق اپریل ۱۹۳۷ء
ورنگل



اعلی حضرت قدرقدرت رستم دوران ارسطوے زماں سلطان العلوم هز اکزالٹیڈ هائنس
لفٹننٹ جنرل نواب سر میر عثمان علی خان بہادر آصف جاہ مظفرالملک والممالک
نظام الملک نظام الدولہ سپہ سالار فتح جنگ یار وفادار سلطنت برطانیہ
جی - سی - یس - آئی ؛ جی - بی - ای - خسرو دکن و برار خلد اللہ ملکہ

ارشادِ ہمایونی

بجواب سپاسنامہ رعایا سرکارِ عالی
بتقریب جشنِ سیمین مبارک

(مورخہ یکم ذی حجہ ۱۳۵۵ھ م ۱۲- فروردی ۱۳۴۶ف م ۱۳- فبروری ۱۹۳۷ء)

"عدالت کے صیغہ میں انفصال مقدمات میں پہلے کے مقابل میں تیزی سے کام ہوتا ہے اس سے نیز عدالتوں کے معائنہ کے انتظام سے میں خوش ہوں اور مجھے عہدہ داران عدالت کی فرض شناسی سے یقین ہے کہ میرے عزیز رعایا کو سہولتوں کے لئے آئندہ سُرعت سے کام چلتا رہے گا۔"

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب اول

ریاست حیدر آباد کی مختصر تاریخ

خاندان آصفی

۱۔ نواب نظام الملک آصفجاہ اوّل

سنہ ۱۷۱۲ء تا سنہ ۱۷۴۸ء

شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کے عہد میں دکن کی فتوحات مکمل ہو گئی تھیں اور صوبہ دکن میں جس کے حدود بمبئی۔ مدراس۔ کرناٹک و میسور تک پھیلے ہوئے تھے۔ شہنشاہ دہلی کی طرف سے ایک گورنر رہا کرتا تھا۔ محمد شاہ بادشاہ دہلی کے عہد میں نظام الملک حضرت آصفجاہ اول دکن کے گورنر مقرر ہوئے تھے اور آپ ہی کے زمانہ میں سلطنت آصفیہ حیدر آباد کی بنیاد پڑی۔ شاہجہاں بادشاہ دہلی کے زمانے میں نظام الملک کے دادا خواجہ عابد عراق سے دہلی تشریف لائے تھے۔

اورنگ زیب نے آپکو نواب قلیچ خاں کا خطاب عطا فرمایا۔ آپ گولکنڈہ کی فتح کے وقت عالمگیر کی فوج کے سپہ سالار تھے۔ اور اسی لڑائی میں کام آئے۔ آپ کے فرزند میر شہاب الدین بھی مغلیہ فوج کے بڑے سردار تھے۔ جن کو فیروز جنگ غازی الدین کا خطاب سرفراز ہوا تھا۔ اور عالمگیر کے عہد میں قلعہ بیجاپور آپ ہی کے ہاتھ پر فتح ہوا تھا جسکے صلہ میں عالمگیر نے "فرزند" کا خطاب عطا کیا۔ آپ کے فرزند نظام الملک آصفجاہ اول ہیں جو ۱۰۸۲ھ میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ اور اورنگ زیب نے آپ کا نام قمرالدین رکھا۔ آپ زمانہ طفولیت ہی سے اپنی غیر معمولی قابلیت کے باعث انواع و اقسام کی شاہانہ عنایات سے سرفراز ہوتے رہے۔ ۱۱۰۲ھ میں آپکو چین قلیچ خاں خطاب عطا ہوا۔ عالمگیر کی وفات کے بعد اسکے فرزند اعظم شاہ نے آپ کے مناصب مراتب میں اور اضافہ فرمایا۔ فرخ سیر بادشاہ دہلی کے زمانے میں آپ کو نظام الملک فتح جنگ خطاب عطا فرمایا اور صوبیداری کرناٹک مرحمت ہوئی۔ محمد شاہ نے ۱۱۳۷ھ میں آپ کو آصفجاہ کا خطاب عطا فرمایا اس وقت دہلی کی سلطنت بہت کمزور ہوگئی تھی۔ درباریوں کی سازش سے نادر شاہ نے دہلی پر حملہ کر کے قتل عام کیا تھا۔ ملک کی تباہی اور دربار کی نازک حالت آپ سے دیکھی نہ گئی اسلئے آپ محمد شاہ سے اجازت لے کر ۱۱۳۶ھ میں اپنی دکن کی صوبیداری پر آ گئے اور چونکہ دہلی کی سلطنت میں کوئی نظم باقی نہ رہا تھا آپ خود مختارانہ یہاں حکمراں ہوگئے مگر اسکے بعد بھی آپ ہمیشہ محمد شاہ کے خیرخواہ اور وفادار رہے۔ جب کبھی دہلی کے بادشاہ کو روپیہ اور فوج کی ضرورت ہوتی تھی آپ یہاں سے روانہ فرمایا کرتے تھے۔ آپ بڑے جری۔ بہادر۔ عادل اور رحم دل بادشاہ تھے۔ آپ کے زمانے میں ملک میں بڑی خوشحالی و امن تھا۔ اس وقت دکن کا

پایۂ تخت اورنگ آباد تھا جس کی آبادی دس لاکھ تھی اور عمارات و باغات سے گلزار بنا ہوا تھا۔ حضرت آصفجاہ نے ۱۱۶۲ھ م ۱۷۴۸ء میں بمقام برہان پور وفات پائی اور خلد آباد میں دفن کئے گئے۔ آپ کے عہد میں طریقۂ معدلت شرع اسلام پر مبنی تھا۔

۲۔ نواب نظام الدّولہ میر احمد علیخاں ناصر جنگ شہید

نظام الملک آصفجاہ اول کی وفات کے بعد آپ کے فرزند نواب نظام الدّولہ ناصر جنگ میر احمد علیخاں ۱۱۶۲ھ میں ملکی اور مالی انتظامات کی جانب متوجہ ہوئے۔ اسی اثناء میں ہدایت محی الدینخاں مظفر جنگ نے جو آصف جاہ اول کے نواسہ تھے بغاوت اختیار کر کے فرانسیسیوں کی مدد سے ارکاٹ پر فوج کشی کی۔ ناصر جنگ ارکاٹ پہنچے مگر مظفر جنگ بغیر مقابلہ کے فرانسیسیوں کی پناہ میں پانڈیچیری چلے گئے اور بعد گرفتار ہو کر ناصر جنگ کی قید میں آگئے۔ ناصر جنگ کو پانڈیچیری فتح کرنے کا خیال پیدا ہوا اور اس طرف چڑھائی کی۔ اس حملہ میں انگریزوں کی فوج بھی آپ کے ہمراہ تھی۔ آٹھ مہینے مقابلہ رہا۔ جس میں انگریزوں اور فرانسیسیوں کی بھی معرکہ آرائیاں ہوئیں۔ ناصر جنگ کی فوج کا ایک افسر ہمت خان نامی فرانسیسیوں سے مل گیا اور ۱۵ محرم ۱۱۶۴ھ کو بندوق سے ناصر جنگ کو شہید کر دیا۔ آپ کی لاش یہاں سے لیجا کر خلد آباد میں دفن کی گئی تقریباً دو سال آپ کی حکومت رہی۔

۳۔ نواب مظفر جنگ ہدایت محی الدین خاں

نواب مظفر جنگ کی ارکاٹ پر چڑھائی اور آپ کی گرفتاری کا ذکر اوپر تحریر کیا جا چکا ہے۔ ناصر جنگ کی شہادت کے بعد اسی دن یعنے ۱۵ محرم ۱۱۶۴ھ مظفر جنگ کو ہمت خاں اور اسکے پٹھانوں نے مسند نشین کیا مگر چند ہی دن بعد اسی ہمت خاں نے بتاریخ ۱۸ ربیع الاول ۱۱۶۴ھ بندوق سے آپ کا بھی کام تمام کر دیا۔

۴۔ امیر الممالک آصف الدولہ صلابت جنگ

نواب مظفر جنگ کی وفات کے بعد ۱۸ ربیع الاول ۱۱۶۴ھ کو امیر الممالک آصف الدولہ صلابت جنگ نواب سید محمد خاں خلف نظام الملک اول مسند نشین ہوئے۔ احمد شاہ بادشاہ دہلی نے آپ کو آصف الدولہ خطاب دیا تھا جب نظام علی خاں آصف جاہ ثانی کے نام صوبیداری دکن کا فرمان پہنچا تو نواب آصف الدولہ بتاریخ ۴ ذیحجہ ۱۱۷۵ھ سلطنت سے دست بردار ہو کر گوشہ نشین ہو گئے۔ ۲ ربیع الاول ۱۱۷۷ھ کو آپ کی وفات ہوئی۔ مدت حکومت تقریباً بارہ سال ہے۔

۵۔ غفران مآب نواب نظام علیخاں آصف جاہ ثانی

سال ۱۷۶۱ء تا ۱۸۰۳ء

آصف جاہ اول کی وفات کے بعد تقریباً تیرہ سال تک طوائف الملوکی رہی اس زمانے میں مذکورۂ بالا تین حکمراں ہوئے۔ لیکن ان کی مسند نشینی بطور خود عمل میں آئی تھی اور شاہان دہلی نے اس کی توثیق نہیں کی تھی اسلئے یہ تینوں حکمراں خطاب آصفجاہ سے مخاطب نہیں کئے جاتے۔ ۱۷۶۱ء میں شہنشاہ دہلی کے فرمان کی بنا پر نظام الملک اول کے فرزند نواب نظام علیخاں تخت نشین ہوئے اور آصف جاہ ثانی کے خطاب سے ملقب ہوئے۔ آپ بڑے عقلمند۔ مدبّر زمانہ شناس تھے۔ مرہٹوں نے حیدرآباد کی خانہ جنگیوں سے فائدہ اٹھاکر بعض علاقوں پر قبضہ کرلیا تھا۔ نواب نظام علیخاں نے ۱۲۱۰ھ م ۱۷۹۵ء میں بمقام کھرڈلہ۔ مرہٹوں کو شکست دی۔ حیدرآبادی فوجیں پونا تک بڑھ گئیں اور اسے فتح کرلیا۔ مرہٹوں نے مجبور ہوکر صلح کرلی۔ ۱۷۹۹ء میں نواب نظام علیخاں نے انگریزوں کے ساتھ محاربہ میسور میں شرکت کی اور جب میسور کی ریاست انگریزوں کے قبضہ میں آئی تو میسور کے بعض اضلاع سرکار نظام کے حصہ میں بھی آئے جو دوسرے ہی سال ایسٹ انڈیا کمپنی کو واپس کردیئے گئے انہیں اضلاع مفوضہ کہا جاتا ہے۔ ۱۲۱۸ھ م ۱۸۰۳ء میں نواب نظام علیخاں نے ستر برس کی عمر میں وفات پائی۔ آپ کے زمانے میں ممالک محروسہ سرکار عالی میں اسلامی طریقۂ انصاف رسانی رائج تھا

۶۔ مغفرت منزل نواب سکندر جاہ آصفجاہ ثالث

سنہ ۱۸۰۳ء تا سنہ ۱۸۲۹ء

نواب نظام علیخاں کی وفات کے بعد ان کے فرزند نواب میر اکبر علیخاں سکندر جاہ مسند نشین ہوئے۔ اس زمانے میں پنڈھاریوں نے ہندوستان میں لوٹ مچا رکھی تھی اور ریاست حیدرآباد کے علاقوں پر بھی چھاپے مارا کرتے تھے۔ نواب سکندر جاہ نے حیدرآباد کو ان کی غارت گری سے بچایا۔ آپ کے زمانے میں اورنگ آباد کے بجائے حیدرآباد دار السلطنت ہوا۔ سنہ ۱۲۴۴ھ سنہ ۱۸۲۹ء میں آپ نے انتقال کیا۔ آپ ہی کے عہد میں جدید اصول پر حیدرآباد میں عدالتوں کا قیام شروع ہوا۔

۷۔ غفران منزل نواب ناصر الدولہ مرحوم آصفجاہ رابع

سنہ ۱۸۲۹ء تا سنہ ۱۸۵۷ء

نواب سکندر جاہ کی وفات پر آپ کے بڑے فرزند نواب میر فرخندہ علی خاں ناصر الدولہ مسند نشین ہوئے۔ آپ کے زمانے میں ملک کا انتظام اچھا تھا۔ اسی عہد میں جدید طرز کی عدالتوں کی نشو و نما اور اسکا ارتقاء ہوگا۔ سنہ ۱۲۷۳ھ سنہ ۱۸۵۷ء میں آپکی وفات ہوئی۔

۸۔ مغفرت مکان نواب افضل الدولہ آصفجاہ خامس

۱۸۵۷ء تا ۱۸۶۹ء

نواب ناصر الدولہ کی وفات کے بعد آپ کے فرزند نواب میر تہنیت علی خاں افضل الدولہ پانچویں آصف جاہ ہوئے۔ یہ بڑے نیک مزاج و خدا ترس فرمانروا تھے۔ اہل علم و فقراء کے بہت معتقد تھے۔ اپنے خرچ سے لوگوں کو حج کے لئے بھیجا کرتے تھے۔ محرم میں تین لاکھ روپے خیرات کرتے تھے۔ دوازدہم شریف میں ہزاروں آدمیوں کو کھانا کھلاتے تھے۔ آپ نے حیدرآباد میں بڑا شفاخانہ بنوایا۔ تمام اضلاع و تعلقات میں شفاخانے اور مدرسے قایم کئے۔ چو محلہ مبارک کی عمارت جو حیدرآباد کا ایک مشہور محل ہے آپ ہی کے زمانے میں تعمیر ہوئی تھی۔ آپ کے عہد میں ملک کو پانچ صوبوں اور سترہ ضلعوں میں تقسیم کیا گیا۔ ہر صوبہ میں ایک صوبیدار۔ ضلع پر تعلقدار اور ہر تعلقہ میں تحصیلدار مامور کیا گیا۔ ان عہدہ داروں کو عدالتی اختیارات بھی عطا کئے گئے۔

برٹش انڈیا کی طرح اسی زمانہ میں باقاعدہ محکمہ جات عدالت طبابت تعلیمات صفائی وغیرہ قائم کئے گئے اور ریاست حیدرآباد میں ایک باضابطہ حکومت کی شان پیدا ہوگئی۔ آپ کے زمانے میں نواب سالار جنگ مدار المہام تھے جنھوں نے حیدرآباد کو متمدن و مہذب سلطنت کے درجہ پر پہنچا دیا۔ نواب افضل الدولہ کی وفات ۱۲۹۶ھ میں ہوئی۔

۹۔ غفران مکان نواب میر محبوب علیخان آصفجاہ سادس

۱۸۶۹ء تا ۱۹۱۱ء

نواب افضل الدولہ کے انتقال کے وقت ان کے فرزند نواب میر محبوب علیخاں کی عمر دو سال سات ماہ تھی۔ اسی سن میں آپ تخت نشین ہوئے۔ اور نواب سالار جنگ آپ کے وکیل مطلق مقرر کئے گئے۔ سلطنت کا تمام کاروبار یہی انجام دیا کرتے تھے۔ حضرت غفران مکان کے زمانے میں حیدرآباد سے گلبرگہ شریف تک ریل جاری ہوئی۔ محکمہ تعمیرات قائم ہوا۔ ۱۲۹۲ھم ۱۸۸۵ء میں ستی کی رسم موقوف ہوئی۔ ۱۲۹۳ھ میں دفتروں کی زبان بجائے فارسی کے اردو قرار پائی۔ ہائیکورٹ قائم ہوا۔ عدالتوں میں مزید باقاعدگی پیدا ہوئی اور ان کے اختیارات میں وسعت دی گئی۔ ۱۳۰۱ھ میں نواب سالار جنگ نے وفات پائی اور ۱۳۰۲ھ سے حضرت غفران مکاں نے عنان سلطنت اپنے ہاتھ میں لی۔ آپ کے عہد میں بہت سے جدید محکمے قائم ہوئے۔ ریلیں جاری ہوئیں۔ نئی نئی سڑکیں کھلیں۔ نئی وضع کا خوشنما روپیہ جاری ہوا جو آپ کے نام پر سکہ محبوبیہ کہلایا۔ ۱۳۲۳ھ م ۱۹۰۲ء میں سرکار عظمت مدار نے ملک برار کا دوامی پٹہ لیکر اس علاقہ کو سرکار عالی سے علیحدہ کرلیا۔ ۱۳۲۶ھ میں موسیٰ ندی کو شدید طغیانی ہوئی۔ اس موقع پر حضرت غفران مکاں نے مصیبت زدہ رعایا کے ساتھ وہ دریا دلی دکھائی جسکی مثال تاریخ میں مشکل سے ملیگی۔ لاکھوں روپیہ قرض دیا۔ کپڑے تقسیم کئے۔ گھر بنوا دیئے گئے۔ حضرت غفران مکاں بڑے ہردلعزیز بادشاہ تھے۔ بتاریخ ۱۴ رمضان ۱۳۲۹ھ

آپ کا انتقال ہوا۔ اس وقت سارا شہر ماتم کدہ بنگیا تھا۔ رعایا کو آپ سے ایسی عقیدت تھی کہ آپ کی وفات پر آپ کو ولی تصور کرنے لگی۔

۱۰۔ موجودہ فرمانروائے آصفی حضرت ظل اللہ نواب میر عثمان علیخاں بہادر آصفجاہ سابع

(سن جلوس ۸ رمضان المبارک ۱۳۲۹ھ م ۱۹۱۱ء)

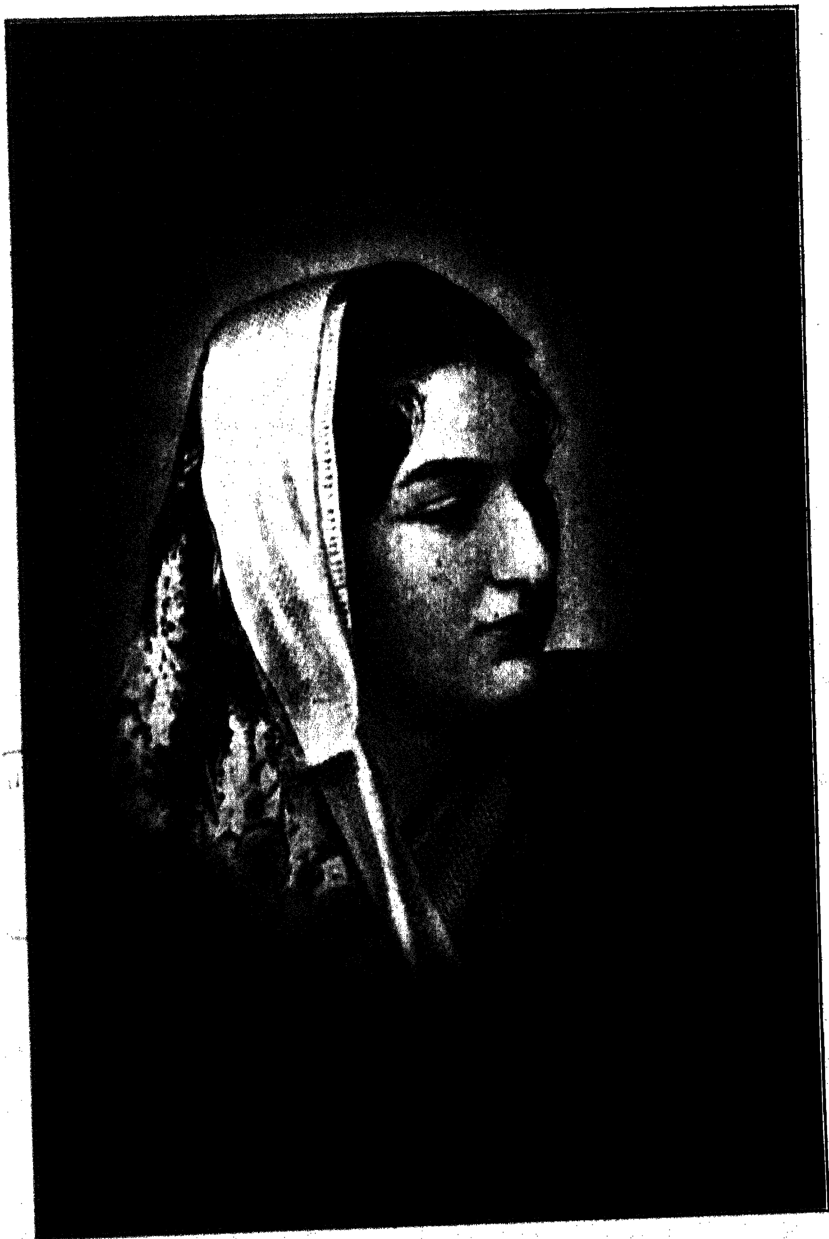
سلسلۂ آصفی کے درۃ التاج ہمارے موجودہ بادشاہ ظل اللہ فلک بارگاہ مظفر الملک والممالک نظام الدولہ نظام الملک سلطان العلوم ہز اگزالٹیڈ ہائینس **نواب میر عثمان علیخاں بہادر** فتح جنگ آصف جاہ سابع یار وفادار حکومت برطانیہ جی۔سی۔یس۔آئی جی۔بی۔ای خلد اللہ ملکہم و سلطنتہم ہیں۔ اس آفتاب سعادت نے بتاریخ یکم رجب المرجب ۱۳۰۲ھ طلوع ہوکر سرزمین دکن کو منور فرمایا اور بتاریخ ۸ رمضان المبارک ۱۳۲۹ھ (۲۷) سال کی عمر میں آپ سریر آرائے سلطنت ہوئے۔ جس طرح حضرت غفران مکان کی وفات سے تمام ہندوستان کو صدمۂ عظیم پہنچا تھا آپ کی تخت نشینی سے ہندوستان بھر میں اس سرے سے اس سرے تک مسرت کی لہر دوڑ گئی۔ دنیا کی تاریخیں موجود ہیں سب پر نظر ڈال لیجئے۔ ایسا عالی دماغ روشن خیال وسیع النظر فیاض۔ مدبر و بیدار مغز فرمانروا کوئی مشکل سے دکھائی دیگا۔ حضرت اقدس و اعلیٰ کے عہد مبارک میں رعایا کی صلاح و فلاح اور ملک و ملت کی بھلائی کے جو جو کام ہوئے ہیں ان کی تفصیل کے لئے ایک جداگانہ دفتر کی ضرورت ہے۔ اعلیحضرت صرف فخر سلاطین آصفیہ ہی نہیں ہیں بلکہ شاہان سلف کی یادگار اور غیر متعصب مسلمان حکمرانوں کے بہترین نمونہ ہیں آپکے

دریائے کرم سے حیدر آباد میں ہر مذہب و ملت کی کھیتیاں لہلہارہی ہیں۔ مساجد۔ معابد۔ منادر گردوارے۔ گرجے سب آپ کے رہین منت ہیں۔ آپ کا دست کرم کسی ایک مذہب و ملت تک محدود نہیں۔ جس طرح مسجدوں کے لئے معاشیں مقرر اور املاک و جائدادیں وقف ہیں اس سے زیادہ غیر اقوام کی عبادت گاہوں کیلئے بھی معاشیں اور تنخواہیں مقرر ہیں اور جاگیریں عطا کی گئی ہیں۔ آپ کی رواداری کی زندہ مثال یمین السلطنتہ سر مہاراجہ کشن پرشاد بہادر صدر اعظم ریاست حیدرآباد دکن ہیں۔ اور آپ کی دستور پسندی کا بین ثبوت باب حکومت کا قیام ہے۔

حضرت بندگانعالی کے مبارک زمانہ میں یوں تو ہر محکمے اور ہر شعبہ میں بیحد ترقی ہوئی ہے لیکن صیغہ عدالت میں خصوصاً جو اصلاحات عمل میں آئی ہیں انکی تفصیل علیحدہ بیان کیجائے گی۔ حضور پر نور کو تعمیرات سے بھی خاص دلچسپی ہے اور اس اعتبار سے آپ کو خاندان آصفی کا شاہجہاں کہا جاسکتا ہے۔ حیدر آباد ہائیکورٹ کی رفیع الشان عمارت۔ دواخانہ عثمانیہ۔ سٹی کالج۔ کتبخانہ آصفیہ۔ یونانی شفاخانہ۔ عمارات جامعہ عثمانیہ اور دوسری بہت سی شاندار عمارتیں حضور ہی کے مبارک زمانہ میں تعمیر ہوئی ہیں اور تعمیر ہوتی چلی جارہی ہیں۔ موسیٰ ندی (جس کے دونوں جانب بلدہ حیدر آباد فرخندہ بنیاد آباد ہے) کی طغیانی کی روک تھام کے لئے دو بڑے بڑے تالاب عثمان ساگر و حمایت ساگر کروڑوں روپے کے خرچ سے تیار ہوئے ہیں۔ ضلع نظام آباد کے تالاب نظام ساگر اور اسکی نہر کی تیاری میں تقریباً چار کروڑ روپیہ صرف ہوئے ہیں۔ اس بے مثل تالاب و نہر کی وجہ سے ہزارہا ایکڑ زمین پر اس وقت نیشکر کی کاشت بڑے پیمانہ پر ہونے لگی ہے اور



هزهائینس جنرل والاشان نواب اعظم جاه بهادر
پرنس آف برار ولیعهد دکن سپہ سالار افواج آصفی



ہر ہائینس پرنسس در شہوار دردانہ بیگم صاحبہ
پرنسس آف برار

حال ہی میں ہمارے بیدار مغز بادشاہ نے کارخانہ شکر سازی کے قیام کی منظوری عطا فرمائی ہے۔
اضلاع اورنگ آباد۔ گلبرگہ شریف۔ رائچور۔ پربھنی و نظام آباد میں نل کے ذریعہ آبرسانی کا
انتظام فرمایا گیا ہے اور مختلف اضلاع مثلاً ناندیڑ۔ ورنگل وغیرہ میں بھی آب رسانی کے انتظامات عمل میں
لائے جارہے ہیں۔ اکثر اضلاع و تعلقات کو برقی روشنی سے بھی منور کردیا گیا ہے۔
ریلوے اب بالکلیہ سرکار کی ملک ہوگئی ہے اور اسکے لئے ایک سرکاری محکمہ قائم کیا گیا ہے
مختلف محکمے اور متعدد ادارے مثلاً محکمہ آثار قدیمہ۔ برقی۔ انجمنہائے امدادباہمی۔ آرائش بلدہ۔
ڈرینیج۔ سررشتہ معلومات عامہ ولاسلکی کا قیام حضرت اقدس و اعلیٰ ہی کے زمانے میں ہوا ہے۔ اور
مختلف مقامات پر طیارہ گاہیں Airodrome زیر تعمیر ہیں حضور پر نور ہی کی خاص توجہ کا نتیجہ ہے
ملک میں جابجا متعدد کارخانے قائم ہوئے ہیں جن میں خاص طور پر شاہ آباد سمنٹ فیاکٹری عثمان شاہی
و معظم جاہی ملز۔ سگریٹ و میاچ فیاکٹری و کارخانہ صابن سازی قابل ذکر ہیں۔ گھریلو صنعتوں
Home Industries کے لئے مختلف طریقوں سے سرکاری امداد دیجاتی ہے۔ رصدگاہ
اور یونانی شفاخانوں کا خاص اہتمام کیا گیا ہے۔ جذام کے مریضوں کے علاج پر سالانہ ایک کثیر رقم
صرف کیجاتی ہے۔ مرض دق کے لئے سیانی ٹوریم یعنے صحت گاہ کے قیام کا مسئلہ زیر غور ہے۔ پلیگ
ملیریا اور ہیضہ کے انسداد کے لئے ایک خاص افسر کی زیر نگرانی مختلف تدابیر عمل میں لائی جاتی ہیں
ضروریات زمانہ کے لحاظ سے حضرت بندگانعالی نے سرکاری عہدہ داروں۔ اہلکاروں اور
ملازموں کی تنخواہوں میں تدریجی اضافوں کا اسکیم منظور فرماکر معقول اضافے فرمائے ہیں۔

ملازموں کو تعمیر مکان وخریدی موٹر وغیرہ کے لئے قرضہ دیا جاتا ہے۔ متوفی ملازموں کے پسماندوں کے نام وظیفے جاری کئے جاتے ہیں۔ حج اور زیارات مقامات مقدسہ کے لئے بلالحاظ مذہب و ملت چھ چھ مہینے کی رخصت اور پیشگی تنخواہ عنایت ہوتی ہے۔ مشایخوں، مصنفوں، مولفوں اور دیگر مستحقین کو ماہوارات منصب اور وظیفے مقرر فرمائے گئے ہیں۔ حضور فیض گنجور کی یہ فیاضی صرف اہل دکن ہی تک محدود نہیں ہے بلکہ ریزہ چین خوان آصفی تمام ہندوستان و عرب۔ عجم و مصر شام و یورپ تک میں موجود ہیں۔ ملک و بیرون ملک کے علمی اداروں کی دل کھول کر مدد کی جارہی ہے حضرت اقدس واعلیٰ کو تعلیم سے بڑی دلچسپی ہے۔ انگریزی۔ عربی۔ فارسی کے آپ ماہر اور فارسی و اردو کے قادر الکلام شاعر ہیں۔ آپ کے اردو دیوانوں کا انگریزی نظم میں ترجمہ نواب سر نظامت جنگ بہادر سابق وزیر سیاسیات نے کیا ہے۔

حضور کی تعلیمی دلچسپی کا اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ آپ کی تخت نشینی کے وقت مدرسوں کی تعداد تخمیناً ۱۰۳۶ تھی اور پڑھنے والے ۴۸۴۴۶ تھے۔ اب مدرسوں کی تعداد ۴۶، ۴ اور طلبہ کی تعداد ۳۵۸۲، ۳۵ ہے۔ بوقت تخت نشینی محکمہ تعلیمات کے مصارف ۸۵۲، ۹۹، ۱۳ تھے اب ۲۳۸۹، ۱۷، ۱۰۰ ہیں جو سلطنت کے محاصل کے نویں حصہ سے زیادہ ہے۔ تعلیم نسوان میں بھی حیرت انگیز ترقی ہوئی ہے۔ متعدد زنانہ مدرسے قائم کئے گئے اور اعلیٰ تعلیم کے معقول انتظامات عمل میں لائے گئے۔ معلّمات کی تعلیم کے لئے بھی جا بجا مدرسے قائم کردئے گئے۔ ممالک غیر میں فنی تعلیم پانے کیلئے بہ عطائے وظایف کافی تعداد میں طالبات کو بھیجا گیا۔ چھوٹے بچوں کی جدید ترین

اصول پر تعلیم و تربیت کیلئے ایک ماڈل اسکول بلدہ حیدر آباد میں قائم فرمایا گیا۔ عثمانیہ یونیورسٹی کے قیام سے اعلیحضرت نے علم و فن کے دریا بہا دئیے ہیں اور غیر زبان کے ذریعے سے تعلیم دینے کا جو بڑا عیب دوسری یونیورسٹیوں میں پایا جاتا ہے اسے جامعۂ عثمانیہ کے قیام نے مٹا دیا ہے۔ حضرت اقدس و اعلیٰ کا یہ وہ زرّین کارنامہ ہے جو صفحۂ ارض پر ہمیشہ ہمیشہ باقی رہیگا۔ اسی طرح دار الترجمہ بھی ایک بلند پایہ ادارہ ہے جس میں انگریزی فارسی و عربی کی کتابوں کا ترجمہ زبان اردو میں کیا جاتا ہے۔ نیز بیرونی مترجموں سے ترجمہ کا کام لیا جاتا ہے۔ یہی وہ علمی سرپرستی ہے جس نے حیدر آباد کو رشک قرطبہ و بغداد بنا دیا ہے۔ بندگانعالی کی اسی علم پروری و تبحر علمی کی وجہ سے ملک کے علماء و فضلا نے حضور کو "**سلطان العلوم**" کا خطاب پیش کیا۔ مسلم یونیورسٹی علیگڈھ کے آپ چانسلر ہیں۔ حق یہ ہے کہ حضرت اقدس و اعلیٰ کے وجود با جود سے زبانِ اردو کو چار چاند لگ گئے ہیں اور ہر اردو پڑھنے والے اور اردو بولنے والے کو آپ نے اپنا رہین منت بنا لیا ہے۔

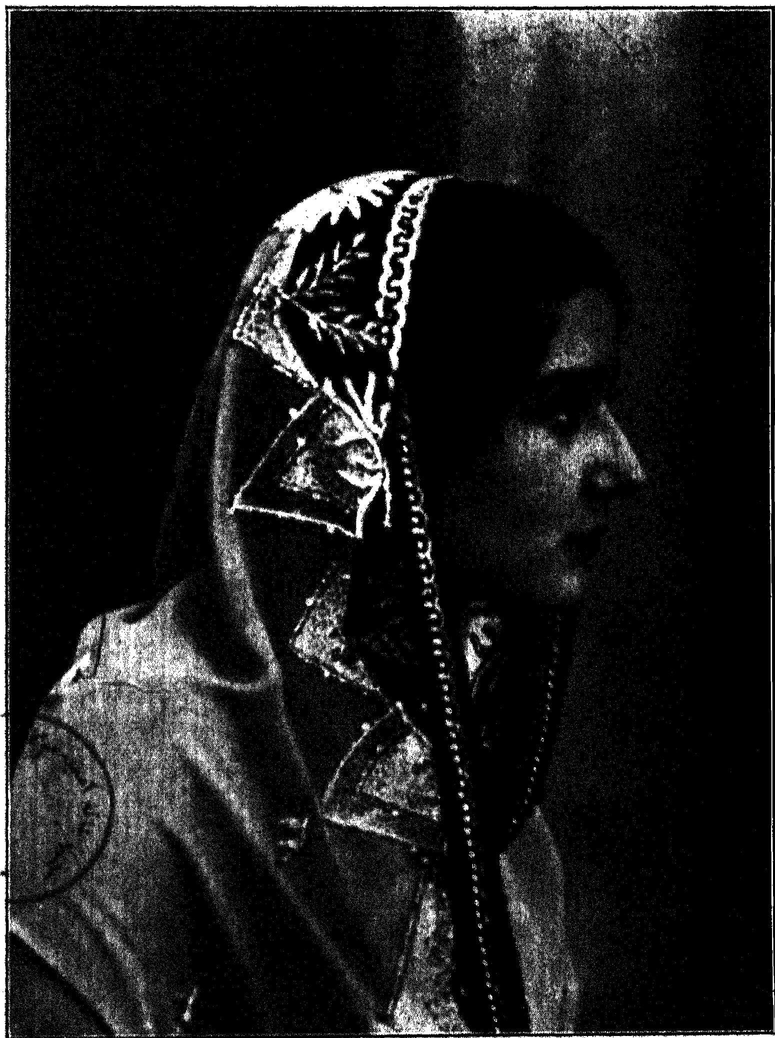
ریاست حیدر آباد کا پایۂ تخت حیدر آباد فرخندہ بنیاد حضرت بندگانعالی کے دم قدم سے جنت عدن بنا ہوا ہے۔ اشاعت تعلیم کی وجہ سے عوام میں حفظانِ صحت کا خیال پیدا ہونے لگا اور لوگ کھلے مقامات پر رہنے کیلئے بیرون شہر مکانات تعمیر کرنے لگے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پبلک میں فن تعمیر کا ذوق روز افزوں ترقی کرتا گیا۔ چنانچہ مولوی سید محمد اعظم صاحب پرنسپل سٹی کالج پہلے شخص ہیں جنھوں نے جرمن اسٹیل کو رائج کیا۔ جنگل میں منگل منانے کی مثل کو عملی جامہ پہنانے اور پہاڑیوں پر آبادی بسانے کا خیال سب سے پہلے مولوی سید محمد مہدی صاحب معتمد باب حکومت کو ہوا

جنھوں نے اِس پہاڑی کو جو بقول کرنل ٹروبس ٹیلر کسی زمانہ میں امیر علی ٹھگ کا مسکن اور بنجاروں اور راہ گیروں کو لوٹنے کا مرکز تھا نہایت سلیقہ سے آباد کیا جو اب ایک نہایت خوشنما اور پرامن مقام بن گیا ہے اور اب اس دلکش مقام کو بہ فرمان خسروی "جوبلی ہل" کے نام سے سرفراز فرمایا گیا ہے۔

محکمہ آرائش بلدہ نے جس کے فرائض تعمیر و ترمیم کے ذریعہ شہر کو آراستہ کرنا ہے حیدرآباد کو ایک بالکل نیا شہر بنا دیا ہے۔ پندرہ سال قبل جو شخص یہاں آیا ہو گا اب اس کا اس شہر کو پہچاننا ناممکن نہیں تو دشوار ضرور ہے۔ نو آبادیات میں چھوٹے چھوٹے خوشنما مکانات تعمیر کرکے بے خانماں غربا کی رہائش کا حفظانِ صحت کے اصول پر انتظام کر دیا گیا ہے۔ بہت سے جدید محلے آباد ہو گئے ہیں جن میں نئی نئی وضع کے خوشنما مکانات تعمیر ہو گئے ہیں۔ یہاں کی قدیم عمارتیں مکہ مسجد۔ چار مینار فلک نما۔ باغ عامہ۔ سالار جنگ کی بارہ دری۔ بشیر باغ وغیرہ تو دید کے قابل تھے ہی مگر اب ہر کوچہ و بازار سیر کے قابل ہے سیمنٹ کی چوڑی چوڑی سڑکوں پر موٹریں موٹر بس۔ بگھیاں۔ سائیکلیں اڑتی پھرتی ہیں گرد و غبار کا نام نہیں کیچڑ کا نشان نہیں۔ رات کے وقت برقی روشنی سے شہر بقعہ نور نظر آتا ہے۔ شہر کے خاص حصہ میں جو فتح میدان سے چار مینار تک چلا گیا ہے عظیم الشان دکانات اور ان کا خوشنما نفیس سامان خریداروں کو محو حیرت کر دیتا ہے۔ جدید تعمیر شدہ دو منزلہ و سہ منزلہ عمارتیں۔ ہائیکورٹ۔ عثمانیہ ہسپتال۔ معظم جاہی مارکٹ۔ سٹی کالج وغیرہ دیکھ کر ایک سیاح کے دل پر دور ہی سے اس شہر کی عظمت کا سکہ بیٹھ جاتا ہے۔ ندی کے کنارے کے خوشنما چمن آنے جانے والوں کی تفریح طبع کا سامان مہیا کر رہے ہیں۔ ہر طرف ہوٹل۔ رسٹوران اور



جنرل والاشان پرنس معظم جاہ بہادر
صدر نشین مجلس آرایش بلدۂ



پرنسس نیلوفر فرحت بیگم صاحبہ

چائے خانے معمور نظر آتے ہیں۔ جہاں گراموفون اور ریڈیو کی دلکش آوازیں رستہ چلتوں کو اپنی طرف کھینچتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس شہر کے رہنے بسنے والوں کو شاد و آباد رکھے اور ان کے سروں پر حضرت ظلّ سبحانی نواب میر عثمان علیخاں بہادر کا سایہ ہما پایہ ہمیشہ ہمیشہ پرتو فگن رہے۔

الٰہی تا جہاں باشد شہنشاہ جہاں باشی
خدایت مہربان تو بہ عالم مہربان باشی

باب دوم

ریاست حیدرآباد اور اسلامی قانون

۱۔ اکثر موجودہ قوانین کا سنگِ بنیاد قانون اسلام ہے

قانون اسلام قانون فطرت ہے۔ یہ زمان و مکان کا تابع نہیں۔ یہ ہر زمانے اور ہر ملک کے مطابق حال ہوجاتا ہے۔ اسلامی قانون جو قرآن۔ حدیث۔ اجماع و اجتہاد پر مشتمل ہے ایک جامع و مکمل قانون ہے۔ اگر حالیہ قوانین سے اس کا مقابلہ کیا جائے تو تھوڑے سے غور کے بعد معلوم ہوسکتا ہے کہ جن قوانین و قواعد و ضوابط کو اس زمانے کی ایجاد سمجھا جاتا ہے انہیں اکثر و بیشتر ایسے ہیں جن کو بارہ تیرہ سو برس قبل مسلمان مدون کرچکے تھے اور شجرِ انصاف کی بہت سی شاخیں جن کو ولایتی گونڈوں میں رکھنے کی وجہ سے زمانہ حال کی پیداوار تصور کیا جارہا ہے فی الحقیقت قانون اسلام ہی کی پود ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ قانون کے موجد رومی ہیں اور رومن لا

دنیا کے اکثر قوانین کا ماخذ ہے۔ مگر قانونِ اسلام رومی مقننین کا ہرگز زیر بار احسان نہیں ہے۔ اس بارے میں کتاب پرنسپلیس آف محمڈن جیورس پروڈنس) مولفہ آنریبل سر عبدالرحیم کے چند فقرے یہاں نقل کر دینا بے محل نہ ہوگا:۔

"کسی تاریخ سے قطعًا یہ ثابت نہیں ہوتا کہ یونان ایران روما کے قوانین کا ترجمہ عربی میں کیا گیا ہو۔ صرف احکام کے اصول قرآن مجید میں پانسو اور احادیث میں تخمینًا تین ہزار مذکور ہیں۔ بقول بعض فقہائے اسلام اجماع سے تقریبًا ایک لاکھ مسائل مستنبط کئے گئے ہیں۔ فقہا و مجتہدین مسائل شرعیہ میں جو مذہب کا جزو اعظم ہیں دوسرے ادیان و اقوام کی خوشہ چینی حرام سمجھتے تھے۔"

۲۔ قانونِ اسلام کا اثر و نتیجہ

قانونِ اسلام کا وہ اثر و نتیجہ تھا کہ مدینہ کی مسجد میں بیٹھنے والے حاکمانِ عدالت کے احکام کی تعمیل سینکڑوں کوس کے فاصلے پر دریائے نیل کے کنارے اور نہرِ فرات کے پار اس آسانی سے ہو جاتی تھی کہ آج کسی حاکم کی ڈگری کی تعمیل خود اُس کے شہر میں اس طرح ہونا دشوار ہے۔ عرب فاتحین جہاں جہاں گئے انصاف و مساوات کو اپنے ساتھ لے گئے۔ جن ملکوں میں مسلمانوں کا قدم پہنچا وہاں کے باشندوں کو بہت جلد یہ معلوم ہو گیا کہ اسلامی انصاف ارزاں اور آسان ہوتا ہے۔ اسلامی عدالت میں امیر غریب سب کے ساتھ مساوات برتی جاتی ہے۔ رعایا کے ایک ادنیٰ فرد کے دعوے پر

بادشاہ وقت کو عدالت میں کھینچ بلایا جاتا ہے۔ مظلوم فقیہ کے ہاتھ سے ظالم رئیس کو سزا کوڑے لگوائے جاتے ہیں۔ اسلام کی مساوات۔ اسلام کا سادہ قانون اور اسلام کا اخلاق ہی وہ اسباب تھے جن کی وجہ سے دور و دراز ملکوں میں اسلام کی جڑیں گئیں اور بعض ممالک کے باشندوں نے مسلمانوں کا صرف مذہب ہی اختیار نہیں کر لیا بلکہ مسلمانوں کی زبان تک بولنے لگے۔ مصر و شام کے رہنے والے جو مہذب و متمدن رومیوں کی رعایا اور رومن لا کے خوگر تھے انہوں نے بکمال رغبت اسلامی قانون کا خیر مقدم کیا اور عراق و عجم کے باشندے جو عدل نوشیروانی کی گیت گایا کرتے تھے وہ عدلِ فاروقی کا کلمہ پڑھنے لگے۔

۳۔ اِسلامی طریقۂ دادگستری

اسلامی طریقہ دادگستری یہ تھا کہ اضلاع و تعلقات میں قاضی بہ حیثیت جج منصف و مجسٹریٹ مامور ہوتے تھے اور دیوانی و فوجداری کام کرتے تھے۔ پایۂ تخت یا مستقر صوبہ پر کسی بڑے قاضی یا قاضی القضاۃ کا تقرر ہوتا تھا۔ فوجداری کے معمولی مقدمات اہالیان پولیس فیصل کیا کرتے تھے۔ بعض خاص مقدمات دیوانی و فوجداری بادشاہِ وقت یا اس کے نائب السلطنت یا صوبہ کے سامنے پیش ہوتے تھے۔ فوجداری مقدمات میں حدود شرعی جاری ہوا کرتی تھیں دیوانی مقدمات میں ضرورتاً مدیون کو سزائے قید بھی دی جاتی تھی۔ قاضیوں کا انتخاب بلحاظ وجاہت ظاہری و تبحر علمی امتحان کے بعد ہوا کرتا تھا۔ اور ان کی تنخواہیں معقول ہوا کرتی تھیں

تاکہ حصول ناجائز کی طرف وہ مائل نہ ہوں اور رعایا پر اُن کا رُعب ہو۔ ان کو تجارت کی بھی ممانعت تھی۔ مسلمانوں کے مقدمات ان قاضیوں کے پاس پیش کئے جاتے تھے۔ غیر مذاہب والوں کو عموماً اجازت تھی کہ وہ اپنے مقدمات اپنے مذہب و رسم و رواج کی رو سے بذریعہ پنچایت وغیرہ بطور خود فیصل کرلیں۔

محکمہ افتا میں جو خاص مسلمانوں کی ایجاد ہے اور ابتک بھی اسلامی سلطنتوں میں چلا آرہا ہے بڑے بڑے قابل مفتی مقرر کئے جاتے تھے جو قانون سے ناواقف اشخاص کی درخواست پر کسی مسئلہ پر فتویٰ تحریر کرکے ان کو قانون سے واقف کردیا کرتے تھے۔ اس طرح ہر شخص کو قانونی مشورہ مفت مل جایا کرتا تھا اور جو معلومات اب روپیہ خرچ کرکے وکلاء سے حاصل ہوتی ہیں اس وقت بغیر کسی خرچ کے میسّر ہو جاتی تھیں۔ اس صحیح رہبری سے اکثر اوقات فریقین عدالت کی کشمکش سے محفوظ رہتے تھے۔ بڑے بڑے شہروں اور قصبوں میں محتسب مامور کئے جاتے تھے۔ انکا کچھ عملہ بھی ہوتا تھا۔ ان کے فرائض محکمہ صفائی کے فرائض سے ملتے جلتے تھے مثلاً اس بات کی نگرانی کرنا کہ تراز و باٹ کم نہ ہوں۔ سڑک پر کوئی مکان نہ بنائے جانوروں پر بوجھ زیادہ نہ لادے۔ شراب کی علانیہ فروخت نہ ہو۔ رمضان المبارک میں خورد و نوش کی دوکانیں دن میں بند رہیں۔ نرخ مقرر کردہ سرکار میں کمی بیشی نہ ہو وغیرہ وغیرہ ان احکام کی خلاف ورزی کرنے والوں کا چالان قاضیوں کے پاس کیا جاتا تھا۔

صراحتِ مذکورۂ بالا سے واضح ہے کہ اسلام نے انصاف رسانی کے کسی پہلو کو نظر انداز

نہیں کیا اور حقیقت یہ ہے کہ انصاف اسلامی قانون کا جزو اعظم ہے اور ہمیشہ مسلمان بادشاہوں کا شعار رہا ہے۔ ظالموں کا ذکر نہیں لیکن ہر خدا ترس مسلمان بادشاہ نے عدل و انصاف کا ضرور خیال رکھا۔ مثالاً یہاں اس زنجیر عدل کا ذکر کر دینا بے موقع نہ ہوگا جو شہنشاہ جہانگیر نے بنوائی تھی۔ یہ ایک دائم السحر کا عدل تھا اس سے متشرع بادشاہوں کا قیاس کیا جا سکتا ہے

۴۔ زنجیرِ عدل

"بعد از جلوس۔ اولین حکمے کہ از من صادر شد بستن زنجیر عدل بود کہ اگر متصدیان مہمات دارالعدالت دادخواہی و دادرسیدگی ستم دیدگان و مظلومان ہمال و مداہنہ ورزند۔ آن مظلومان خود را بدین زنجیر رسانیدہ سلسلہ جنباں کردند تا صدائے آن باعث آگاہی گردد۔ وضع آن بدین نہج بود کہ از طلائے ناب فرمودم زنجیر سازند۔ طولش سی گز مشتمل بر شصت زنگ و زن آن چہار من ہندوستان بودہ باشد۔ یک سرش بر کنگرہ شاہ برج قلعہ آگرہ استوار ساختند و سر دیگر تا کنارہ دریا بردہ بر میل سنگیں کہ نصب شدہ بود محکم ساختند۔" (توزک جہانگیری ذکر جلوس سال اول)

عبارت بالا کا مطلب یہ ہے کہ تخت نشینی کے بعد سب سے پہلا حکم جو میں نے دیا وہ "زنجیر عدل" کے باندھنے کا تھا۔ تاکہ مظلوموں اور ستم رسیدوں کی دادخواہی و انصاف رسانی میں اگر عہدہ داران عدالت کوتاہی و غفلت کریں تو مظلوم خود اس زنجیر کے پاس پہنچکر اسے ہلادیں اور اسکے شور سے

مجھے اطلاع ہو جائے یہ زنجیر خالص سونے کی تھی۔ اسکا طول تیس گز تھا۔ اس میں ساٹھ گھنٹیاں
لگی ہوئی تھیں۔ ہندوستان کے حساب سے اس کا وزن چار من تھا۔ ایک سرا اس زنجیر کا قلعہ آگرہ کے
شاہ برج میں (جو بادشاہ کی خواب گاہ تھی) مضبوط باندھ دیا گیا تھا اور دوسرا سرا دریائے (جمنا)
کے کنارے ایک سنگین کھمبے میں پیوست کر دیا گیا تھا۔

۵۔ ہندوستان میں اسلامی قانون

ہندوستان میں جب مسلمان آئے تو یہاں بھی عام طور سے وہی اسلامی قانون ان کا رہنما
تھا۔ لیکن ہندوؤں کا تمدن چونکہ بہت قدیم اور اس ملک کیلئے نہایت موزوں بھی تھا اس لئے
احکام دھرم شاستر اور دیگر معتقدات و رواجات کا بھی خاص احترام کیا جاتا تھا اور پنڈتوں اور
شاستریوں کے ذریعے ہندوؤں کے مقدمات کا تصفیہ ہوتا تھا۔ اس کا یہ نتیجہ تھا کہ مسلمان بادشاہوں
کے زمانے میں یہاں ہندو مسلمان شیر و شکر تھے۔

مسلمانوں کے بے لاگ انصاف و اسلامی قانون کا جو کچھ اثر مسلمانوں کی حکومت ہندوستان
سے جانے کے بعد بھی قائم رہا اور جس کو انصاف پسند حکومت برطانیہ نے ایک عرصہ تک برقرار رکھا۔
اس کا مجمل تذکرہ اقتباساً آنریبل جسٹس سر عبدالرحیم کی کتاب محمڈن جیورس پروڈنس سے اس جگہ کیا جاتا ہے

> ہندوستان میں انگریزی عدالتوں کے قائم ہو جانے کے بعد شرع اسلام نے ایک
> نیا اور خاص پیرایہ اختیار کیا..................... انگریزوں کے ابتدائی زمانہ حکومت میں

فقہ اسلام تمام عدالتوں میں نافذ رہا۔ مسلمانوں کی شرع اسلام اور ہندوؤں کے دھرم شاستر کے احکام کا نفاذ تھوڑے دنوں تک ہندوستانی عہدداروں کے ذریعہ سے کرایا جاتا رہا جو عدالتوں میں ماہرین "مشیر" کی حیثیت سے کام کرتے تھے۔ مسلمان مشیر مفتی اور مولوی اور ہندو قانونی مشیر پنڈت کہلاتے تھے مگر کچھ عرصہ بعد سے ایسے ماہرین سے کام لینا نامناسب وغیرضروری سمجھ کر ترک کردیا گیا۔ فقہ اسلام کے احکام متعلقہ جرائم وتعزیرات مالگزاری قبضہ اراضی۔ ضوابط شہادت اور جزاً انتقال جائیداد کے یکے بعد دیگرے متروک ہوکر انکی جگہ مجلس وضع آئین وقوانین کے ایکٹ قائم ہوگئے۔ ایسے مقدمات میں جو مابین مسلمانوں کے ہوتے ہیں جہاں تک ممکن ہوتا ہے شرع اسلام کے احکام کی پابندی کی کوشش کیجاتی ہے۔ انگریزی عدالتیں شرع محمدی کا نفاذ ان اقتدارات کی بناء پر کرتی ہیں جو ان کو............ واضعان قوانین کے ایکٹوں کے ذریعہ سے حاصل ہیں"۔ (اصول فقہ اسلام صفحہ ۴۳ و ۴۴ و ۵۳ و ۵۴ و ۵۵)

۶۔ حیدرآباد کا قدیم طریقہ انصاف رسانی

چونکہ اس کتاب کا موضوع اسلامی قوانین اور اسلامی عدالتوں کی تاریخ لکھنا نہیں ہے بلکہ ریاست حیدرآباد کی تاریخِ عدالت پر روشنی ڈالنا ہے اسلئے اس بحث کو زیادہ طول نہ دیکر

اپنے مقصد کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔

ریاست حیدرآباد دکن تقریباً چھ سو برس سے مسلمانوں کے زیرنگین ہے اور تقریباً دو سو برس سے سلاطین آصفیہ کا سایہ ہمایا یہ اس سرزمین پر پرتو افگن ہے۔ اس خاندانِ گرامی کی حکومت میں وہی اسلامی طریقہ انصاف رسانی جس کا ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں۔ کم و بیش تغیر کے ساتھ رائج رہا ہے۔

۷۔ بے اطمینانی کا زمانہ اور اس کا اثر عدالتوں پر

جب دہلی کی سلطنت کو زوال ہوا اور دیسی ریاستوں کی باہمی رقابت نے زور پکڑا تو ہندوستان سے امن و اطمینان رخصت ہو گیا اور سارا ملک فتنہ و فساد کا آماجگاہ بن گیا۔ بالخصوص اٹھارہویں صدی عیسوی کے وسط تک ایک سو برس ایسے گزرے ہیں جن میں افغانستان کی لڑائی جنگ سندھ جنگ برہما۔ جنگ گورکھا۔ سکھوں کی لڑائیاں۔ مرہٹوں کی جنگیں۔ میسور کے محاربات۔ پنڈھاریوں کی لوٹ مار اور ہندوستان کا غدر تمام بلائیں ایسی نازل ہوئیں جن سے حیدرآباد بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ اس زمانے میں سب کو جان و مال اور آبرو کی پڑی تھی حصول علم و فن کی طرف کون متوجہ ہوتا اور فنِ سپہگری چھوڑ کر قرآن و حدیث کا درس کیا لیتا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ عام خاندانوں کے علاوہ قاضیوں کے خاندانوں سے بھی علم و فضل جاتا رہا۔ جو لوگ ججی و مجسٹریٹی کے فرائض انجام دیا کرتے تھے ان کے جانشین صرف نکاح پڑھانے اور پڑھی ہوئی چھری پھیرنے کے کام کے رہ گئے۔

۸۔ حیدرآباد میں عدالتوں کی جدید تنظیم و تشکیل

جب ہندوستان میں امن و امان ہوگیا اور تمام پریسیڈنسیوں میں ہائیکورٹ کا قیام اور عدالتوں کی تنظیم ہوگئی تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ حیدرآباد کی عدالتوں کی بھی تنظیم و تشکیل شروع ہوئی۔ اور شہر حیدرآباد میں عدالت فوجداری و عدالت دیوانی۔ بادشاہی عدالت و محکمہ مرافعہ وغیرہ کا قیام عمل میں آیا۔ مگر عدالت دارالقضاء و دفتر صدرالصدور جو اسلامی عدالتوں کی باقیات تھے بدستور کام کرتے رہے۔ نیز صوبیدار صاحب حیدرآباد کو دیوانی مقدمات کی اور کوتوال بلدہ کو فوجداری مقدمات کی سماعت کا حسب سابق اختیار رہا۔ نائب سلطنت یعنی دیوان یا مدارالمہام وقت اپنے محل میں دیوانی و فوجداری ہر قسم کا کام ملاحظہ کرتے رہے۔ ان عدالتوں کی تفصیلی کیفیت باب سوم میں بیان کیجائیگی۔ مفتی و محتسب کے اختیارات بھی کچھ نہ کچھ باقی تھے۔ اضلاع و تعلقات میں کہیں کہیں جج و منصف بھی مقرر کئے گئے اور تمام عہدہ داران مال صوبہ داروں اور تعلقداروں عملداروں دوم و سوم تعلقداروں اور تحصیلداروں حتیٰ کہ پولیس پٹیلوں کو بھی عدالتی اختیارات دئے گئے مگر اسلامی عدالتوں کی یادگار یعنے قاضیوں کو بھی بیکار نہ چھوڑا گیا۔ یہ لوگ عہدہ داران مال کو فصل خصومات میں مدد دیا کرتے تھے۔ اور یہ عمل ۱۲۳۱ف م ۱۸۲۲ء تک رہا۔ جہاں قاضی نہیں ہوتے تھے وہاں پٹیل پٹواری بھی جھگڑے چکادیا کرتے تھے۔

۹۔ بعض اسلامی عدالتوں اور اسلامی خدمات کا وجود حیدرآباد میں

کچھ عرصہ بعد یہاں کی عدالتوں نے ترقی کا قدم اور آگے بڑھایا۔ عدالتِ دارالقضاء دفتر کوتوالی بلدہ۔ دفتر صدر الصدور اور بعض دوسری عدالتوں کے اختیارات کا تعین کیا گیا شہر کی بعض غیر ضروری عدالتیں توڑ دی گئیں۔ ہائیکورٹ قائم ہوا۔ اضلاع و تعلقات میں قاضی جو فصل خصومات میں عہدہ داران مال کے شریک ہوا کرتے تھے اس خدمت سے سبکدوش کر دئے گئے یہ سب کچھ ہوا مگر پھر بھی ہماری عدالتوں میں ایک شان باقی رہی۔ دیوانی مقدمات میں سودی ڈگریوں سے عموماً پرہیز کیا جاتا تھا۔ سرقہ کی سزا ہاتھ کاٹنا تھی۔ اسکے بعد موجودہ دور شروع ہوا جبکہ تمام عدالتیں جدید اصول پر قائم ہوگئیں۔ برٹش انڈیا کے مماثل یہاں قوانین و قواعد نافذ ہوگئے اور طریقہ انصاف رسانی کو اسی سطح پر پہنچا دیا گیا جو اس وقت متمدن و مہذب ممالک میں ہے حتیٰ کہ ہماری عدالتوں میں وہ اصلاح بھی عمل میں آگئی جس سے ہنوز بہت سے شائستہ ممالک کی رعایا محروم ہے یعنی "انتزاع اختیارات عدالتی و عہدہ داران مال" (جس کا ذکر آگے تفصیل سے کیا جائے گا) تاہم اس وقت بھی اس ریاست ابد مدت میں اسلامی آئین و قوانین اور اسلامی عدالت و معدلت کی یادگاریں بعض ایسی باقی ہیں جو دوسرے متمدن ممالک کے لئے بھی لائق تقلید و قابل اتباع ہیں اور جن سے دادرسی میں خاص مدد ملتی ہے مثلاً۔

الف ۔ ہائیکورٹ کے مرافعات کی سماعت توسط جوڈیشیل کمیٹی حضرت ظل اللہ بہ نفس نفیس فرماتے ہیں ۔ ب ۔ مقدمات قتل میں قصاص کی سزا بلامنظوری حضرت اقدس واعلیٰ نہیں دیجاسکتی ج ۔ ہائیکورٹ میں ایک مفتی مامور ہیں جو مقدمات قتل میں فتویٰ دیتے ہیں ۔ لیکن یہ مفتی ہائیکورٹ کی تجاویز میں جو ملک کے قوانین نافذہ کی رو سے تحقیقات عمل میں آنے کے بعد صادر کیجاتی ہیں دخل دینے کے مجاز نہیں ہیں ۔ یعنی یہ کسی ملزم کو جس کی نسبت ہائیکورٹ نے سزا تجویز کی ہو نہ بری کرنے کی رائے دیسکتے ہیں اور نہ بری شدہ کی نسبت سزا تجویز کر سکتے ہیں ۔ ان کا کام صرف اسی قدر ہے کہ یہ مقدمات قتل میں شرعی نقطۂ نظر سے جو موجودہ قوانین سے بھی زیادہ سخت ہے فتویٰ تحریر کردیں جو بارگاہ خسروی میں پیش کر دیا جاتا ہے اور وہاں سے قطعی احکام نافذ ہوتے ہیں ۔ د ۔ شہر حیدرآباد میں دوسری عدالتوں کے علاوہ ایک عدالت دارالقضاء کے نام سے قائم ہے جس میں مسلمانوں کے ازدواجی مقدمات طلاق و مہر و ترکہ و ثبوت نسب و شفعہ وغیرہ پیش ہوتے ہیں ۔ ھ ۔ دفتر صدارالصدور جسے محکمۂ امور مذہبی بھی کہتے ہیں قدیم الایام سے چلا آرہا ہے اس میں مساجد و معابد کی املاک وقف کے نزاعات پیش ہوتے ہیں و اہل خدمات شرعیہ قاضی ۔ مفتی ۔ محتسب امام ۔ موذن وغیرہ کی معاش تنخواہ و وراثت وغیرہ کے مقدمات کا تصفیہ کیا جاتا ہے ۔ و ممالک محروسہ سرکار عالی میں اس وقت (۲۰) قاضی موجود ہیں جن میں (۱۲) مفتی اور (۲۳) محتسب بھی ہیں ۔ پانچ عورتیں بھی قاضی ہیں ۔ ان قاضیوں کی خدمت موروثی ہے جو پشتہا پشت سے چلی آرہی ہے ان کا اصل فریضہ اگرچہ اب نکاح خوانی ہے تاہم طلاق و فارغخطی وغیرہ کی



مرشدزادہ نواب بسالت جاہ بہادر
صدر جاگیردار کالج بورڈ وانجمن اتحاد باہمی
وچیف پریسیڈنٹ سیکنڈری ایجوکیشن بورڈ

صورت میں یہ شہادت لے کر عورت کو نکاح ثانی کی اجازت دیدیتے ہیں۔ یہ اختیار بعد امتزاج عدالت العالیہ محکمہ امور مذہبی سے ان کو ملا ہے۔ سر۔ محکمہ امور مذہبی میں ایک صیغہ فتا کا بھی ہے اور ایک سرکاری مفتی متعین ہیں جو مقدمات میں شرعی معاملات کے متعلق بغیر کسی خرچ کے اہل مقدمات کو تحریری فتوے دیتے ہیں۔ ان فتاوے سے بعض اوقات عدالت کو صحیح نتیجے پر پہنچنے میں مدد ملتی ہے۔

ح۔ اگرچہ اس زمانے میں محکمۂ احتساب کی خدمات پولیس صفائی کے تفویض کردی گئی ہیں مگر حسب طریقہ سابق شہر حیدرآباد میں ایک محتسب بھی مقرر ہیں۔ اس عہدہ کا دوسرا نام نرخی ہے یعنی سرکار کے مقرر کردہ نرخوں کی نگرانی کرنا تاکہ ان میں کوئی کمی بیشی نہ کرسکے۔ محتسب ماہ رمضان المبارک کی ۲۷ تاریخ کو شہر کے کوچہ و بازار میں گشت کرکے اپنے فرائض انجام دیتے ہیں اور حقہ سگریٹ پینے والوں یا سامان خورد و نوش رد ٹی بیچنے والوں کو متنبہ کرتے ہیں۔

۱۰۔ ہمارے بادشاہ کا اسلامی عدل و مساوات

خوش قسمتی سے حیدرآباد کے اکثر سلاطین آصفیہ نظام الملک آصف جاہ اول وحضرت نظام علیخاں وغیرہ بڑے دین پرور و عدل گستر گزرے ہیں۔ بالخصوص ہمارے موجودہ بادشاہ ظل اللہ اعلیحضرت قدر قدرت سلطان العلوم نواب میر عثمان علیخاں بہادر جن کے زمانہ میں آفتاب عدالت معدلت النہار پر چمک رہا ہے۔ عدل و انصاف میں یگانہ روزگار ہیں۔ حضور پرنور اپنی رعایا کو دل و جان سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں اور ان کے حق میں بلا امتیاز مذہب و ملت انصاف کرنا اپنا فرض عین سمجھتے ہیں

حضرت اقدس و اعلیٰ اسلامی سادگی کا مجسّم نمونہ ہیں اور نماز میں عام مسلمانوں کے ساتھ دوش بدوش کھڑے ہو کر اسلامی مساوات کا عملی ثبوت دیتے ہیں خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ ۔

"سلاطینِ سلف سب ہو گئے نذرِ اجل عثماںؔ
مسلمانوں کا تیری سلطنت سے ہندستاں باقی"

بابِ سوم

عدالتوں کا قیام و ارتقاء عہدِ آصفی میں

۱۱۳۷ھ تا ۱۳۵۴ھ

۱۔ شہر حیدرآباد کی دیوانی عدالتیں

باب دوم میں تحریر کیا جا چکا ہے کہ سلطنت آصفیہ میں ابتداءً اسلامی قانون و اسلامی طریقۂ انصاف رسانی رائج تھا جو تقریباً ۱۲۳۱ف م ۱۸۲۲ء تک قائم رہا۔ حیدرآباد میں اس وقت تک عدالتی اختیارات صوبہ صاحب بلدہ حیدرآباد کو حاصل تھے۔ یہ عہدہ دار نائب سلطنت کے بعض اختیارات عمل میں لایا کرتے تھے اور ان کے فرائض امور مذہبی اور دیوانی و مال پر مشتمل ہوا کرتے تھے۔ عیدین وغیرہ کے موقعوں پر جلوس کی سواری میں عیدگاہ جانا بھی ان کے فرائض میں داخل تھا۔

تاریخ عدالت حیدرآباد میں ۱۲۳۱ف م ۱۸۲۲ء ایک خاص اہمیت رکھتا ہے۔ اگرچہ بعض اسلامی عدالتیں دارالقضاء و دفتر صدر الصدور و عدالت و کوتوالی و دفتر قضایائے عروبہ

اسلامی طریق پر سابق سے قائم تھے لیکن حیدرآباد کی جدید طرز کی عدالتوں کی تاریخ کا آغاز اسی سنہ سے ہوتا ہے۔ اسکے بعد سے جو عدالتیں حیدرآباد میں قائم ہوئیں ان میں سے بعض کچھ کچھ مدت تک کام کرکے تخفیف ہوگئیں اور بعض کی نشو و نما ہوئی اور وہ ترقی پذیر و ترقی یافتہ شکلوں میں ابھی قائم ہیں۔ جو عدالتیں کہ سنہ مذکور سے قائم ہوئیں یا ٹوٹ گئیں یا جو ہنوز باقی ہیں ان کی مختصر کیفیت درج ذیل کیجاتی ہے جس سے واضح ہوگا کہ عدالتوں کی تنظیم اور ان کو موجودہ درجہ تک پہنچانے کے لئے کیا کیا مراحل طے کرنے پڑے۔

الف۔ عدالت دیوانی بزرگ

سنہ ۱۲۳۱ ف م سنہ ۱۸۲۲ء میں نواب منیرالملک مرحوم مدارالمہام وقت نے بزمانہ مغفرت منزل نواب سکندر جاہ آصف ثالث شہر حیدرآباد میں ایک عدالت دیوانی قائم کی تھی جو آخر میں دیوانی بزرگ کہلانے لگی۔ یہی عدالت بزمانہ راجہ چندولال مدارالمہام کی ڈیوڑھی میں منتقل ہوگئی۔ (جوڈیشل رپورٹ سنہ ۱۲۹۲ ف م ۱۸۸۲ء و تا ۱۸۸۳ء)

اس عدالت کے ناظم کی تنخواہ تین سو روپے تھی۔ اس عدالت میں چار سو روپے سے کم مالیت کے مقدمے بہت کم رجوع ہوتے تھے۔ اس زمانے میں چھوٹے چھوٹے مقدمات کا تصفیہ لوگ عموماً اپنے آپ کر لیا کرتے تھے۔ جو مقدمات عدالت میں رجوع ہوتے تھے ان کے متعلق زبانی تجاویز ہو جایا کرتی تھیں۔ مرافعہ کا طریقہ بھی نہ تھا۔ سنہ ۱۲۵۶ ف م سنہ ۱۸۴۵ء میں نواب سراج الملک مرحوم مدارالمہام وقت نے اس عدالت کے اختیارات بڑھائے اور کچھ قواعد و ضوابط بھی

نافذ کئے نیز اسی سال سود کا تعین ہوا کہ عدالتیں ایک روپیہ سینکڑہ سے زیادہ نہ دلائیں ۱۲۵۷ف م ۱۸۴۷ء
میں اس عدالت کے ناظم کی تنخواہ چار سو روپیے تھی جو عدالت سے نہیں ملتی تھی بلکہ ضلع نلگنڈہ کے محاصل
سے حسب رواج زمانہ اسکی ادائی کی حوالگی دیدی گئی تھی۔ ناظم اور عملہ کو ہر چوتھے مہینے تنخواہ تقسیم
ہوا کرتی تھی۔ نواب سالارجنگ مرحوم نے ماہ بماہ تنخواہ تقسیم کرنے کا انتظام فرمایا۔ (جوڈیشل رپورٹ
۱۲۹۲ف و حاکم التواریخ وغیرہ)۔

ب۔ عدالت مجلس ساہوان

یہ عدالت بھی ایک مختص عدالت تھی جو بعہد وزارت نواب سالارجنگ مرحوم ہنگامی طور پر
۱۲۶۴ف م ۱۸۵۷ء میں قائم ہوئی تھی اسکے صدر نشین خود نواب صاحب ممدوح تھے ۱۲۸۳ف م ۱۸۷۳ء
تک اس کا وجود تھا پھر تخفیف ہو گئی۔

ج۔ دفتر عرائض یا عدالت دیوانخانہ یا چینی خانہ یا عدالت دیوانی خرد عدالت دیوانی بلدہ

پہلے زمانے کے لوگ عموماً عدالتوں میں جانا معیوب سمجھتے تھے اور انکی خواہش ہوتی تھی کہ
اپنی ہر قسم کی شکایت خود دیوان مدارالمہام کے سامنے لیجائیں چنانچہ انہیں امور کے مدنظر نواب
سراج الملک مرحوم نے ۱۲۶۷ف م ۱۲۶۱ف میں اپنے محل میں ایک سررشتہ عرائض قائم کیا تاکہ اسکے ذریعہ
ہر شخص اپنے عرائض نواب صاحب ممدوح کے سامنے پیش کر سکے نتیجہ یہ ہوا کہ ہزارہا عرائض دیوانی و

فوجداری گزرنے لگیں اور اس سررشتہ کی صورت ایک عدالت کی سی ہوگئی اولاً اس دفتر کے افسر کو داروغہ کہا کرتے تھے۔ اس کے بعد ناظم سررشتہ عرائض کہنے لگے۔ ۱۲۶۱ھ ف م ۱۸۵۱ء میں ۵۸ مقدمات اس عدالت میں فیصل ہوئے منجملہ ان کے تین مقدمات مارپیٹ اور حبس بیجا کے تھے جوڈیشل رپورٹ ۱۲۹۴ف (۱۸۸۴ء) ۱۲۷۲ف (۱۸۶۳ء) میں جب نواب سالار جنگ مرحوم نے اس عدالت کو اپنے محل موسومہ چینی خانہ میں جہاں دیواروں اور چھتوں میں چینی کی خوشنما کاریاں نصب تھیں منتقل کیا تو یہ چینی خانہ کہلانے لگی۔ بعدازاں ۱۲۸۴ف م ۱۸۷۵ء میں عدالت دیوانی خرد کے نام سے مشہور ہوئی۔ اس زمانے میں مدارالمہام بہادر درحقیقت خود جج تھے۔ اور ہر قسم کے مقدمات دیوانی و فوجداری بذریعہ دفتر عرائض پیش ہوا کرتے تھے ۱۲۸۴ف م ۱۸۷۵ء میں نواب صاحب ممدوح نے یہ خیال کر کے جو عدالتی و عاملانہ اقتدارات کا ایک ہی شخص سے متعلق رہنا خلاف مصلحت ہے اور عامہ خلایق کے لئے متعدد محکمہ جات کا مقرر ہونا زیادہ مناسب ہے۔ اپنے عدالتی اختیارات کو عدالتوں کے سپرد کر دیا۔ (جوڈیشل رپورٹ بابتہ ۱۲۹۱ف م ۱۸۸۲ء)۔

۱۲۷۲ف میں اس عدالت کو بجز مقدمات دارالقضاء و محکمہ گوبند راؤ دیگر ہر قسم کے مقدمات دیوانی میں ایک ہزار تک کے اختیارات دئے گئے۔ ۱۲۸۸ف میں جبکہ عدالت دیوانی بزرگ شکست ہوگئی تو اس عدالت کے اختیارات بڑھائے گئے اور نظماء کی تعداد بجائے تین کے چار کر دی گئی۔

(بستان آصفیہ جوڈیشل رپورٹ ۱۲۹۴ف ۱۸۸۴ء)

بزمانہ نواب سر آسمانجاہ مرحوم ۱۳۰۱ف م ۱۸۹۲ء میں اسکا نام عدالت دیوانی بلدہ رکھا گیا۔ (جریدہ ۱۳۰۱ف ۱۸۹۲ء)

بہ زمانہ سر علی امام مرحوم صدر اعظم ۱۳۴۷ف میں یہاں کے ناظم اول کو اختیارات خفیفہ دیئے گئے۔ بعہد صدارت سر مہاراجہ یمین السلطنت بہادر شہریور ۱۳۴۲ف م ۱۹۳۳ء میں جب بلدہ حیدرآباد میں عدالت خفیفہ جداگانہ قائم ہوگئی تو اختیارات خفیفہ کا دیوانی بلدہ سے تعلق نہ رہا۔ اب اس عدالت میں چار ناظم کارگزار ہیں اور چند نظمائے اعزازی بھی کام کیا کرتے ہیں۔

د۔ دفتر اجرا یا محکمۂ تعمیل

حیدرآباد میں دیوانی عدالتیں تو قائم ہوگئی تھیں مگر ان کے فیصلہ جات و ڈگریات کی تعمیل کوئی آسان کام نہ تھا۔ اگرچہ ڈگریوں کی تعمیل ہر زمانے میں دشوار رہی ہے مگر اس زمانے میں دشوار تر تھی چنانچہ مدیونان کی طرف سے زر ڈگری کی ادائی اور جائداد و املاک کی قرقی و نیلام میں طرح طرح کی دقتیں پیدا کی جاتی تھیں۔ مدیوناں کی گرفتاری تقریباً ناممکن تھی۔ یہ لوگ اُمرائے عُظام یا جمعداران فوج کے ہاں پناہ لیتے تھے اور عدالت کی دسترس سے تقریباً باہر ہو جاتے تھے۔ ان تمام دقتوں کو ملاحظہ فرماکر نواب سالارجنگ مرحوم نے ۱۲۷۲ھ م ۱۲۶۵ف م ۱۸۵۶ء میں شہر حیدرآباد میں ایک محکمہ قائم کیا جس کا نام محکمۂ اجرا رکھا گیا۔ اس میں عدالت دیوانی بزرگ و عدالت دیوانی خورد کے فیصلوں کی تعمیل ہوا کرتی تھی۔ تاہم سابق کی دقتیں اب بھی کسی قدر باقی تھیں۔ بسا اوقات عربوں بھالداروں اور جوانان سندھی سے مدد لیجایا کرتی تھی جب ملک میں عدالتوں کا کافی رُعب و وقار قائم ہوگیا تو اس محکمہ کے جداگانہ قیام کی ضرورت باقی نہ رہی۔ ہر عدالت دیوانی صیغۂ اجرائے ڈگری

قائم ہوگیا اور ڈوگریات کی منتقلی کے بھی قواعد و ضوابط نافذ ہو گئے اور ۱۲۸۴ف م ۱۸۷۵ء میں محکمہ اجراء موقوف کر دیا گیا۔ (جرائد جوڈیشل رپورٹس)

ھ۔ عدالت گوبند راؤ

اِس عدالت میں مقدمات منازعت وطن داری گوسائیاں و نزاع جوشیان وغیرہ متعلقہ ہنود پیش ہوا کرتے تھے۔ یہ عدالت ۱۲۷۱ف م ۱۸۶۲ء میں قائم ہوئی تھی مگر سال ڈیڑھ سال میں برخاست ہو گئی۔ (جوڈیشل رپورٹ ۱۲۹۳ف م ۱۸۸۵ء)

و۔ عدالت دار القضاء بلدہ

یہ عدالت قدیم الایام سے شہر حیدرآباد میں قائم ہے اور سابق میں یہ دیوانی و فوجداری دونوں قسم کے اختیارات عمل میں لاتی تھی۔ ۱۲۷۲ف م ۱۸۶۳ء میں بذریعہ اشتہار مجریہ غرہ ذیقعدہ ۱۲۷۹ھ م ۱۸۶۴ء عدالتہائے شہر حیدرآباد کے اختیارات کا جب تعین کیا گیا تو اس عدالت کو مقدمات نکاح و طلاق و مہر و حضانت و تقسیم ترکہ۔ ہبہ و ثبوت نسب اہل اسلام و مقدمات قتل کی سماعت کا اختیار دیا گیا تھا جس سے ظاہر ہے کہ اس وقت تک اہم ترین مقدمات فوجداری یعنی قتل کی تحقیقات ناظم دار القضاء کیا کرتے تھے۔ ۱۲۸۴ف م ۱۸۷۵ء میں اختیارات سابقہ کے علاوہ اس عدالت کو مقدمات شفعہ کی سماعت کا مجاز بھی گردانا گیا۔ ۱۲۸۶ف م ۱۸۷۷ء میں اس سے اختیارات فوجداری

ے لئے گئے اوراب یہاں صرف مقدمات ثبوت نسب۔ متروکہ۔ اثبات و فسخ و بطلان نکاح نفقہ و رضاعت۔ زیارت اقربا۔ فسخ رسم منگنی۔ بندوبست آزار دستی و لسانی۔ اخراجات بیاری زچگی۔ خلع و طلاق۔ مہر و جہیز و جیڑا و اطلب زوجہ یا دختر ولایت و حضانت اور ہبہ اخراجات تجہیز و تکفین جبکہ فریقین اہل اسلام ہوں اور شفعہ کے مقدمات عام طور پر بلدہ کی حد تک سماعت کئے جاتے ہیں۔ ایک ناظم جو زائد ناظم سیشن کے کیڈر کا ہے اس عدالت میں مامور ہے جو مسلمان فریقین کے مقدمات کا تصفیہ بروئے فقہ حنفی کرتا ہے دیگر مذاہب کے ازدواجی مقدمات عدالت دیوانی بلدہ میں پیش ہوتے ہیں۔

ز۔ عدالت بیرون بلدہ

بروئے حکم مدار المہام بہادر مورخہ ۳۵ ربیع الثانی ۱۲۹۴ھ مطبوعہ جریدہ ۳ تیر ۱۲۸۶ف م جون ۱۸۷۷ء عدالت دیوانی بلدہ سے ایک حصہ بیرون شہر کا جدا کرکے اسکے لئے ایک عدالت دیوانی موسوم عدالت بیرون بلدہ ۱۲۸۶ف م ۱۸۷۷ء میں قائم کیگئی۔ اس عدالت کے حدود اراضی کے اندر باستثنائے رزیڈنسی کل چادر گھاٹ و بیگم بازار اور افضل گنج و مختار گنج داخل تھے۔ نیز اس عدالت کے اختیارات غیر معمولی کل یوروپین۔ اُن کی اولاد اور اس ملک کے دیسی عیسائیوں پر بھی جو حیدرآباد میں یا ممالک محروسہ کے کسی ضلع میں سکونت رکھتے ہوں بلالحاظ حدود مقام حاوی تھے۔ عیسائیوں کے ازدواجی مقدمات وعطائے وصیت نامجات وغیرہ کے مقدمے بھی یہاں رجوع ہوتے تھے۔ اس عدالت کے فیصلوں کا

مرافعہ محکمۂ مدار المہام بہادر میں دائر ہونے کا حکم تھا مگر بوجہ مصروفیت مدار المہام بہادر ان مرافعات کی سماعت نہیں کر سکتے تھے۔ اسلئے بعد میں اپیل کی تمام درخواستیں مجلس عالیہ عدالت میں منتقل کردی گئیں

(جوڈیشل رپورٹ ۱۲۹۴ف ۱۸۸۷ء)

آذر ۱۲۸۶ف م ۱۸۷۷ء میں اس عدالت کے ناظم اولاً مسٹر ٹریور بیرسٹر بمشاہرہ (ایک ہزار) مامور ہوئے مگر کمی تنخواہ کی وجہ سے انہوں نے کچھ عرصہ کے بعد استعفاء دیدیا پھر الہ آباد کے مشہور و معروف بیرسٹر مسٹر سید محمود فرزند سر سید احمد خان رحمۃ اللہ علیہ کا تقرر اس جگہ ہوا وہ حیدرآباد طلب بھی کئے گئے مگر چند روز بعد وہ بھی بغیر کام کئے واپس ہو گئے ان کا تقرر الہ آباد ہائیکورٹ کی ججی پر ہو گیا۔ اسکے بعد ایک عرصہ تک اس عدالت کے ناظم مسٹر کیمبل رہے جن کی وجہ سے اس عدالت کا نام ہی "کیمبل کورٹ" مشہور ہو گیا تھا۔ ۱۳۰۵ف م ۱۸۹۶ء میں یہ عدالت بعہد وزارت سر وقار الامراء مرحوم شکست کردی گئی اور اس عدالت کے پانچہزار تک کی مالیت کے مقدمات عدالت دیوانی بلدہ میں اور اس سے زیادہ مالیت کے مقدمات سررشتہ ابتدائی مجلس عالیہ عدالت میں منتقل کردئے گئے۔

(جوڈیشل رپورٹس وجرائد)

ح۔ عدالت آرائش بلدہ

ہمارے بادشاہ ظل اللہ کے مبارک عہد میں دیگر اصلاحات و ترقیات کے منجملہ ایک زبردست کارنامہ محکمۂ آرائش بلدہ کا قیام ہے۔ ۱۳۱۷ف م ۱۹۰۸ء کی طغیانی رود موسیٰ نے

شہر حیدرآباد کے بڑے حصّے کو تباہ و تاراج کردیا۔ علاوہ ازیں راستوں کی تنگی شہر کی گنجان آبادی صحت عامہ کی خرابی امراض متعدی کا دَور دورہ یہ ایسے امور تھے کہ جن کی اصلاح و انسداد کو محسوس فرماکر ہمارے رعایا پرور شاہ ذیجاہ نے ۱۳۲۳ ف م ۱۹۱۳ء میں محکمۂ آرائش بلدہ کے قیام کا حکم صادر فرمایا جس طرح لندن کی آتش عظیم The Great Fire نتیجتاً بجائے زحمت کے رحمت ثابت ہوئی اسی طرح یہ بجا طور پر کہا جاسکتا ہے کہ رودِ موسیٰ کی طغیانی حضرت اقدس و اعلیٰ کی ایک ذراسی توجہ سے شہر اور شہریوں کیلئے مبدل بہ رحمت ہوگئی اس محکمہ نے جدید طور پر اور حفظان صحت کے اصول کو پیش نظر رکھ کر شہر کی آرائش شروع کی جس کے لئے خانگی امکنہ و جائداد کو بمعاوضہ کثیر حاصل کرنا شروع کیا جو نزاعات تشخیص وادائی معاوضہ کے متعلق پیدا ہوئے ان کے تصفیہ کے لئے ایک عدالت کا قیام عمل میں آیا جس کا نام عدالت آرائش بلدہ رکھا گیا جسکے ناظم کے اختیارات تحت قانون حصول اراضی و قواعد سٹی امپرومنٹ بورڈ غیر محدود ہیں۔ وہ تصفیہ نزاعات مابین ورثاء تحقیقات حقیت متعلقہ جائداد و تعین مقدار معاوضہ کا مجاز ہے۔ اس ناظم کے فیصلہ جات کا مرافعہ عدالت عالیہ میں ہوتا ہے۔

۲۔ شہر حیدرآباد کی دیوانی و فوجداری مشترکہ عدالتیں

الف۔ محکمۂ قضایائے عرب

حیدرآباد میں عرب سرکاری جمعیت میں ملازمت کرتے چلے آئے ہیں ان میں سے اکثر تجارت

اور نقدی لین دین بھی کیا کرتے تھے ۔ اپنی افتاد طبیعت کے لحاظ سے یہ بہت جلد مشتعل ہو جایا کرتے تھے اور جن معاملات کا تصفیہ باقی بحث و تکرار سے ہو سکتا تھا یہ بزور شمشیر فیصلہ کرنے پر آمادہ ہو جاتے تھے ۔ اس لئے ان کے داد و ستد کے معاملات طے کرنے کے لئے شہر میں ایک عدالت "محکمۂ قضایائے عروب" کے نام سے قائم تھی ۔ ایک ناظم ان کے دیوانی نزاعات کا تصفیہ کرنے کے لئے مامور تھا ۔ عربوں کے حرب و ضرب و کشت و خون و رہزنی کے مقدمات ۱۲۹۲ف م ۱۸۰۳ء تک پنچایت کے ذریعہ سے طے ہوا کرتے تھے ۔ پنچ سب عرب جمعدار یا غرشت یوخ ہوتے تھے ایک اپیل پنچ بھی ہوتا تھا ۔ قاتل و خونی کے حق میں یہ پنچایت سزائے موت کا حکم بھی صادر کرتی تھی لیکن بعض اوقات مجرم یا اسکے رشتہ دار پنچایت کے فیصلہ پر رضامند نہیں ہوتے تھے اور اسکے بعد کسی اور کشت و خون کا سلسلہ بصورت انتقام جاری ہو جاتا تھا ۔ ۱۲۸۲ف م ۱۸۷۳ء میں نواب مختار الملک مرحوم مدار المہام وقت نے عرب جمعداران (سرداروں) سے گفت و شنید فرما کر ان کے مشورہ کے بعد ایک جدید عدالت "محکمۂ فوجداری قضایائے عروب" کے نام سے حیدرآباد میں قائم کرنے کا تصفیہ فرمایا اور جدید عدالت علیحدہ قائم ہونے تک موجودہ محکمۂ دیوانی قضایائے عروب میں ان کے فوجداری مقدمات بھی پیش کرنے کا حکم بذریعہ اعلان مورخہ ۱۳ جمادی الثانی ۱۲۸۹ھ مطبوعہ جریدۂ اعلامیہ مورخہ ۱۳ مہر ۱۲۹۲ف م ۱۸۷۳ء جاری فرمایا ۔ اس وقت سے عربوں کے مقدمات کشت و خون و سرقہ و رہزنی وغیرہ اس محکمہ میں رجوع ہونے لگے ۔ اس محکمہ کے سرپنچ خود مدار المہام تھے ۔ اعلان مذکور کے ذریعہ سے عربوں کو ان کی بیضا بطگیوں کی نسبت بھی

متنبہ فرمایا گیا جو وہ بعد تصفیہ عدالت یا بلا تصفیہ عدالت مدیونان سے اپنا قرضہ وصول کرنے کیلئے
عمل میں لایا کرتے تھے اور قرضداروں کو انواع و اقسام کی تکلیفیں پہنچایا کرتے تھے۔ نیز عربوں
کی قرض دہی اور لین دین کو بھی ایک حد تک روک دیا گیا۔ عربوں کے معمولی و خفیف مقدمات داد و ستد
یا چوکی پہرے کے جھگڑے حسب سابق ان کے جمعدار چکا دیا کرتے تھے۔ محکمۂ مذکور کی اہمیت کا اس سے
اندازہ ہو سکتا ہے کہ آذر ۱۲۸۲ف م ۱۸۷۳ء میں نواب سالار جنگ مرحوم بغرض ملاقات گورنر جنرل بہادر
بمبئی تشریف لیگئے اور ان کی جگہ نواب بشیر الدولہ مرحوم صدر المہام عدالت منصرم مدار المہام ہوئے
تو منجملہ دیگر ضروری و اہم ہدایات کے (جو جریدۂ غیر معمولی مورخہ ۱۹ آذر ۱۲۸۲ف م ۱۸۷۳ء میں شائع
ہوئیں) محکمۂ قضایائے عرب کی نسبت بھی یہ ہدایت فرمائی گئی کہ " اس محکمہ کا کام بدستور چلتا رہے
اگر کسی معاملہ میں استفسار کی ضرورت ہو تو بذریعہ معتمد عدالت صدر المہام موصوف سے ہدایت حاصل
کر لیجائے اور اہم معاملات مدار المہام کی واپسی تک ملتوی رہیں۔" یہ محکمہ ۲۸ آبان ۱۲۹۸ف م ۱۸۸۹ء
میں تخفیف ہو گیا۔ اسکے دفتر کا بڑا حصہ مجلس عالیہ عدالت میں اور کچھ محکمہ نظم جمعیت میں ضم کر دیا گیا
اور اس وقت سے عربوں کے دیوانی فوجداری مقدمات مثل دوسرے لوگوں کے تمام عدالتوں میں
پیش ہونے لگے۔

(جریدہ ۱۳۵ ار مہر ۱۲۸۲ف جریدہ دے ۱۲۹۹ف ۱۸۹۰ء)

ب۔ دفتر صدر الصدور یا محکمہ صدارت العالیہ

یہ دفتر جسے محکمۂ امور مذہبی بھی کہتے ہیں زمانۂ سلف سے بلدۂ حیدرآباد میں موجود ہے کسی زمانہ میں

ایسے کچھ فوجداری اختیارات بھی حاصل تھے۔ اب اس کے اختیارات دیوانی وانتظامی نوعیت کے ہیں اور اس میں اہل خدمات شرعیہ مثلاً امام۔ موذن۔ قضاۃ۔ محتسب وغیرہ کے نزاعات تصفیہ پاتے ہیں اور جائداد واملاک وقف کے مقدمات پیش ہوتے ہیں جن کے تصفیہ کے لئے ایک ناظم اور ان کے مددگار مامور ہیں یہ محکمہ اپنے کام کی نوعیت کے اعتبار سے عالیجناب نواب لطف الدولہ بہادر صدر المہام عدالت کے ماتحت ہے۔

۳۔ شہر حیدرآباد کی فوجداری عدالتیں

الف۔ عدالت بادشاہی یا فوجداری بزرگ یا عدالت فوجداری عالیہ

بہ عہد وزارت نواب سالار جنگ مرحوم سنہ ۱۲۶۴ف م ۱۸۵۵ء میں ایک عدالت شہر حیدرآباد میں قائم ہوئی تھی خود نواب صاحب ممدوح اسکے صدرنشین تھے اور اس خیال سے کہ عوام واہل مقدمات پر اسکی عظمت کا اثر پڑے اسکا نام "عدالت بادشاہی" رکھا گیا اور حکم ہوا کہ کل استغاثے اس عدالت میں پیش ہوا کریں۔ بجز سزائے قتل وحبس دوام کے باقی تمام اختیارات فوجداری اسکو حاصل تھے بعد میں اس کا نام "عدالت فوجداری عالیہ" یا "عدالت العالیہ فوجداری بزرگ" ہوگیا اس عدالت کے قیام سے قبل عدالتی احکام واجب التعمیل بھی نہیں سمجھے جاتے تھے چنانچہ اس بارہ میں بھی احکام جاری ہوئے کہ اس عدالت کے احکام سے سرتابی نہ کیجائے۔ بغرض تعمید سنہ ۱۲۷۹ھ م ۱۸۶۲ء میں حسب اشتہار حسب الحکم سرکار بلدہ کی عدالتوں کے اختیارات کے تعین کی

نسبت جاری ہوا تھا اس میں تحریر تھا کہ "بہ استثنائے مقدمات قابل سماعت کوتوالی و دارالقضاء باقی تمام فوجداری مقدمات کی سماعت کا اسکو اختیار رہے گا۔ (جریدۂ ذیقعدہ ۱۲۰۹ف)

۱۲۷۹ف م ۱۸۷۰ء میں یہ عدالت شکست ہوکر عدالت العالیہ میں شریک کردی گئی اور ایک جج سررشتہ ابتدائی فوجداری کیلئے مامور کردیا گیا جو اس زمانہ میں ناظم فوجداری عالیہ کہلاتا تھا۔ (جوڈیشل رپورٹ بابتہ ۱۲۹۴ف م ۱۸۸۵ء)

ب۔ عدالت فوجداری خورد یا عدالت فوجداری بلدہ

عدالت فوجداری بلدہ اولاً ۱۲۴۷ف م ۱۸۳۸ء میں بزمانہ مغفرت منزل نواب سکندر جاہ مرحوم راجہ چندولال نے قائم کی تھی۔ نواب صدر یار جنگ بہادر نے "وقار حیات" میں تحریر فرمایا ہے کہ اس عدالت کا نام بعد میں "عدالت العالیہ فوجداری" اور "فوجداری عالیہ بلدہ" مشہور ہوگیا (وقار حیات صفحہ ۲)

مگر ہماری تحقیق میں یہ دونوں نام "عدالت بادشاہی" کے تھے۔ اس زمانے میں معمولی مقدمات عدالت فوجداری میں آتے ہی نہ تھے چنانچہ ۱۲۵۱ف م ۱۸۴۱ء میں یہاں کے مقدمات کی تعداد صرف (۳۲۰) تھی سب سے پہلے ناظم فوجداری مولوی کرامت علی مقرر ہوئے اور انہوں نے عدالتی کارروائی کا دستور العمل بنایا تھا۔ اسوقت اگرچہ اضلاع میں جج و منصف فوجداری اختیارات عمل میں لاتے تھے مگر ان کے فیصلے بغیر منظوری عدالت فوجداری بلدہ نافذ نہ ہوا کرتے تھے۔ ابتک عدالت فوجداری سے سرقہ کی پاداش میں ہاتھ کاٹنے کی سزا دیجاتی تھی ۱۲۵۶ف م ۱۸۴۷ء میں یہ سزا موقوف کرکے قید کی سزا دیجانے لگی۔ ۱۲۸۵ف م ۱۸۷۶ء میں

ناظم فوجداری بلدہ کو تین سال کی قید اور (۵۰۰) روپیے جرمانہ کا اختیار تھا۔ اس زمانے میں علاوہ ناظم اول کے اور دو ناظم یہاں کام کرتے تھے مگر ان کو فوجداری اختیارات حاصل نہ تھے یہ اپنی رائے لکھ کر ناظم اول کے سامنے پیش کر دیتے تھے۔ سنہ ۱۲۸۰ف م ۱۸۷۱ء میں مددگار نظما کو بھی اختیارات فوجداری دئیے گئے۔ (جریدہ اعلامیہ مورخہ ۱۶ اردیبہشت سنہ ۱۲۸۰ف م ۱۸۷۱ء)

یہی عدالت اب فوجداری بلدہ کے نام سے موسوم ہے جہاں (۴) ناظم اور چند نظما اعزازی کام کرتے ہیں۔ ناظم اول کا گریڈ زائد ناظم صوبہ اور ناظم دوم کا گریڈ ناظم ضلع اور نظما سوم و چہارم کا گریڈ وہی ہے جو منصفین کا ہے۔ اس عدالت کے ناظم اول و دوم کے فیصلہ جات کے اپیل عدالت عالیہ میں دائر ہوتے ہیں۔

ج۔ عدالت کوتوال بلدہ

دستور قدیم کے مطابق کوتوال بلدہ کو فوجداری اختیارات بھی حاصل تھے۔ اور سنہ ۱۲۳۱ف م سنہ ۱۸۲۲ء سے پیشتر بھی جبکہ عدالتیں قائم ہونا شروع ہوئیں۔ کوتوالی بلدہ میں عدالت قائم تھی جہاں سے زبانی احکام نافذ ہوا کرتے تھے۔ صرف کوتوالی بلدہ ہی کو مجسٹریٹی کے اختیارات حاصل نہ تھے بلکہ ان کے مددگاروں کو بھی جو منصفین کوتوالی کہلاتے تھے ایسے مقدمات میں جن میں میعاد قید زائد از ایک سال نہ ہو۔ اور سرقہ کے مقدمات میں جن کی مالیت ۱۰۰ سے زیادہ نہ ہو نیز ایسے مقدمات میں جن میں سزائے قید چھ ماہ سے زائد اور جرمانہ پچاس روپے سے زیادہ نہ ہو اختیار سماعت حاصل تھا۔

نواب سالار جنگ بہادر نے کوتوال بلدہ کے اختیارات محدود کر دیئے اور حکم دیا کہ عدالت کی منظوری کے بغیر چار دن سے زیادہ کسی قیدی کو حوالات میں نہ رکھا جائے۔

سنہ ۱۲۷۲ف م سنہ ۱۸۶۳ء میں عدالت کوتوالی کے اختیارات کی تحدید ہوئی اور صرف مقدمات ضرب خفیف (ضرر خفیف) اور معمولی مارپیٹ کے تنازعات کی سماعت کا اختیار باقی رکھا گیا۔

سنہ ۱۲۸۴ف م سنہ ۱۸۷۵ء میں کوتوالی کے فیصلہ جات کے مرافعہ کی سماعت کا اختیار فوجداری بزرگ کو دیا گیا۔ سنہ ۱۲۸۸ف م سنہ ۱۸۷۸ء میں کوتوالی سے اختیارات مجسٹریٹی بالکل علیحدہ کر دئیے گئے۔

۴۔ شہر حیدرآباد کی خاص عدالتیں

الف۔ عدالتہائے رزیڈنسی

بلدہ حیدرآباد کے بعض محلّے جو موسیٰ ندی کے شمالی کنارے پر آباد ہیں صاحب عالیشان رزیڈنٹ بہادر کی کوٹھی وہاں واقع ہونے کی وجہ سے رزیڈنسی کہلاتے تھے۔ گزشتہ سو برس سے ان محلہ جات کا انتظام سرکار عظمت مدار (انگریزی گورنمنٹ) کی زیر نگرانی تھا سابق میں گورنمنٹ نظام نے رزیڈنٹ بہادر کو حدود رزیڈنسی میں خاص باشندوں کے مقدمات کی نسبت عدالتی اختیارات وقتاً فوقتاً دئے تھے مگر بعض اختیارات چونکہ باضابطہ طور سے عطا نہیں ہوئے تھے اسلئے جس وقت رزیڈنٹ بہادر کی ماتحت عدالتیں یعنی عدالت رزیڈنسی بازارات و عدالت چھاؤنی سکندرآباد وغیرہ ان اقتدارات پر عمل پیرا ہوتیں تو ہمیشہ دقتیں واقع ہوتی تھیں۔ لہٰذا

ان دقتوں کو رفع کرنے کیلئے ۱۲۸۳ف مطابق ۱۸۶۷ء میں ایک عہدنامے کی رو سے باضابطہ طور پر صاحب عالیشان بہادر کو عدالتی اختیارات دیدیئے گئے۔ اور صاحب عالیشان رزیڈنٹ بہادر یا ان کے ماتحت ایسے مقدمات کی جن میں اشخاص ذیل فریق ہوں سماعت کے مجاز کئے گئے۔

۱۔ کل یورپین برٹش رعایا و دیگر یوروپین اور ان کی اولاد جو کسی چھاؤنی متعلق حیدرآباد کنٹنجنٹ میں سکونت رکھتے ہوں۔

۲۔ کل یوروپین برٹش رعایا و دیگر یوروپین جو ممالک محروسہ سرکارعالی کے محکمۂ ریل یا تار میں کسی عہدے پر مامور ہوں۔

۳۔ کل یوروپین برٹش رعایا و دیگر یوروپین اور ان کی اولاد جو حیدرآباد میں سکونت رکھتے ہوں باستثناء اُن کے جو سرکارعالی میں ملازم ہوں یا جو مدارالمہام یا کسی امیر حیدرآباد کے نوکر ہوں۔

۴۔ کل یورپین برٹش رعایا، و دیگر یورپین اور ان کی اولاد جو مندرجۂ بالا اقسام سے نہ ہو مگر گورنمنٹ سرکارعالی نے جنہیں گورنمنٹ سرکار عظمت مدار کو تحقیقات کے لئے سپرد کیا ہو۔

صاحب عالیشان رزیڈنٹ بہادر حسب شرائط و مستثنیات مندرجۂ عہدنامۂ مذکور اشخاص متذکرہ کے کل جرائم کی تحقیقات کرنے اور سزائے مناسب دینے اور ممالک محروسہ سے انکا اخراج کرنے کے مجاز کئے گئے۔ بعض مقدمات کی نسبت یہ ضروری قرار دیا گیا کہ انکی سماعت ایک عدالت مشترکہ کے روبرو کیجائے جس میں ایک عہدہ دار سرکارعالی اور ایک عہدہ دار

سرکار عظمت مدار ہوا کرے۔[1]

صاحب عالیشان بہادر یا ان کے ماتحتوں کو حیدرآباد میں استعمال کرنے کیلئے جو عدالتی اختیارات عطا کئے گئے تھے اُن کی صراحت ہے۔ ایم میکفرسن کی کتاب سے اقتباساً درج ذیل کیجاتی ہیں

بتاریخ ۲۰ مئی ۱۸۸۴ء م ۱۲۹۴ ف حضور گورنر جنرل بہادر نے باجلاس کونسل اسسٹنٹ رزیڈنٹ کو یورپین رعایا کیلئے حیدرآباد کی حدود میں استعمال کرنے کیلئے اختیارات جج عطا کئے۔

بتاریخ ۲۲ اپریل ۱۸۸۵ء م ۱۲۹۵ ف حضور گورنر جنرل بہادر نے باجلاس کونسل مہتمم صاحب رزیڈنسی بازارات کو جو برٹش رعایا ہیں اختیارات جج عطا فرمائے۔

بتاریخ ۲۲ مئی ۱۸۸۵ء م ۱۲۹۵ ف حضور گورنر جنرل بہادر نے باجلاس کونسل تحت ضابطہ فوجداری مہتمم صاحب رزیڈنسی بازارات کو اختیارات ضلع و اول مددگار صاحب عالیشان بہادر متعینہ حیدرآباد کو اختیارات سشن اور صاحب عالیشان رزیڈنٹ بہادر کو اختیارات ہائیکورٹ عطا فرمائے

(The British Enactments in Native States Vol II)

اسکے بعد علاقہ رزیڈنسی میں دیوانی و فوجداری عدالتیں قائم ہوگئیں اور بتدریج علاوہ یورپین رعایا کے حدود رزیڈنسی میں سکونت رکھنے والے دیگر اشخاص کے مقدمات بھی انھیں عدالتوں میں

---

[1] Historical and Descriptive Sketch of H. H. the Nizam's Dominions by Nawab Imadul-mulk & Mr. Wemlet.

رجوع ہونے لگے ۔

رقبۂ رزیڈنسی میں متعدد بنک قائم ہیں اور ساہوکار و مہاجن کثرت سے آباد ہیں ۔ بلدہ حیدرآباد کے باشندے بھی بہت سے معاملات وہیں کرتے ہیں ۔ رقبۂ رزیڈنسی جو تقریباً ایک سو برس سے صاحب عالیشان رزیڈنٹ بہادر کے زیر نگرانی تھا باغراض سیاسی جب بتاریخ ۹ تیر ۱۳۴۲ف م ۱۴ مئی ۱۹۳۳ء روز یکشنبہ دن کے بارہ بجے سرکار عالی کے حوالے کر دیا گیا اور جملہ اغراض سرکار عالی کے لئے حدود اراضی بلدہ و بیرون بلدہ کا ایک جزو قرار دیا گیا تو وہاں کے دیوانی و فوجداری مقدمات بھی شہر حیدرآباد کی عدالتوں میں رجوع ہونے لگے ۔

(توضیحاً ملاحظہ ہو جریدہ اعلامیہ غیر معمولی مورخہ ۲ تیر ۱۳۴۲ف دفعہ ۳)

علاقہ مذکور کے سیٹھ ساہوکاروں کو اولاً یہ تردد ہوا تھا کہ علاقہ سرکار عالی کی عدالتوں میں مقدمات کا انفصال شاید اس قدر جلد نہ ہو جیسا کہ رزیڈنسی کی انگریزی عدالتوں میں ہوا کرتا ہے مگر جب انھوں نے سرکار عالی کی عدالتوں کی عاجلانہ انصاف رسانی دیکھی تو ان کو کامل اعتماد و اطمینان ہو گیا اور عدالت خفیفہ بھی جس کا قیام ایک عرصہ سے زیر غور تھا شہر حیدرآباد میں علیحدہ قائم کر دی گئی جس میں علاوہ بلدہ کے مقدمات کے رقبۂ رزیڈنسی کے مقدمات زر نقد بھی بکثرت پیش ہو رہے ہیں ۔ علاقہ رزیڈنسی بازارات کا نام اب سلطان بازار رکھا گیا ہے ۔

ب۔ محکمۂ اسپیشل مجسٹریٹ ٹھگی ڈکیتی یا اسپیشل مجسٹریٹ اضلاع

اوائل چودھویں صدی فصلی میں اگرچہ بلدہ و اضلاع میں جدید طرز کی باقاعدہ عدالتیں موجود تھیں اور ڈاکہ ٹھگی و رہزنی وغیرہ کے سنگین مقدمات عام فوجداری عدالتوں میں رجوع ہو کر فیصل ہوا کرتے تھے لیکن ڈاکہ کی وارداتیں چونکہ عموماً اس طرح واقع ہوا کرتی ہیں کہ ڈاکوؤں کا گروہ لوٹ مار کرتا ہوا ایک ضلع سے دوسرے ضلع میں نکل جاتا تھا اور بعض اوقات اسی قسم کی وارداتوں کا سلسلہ کئی کئی اضلاع تک جاری رہا کرتا تھا ایسی صورتوں میں مختلف اضلاع کے مجسٹریٹوں کے ذریعہ سے ان وارداتوں کی تحقیقات کا عمل میں لانا نہ صرف سررشتہ عدالت کے لئے بلکہ مستغیثوں اور اہالیان پولیس کے لئے خالی از دشواری نہ تھا۔ اسلئے بہ نظر سہولت کار و عجلت انفصال ۱۳۱۴ف م ۱۹۰۵ء میں مقدمات ٹھگی ڈکیتی کی تحقیقات کیلئے ایک خاص محکمہ بلدۂ حیدرآباد میں قائم کیا گیا اور مجسٹریٹ ضلع کے درجے کا ایک حاکم اسپیشل مجسٹریٹ ٹھگی ڈکیتی کے نام سے مقرر ہوا۔ یہ مجسٹریٹ مقدمات مصرحۂ بالا کی تحقیقات برسر موقع کرتا ہے۔ اس طرح اہم و سنگین مقدمات بڑی عجلت کے ساتھ بہ مصداق "قصۂ زمیں برسر زمیں" طے پا جاتے ہیں۔ اس محکمہ کا مستقر حسب سابق بلدہ ہی ہے اور اب یہ حاکم "اسپیشل مجسٹریٹ اضلاع" کے نام سے موسوم ہے۔ اس عدالت میں قتل ڈاکہ دبلوہ وغیرہ کے ان اہم مقدمات کی تحقیقات کیجاتی ہے جو منجانب خفیہ پولیس اضلاع پیش کئے جاتے ہیں۔

اگرچہ اس محکمہ کے قیام سے ہماری گورنمنٹ کو سالانہ کافی اخراجات برداشت کرنے پڑتے ہیں

اور غیر معمولی بار عاید ہوتا ہے مگر بہ نظر معدلت و دادگستری جو ہماری گورنمنٹ کا ہمیشہ سے شعار رہا ہے اسکو برقرار رکھا گیا ہے۔ کچھ عرصہ ہوا بخیال تخفیف مصارف اس محکمہ کے برخاست کردینے کا سوال پیدا ہوا تھا مگر بالآخر ہمارے بادشاہِ عدل پرور نے بذریعہ فرمان واجب الاذعان مشرشدہ ۱۲ محرم الحرام ۱۳۵۴ھ م ۱۹۳۵ء اس محکمہ کو علیٰ حالہ قائم رکھنے کی منظوری صادر فرمائی۔

(مثل عدالت العالیہ نشان ۱۳۱/۱ بابتہ ۱۳۴۱ف م ۱۹۳۲ء)

ج۔ محکمہ اسپیشل مجسٹریٹ امریکن و یوروپین

عدالت بیرون بلدہ شکست ہوجانے کے بعد ۱۳۰۵ف م ۱۸۹۶ء میں ایک محکمہ اسپیشل مجسٹریٹی امریکن و یوروپین کے نام سے بلدہ میں قائم ہوا تھا جس میں اہل یورپ و امریکہ کے مقدمات کی سماعت ہوتی تھی مگر اس قسم کے مقدمات کی تعداد تقریباً صفر تھی اسلئے چند سال ہوئے کہ یہہ عدالت تخفیف کردی گئی۔ اب وقت ضرورت علاقہ سرکار عالی کے کسی انگریزی عہدہ دار کو بطور اسپیشل مجسٹریٹ مامور کردیا جاتا ہے۔

د۔ محکمہ اسپیشل مجسٹریٹ یلندو

۱۳۱۳ف م ۱۹۰۴ء میں بمقام سنگرینی معدن زغال کھودنے کا ٹھیکہ جب ایک انگریزی کمپنی کو دیا گیا تو اہالیانِ کمپنی اور مزدوروں کے مقدمات کی تحقیقات کیلئے تعلقہ یلندو میں

ایک محکمہ قائم کیا گیا اور اس کے افسر کو جو اسپیشل مجسٹریٹ کہلاتا تھا تقریباً ناظامت ضلع کے اختیارات دئے گئے اور اس کی تنخواہ بھی نظامت درجہ سوم کے مساوی رکھی گئی۔ چونکہ اہالیان کمپنی زیادہ تر انگریز یا عیسائی تھے اس لئے یہاں کے اسپیشل مجسٹریٹ کے لئے انگریزی دانی کی شرط لازم تھی۔ ۱۳۳۱ف م ۱۹۲۱ع میں جب ہر تعلقہ میں ایک ایک منصف مجسٹریٹ مامور کیا گیا اور منصفین کی تنخواہوں میں بھی اضافہ ہو گیا تو بلیندو کی اسپیشل مجسٹریٹی بھی منصفی میں منتقل ہو گئی اور اب وہاں کے اسپیشل مجسٹریٹ کو منصف بلیندو کہتے ہیں۔ اختیارات اس کے بمقابلہ دوسرے منصفوں کے اب بھی زیادہ ہیں۔

۵۔ محکمہ اسپیشل مجسٹریٹ آبکاری

تقریباً پچیس سال قبل جب مقدمات آبکاری کی تعداد بہت زائد ہو گئی تھی صیغہ عدالت نے مہر ۱۳۲۱ف م ۱۹۱۱ع میں ایک عدالتی عہدہ دار جس کا درجہ منصف کا تھا ان مقدمات کے تصفیہ کے لئے اسپیشل مجسٹریٹ آبکاری کے نام سے ہنگامی طور پر مامور کیا۔ فروردی ۱۳۲۷ف م ۱۹۱۷ع میں وہ محکمہ تخفیف ہو گیا اور خلاف ورزی قانون آبکاری کے مقدمات اب معمولی عدالتوں میں پیش ہوتے ہیں۔

و ۔ عدالت تعلقدار کروڑگیری

سابق میں عہدہ داران کروڑگیری کو بھی مقدمات خلاف ورزی قانون کروڑگیری کی سماعت کے لئے فوجداری اختیارات دئے گئے تھے۔ منجملہ ان کے شہر حیدرآباد میں اول تعلقدار کروڑگیری کو جو اس وقت کمشنر کروڑگیری کی حیثیت رکھتا تھا۔ چار سال قید اور ایک ہزار روپیہ تک جرمانہ کا اختیار تھا۔ نیز اس کو مہتمان کروڑگیری کی تجاویز کی نارضی سے مرافعہ کی سماعت کا بھی اختیار تھا۔ تعلقدار کروڑگیری کی تجاویز کا مرافعہ مجلس عدالت عالیہ میں ہوا کرتا تھا۔ تعلقدار کے دفتر میں عدالتی عملہ متعین تھا پندرہ اہلکار خاص عدالت کے کام کے لئے مامور تھے ۱۲۹۴ ف م ۱۸۸۴ء تک اس عدالت کا وجود تھا۔ ۱۲۹۵ ف م ۱۸۸۵ء میں عہدہ داران کروڑگیری کے اختیارات باقی نہ رہے۔

جوڈیشل رپورٹ ۱۲۹۴ ف و ۱۲۹۵ ف م ۱۸۸۴ء و ۱۸۸۵ء وجریدہ مورخہ ۲۰ رامرداد ۱۲۹۶ ف۔

ز ۔ عدالت ناظم ٹپہ (ڈاک)

اہالیان ٹپہ کی بے عنوانیوں کی روک تھام کے لئے ناظم صاحب ٹپہ اور دوسرے ذیلی عہدہ داران ٹپہ کو بھی فوجداری اختیارات دئے گئے تھے۔ ناظم ٹپہ کے دفتر میں تو اہلکاروں کا عملہ خاص عدالتی کام کی انجام دہی کے لئے مامور تھا۔ مقدمات جو اس عدالت میں پیش ہوا کرتے تھے

ان کی نوعیت تغلب و تصرف۔ زاید محصول لینا۔ دوسرے کا خط شرارت سے کھولنا۔ سرکاری کاغذات میں خانگی خطوط بلا ادائی محصول روانہ کر دینا وغیرہ ہوتی تھی۔ ۱۲۹۴ ف م ۱۸۸۴ء کے بعد یہ عدالت باقی نہ رہی۔

بہ مدد موزخہ ۲۸ ربیع الاول ۱۲۸۱ ھ م ۱۸۶۴ء۔ وجوڈیشل رپورٹ ۱۲۹۴ ف م ۱۸۸۴ء۔

۵۔ مجلس مرافعہ صدر یا مجلس عالیہ عدالت یا عدالت عالیہ

۱۲۶۲ ف م ۱۸۵۳ء کے معاہدے کی رو سے سرکار عظمت مدار نے اضلاع شورا پور و رائچور ملدرک سرکار عالی سے لے لئے تھے۔ ہندوستان کے غدر ۱۸۵۷ء کے بعد اس قابل یادگار امداد کی بناء پر جو ریاست حیدرآباد نے اس نازک موقع پر سرکار انگریزی کو دی تھی اضلاع مذکور ۱۲۷۸ھ م ۱۲۷۱ ف م ۱۸۶۲ء میں سرکار عالی کو واپس مل گئے۔ اس وقت ان اضلاع کے عدالتی انتظام کے لئے "صدر عدالت مستردہ" کے نام سے ایک محکمہ حیدرآباد میں قائم کیا گیا۔ انہی اضلاع کے میجرل (جج) اور تعلقات کے منصفوں کے فیصلے تصحیح کی غرض سے حیدرآباد کی عدالت فوجداری میں روانہ کئے جاتے تھے۔ ۱۲۸۰ھ م ۱۲۷۲ ف م ۱۸۶۴ء سے تمام عدالتہائے اضلاع کا تعلق اس جدید محکمے سے ہو گیا اور اس کا نام "صدر عدالت مستردہ و تصحیح تعلقات" رکھا گیا۔ (وقار حیات صفحہ ۳۱)

اس زمانے میں اضلاع کو بھی تعلقات ہی کہا کرتے تھے ۱۲۸۲ھ م ۱۲۷۵ ف م ۱۸۶۶ء میں ضلع بندی کے بعد اس کا نام "محکمہ مرافعہ اضلاع" ہو گیا۔ اسی زمانے میں محکمہ مذکور کے علاوہ ایک

مجلس اور قائم ہوئی اور یہ محکمہ مرافعہ بھی اس میں شامل ہو گیا۔ اس مجلس میں ایک میر مجلس اور چار ارکان تھے۔ یہ سب بڑے مولوی و مفتی تھے اور دیوانی و فوجداری دونوں قسم کے مقدمات بصیغہ مرافعہ سماعت کرتے تھے۔ (جوڈیشل رپورٹ ۱۲۹۲ف)

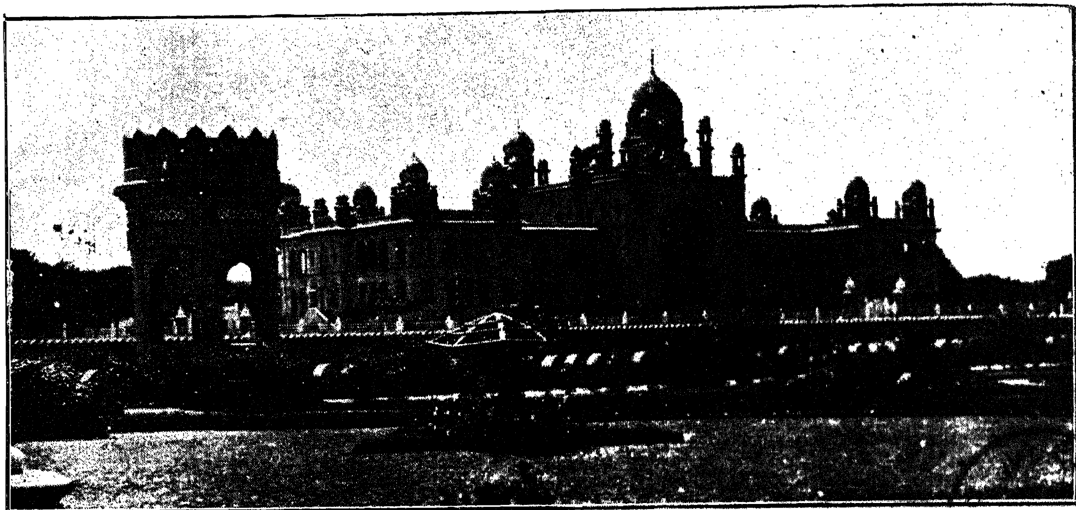
میر مجلس کی تنخواہ ۵۰۰ روپیہ اور ارکان کی چار چار سو روپیہ تھی۔ (حاکم التواریخ)

۱۲۰۵ف میں جب اول تعلقداران اور صدر تعلقداروں کو بھی اختیارات مرافعہ دیدیئے گئے تو اب اس مجلس کا نام "مجلس مرافعہ صدر" ہو گیا اور یہ نام سالہا سال تک چلتا رہا۔ سرکاری کاغذات وغیرہ میں یہ عدالت اسی نام سے موسوم تھی (جوڈیشل رپورٹ ۱۲۹۲ف)

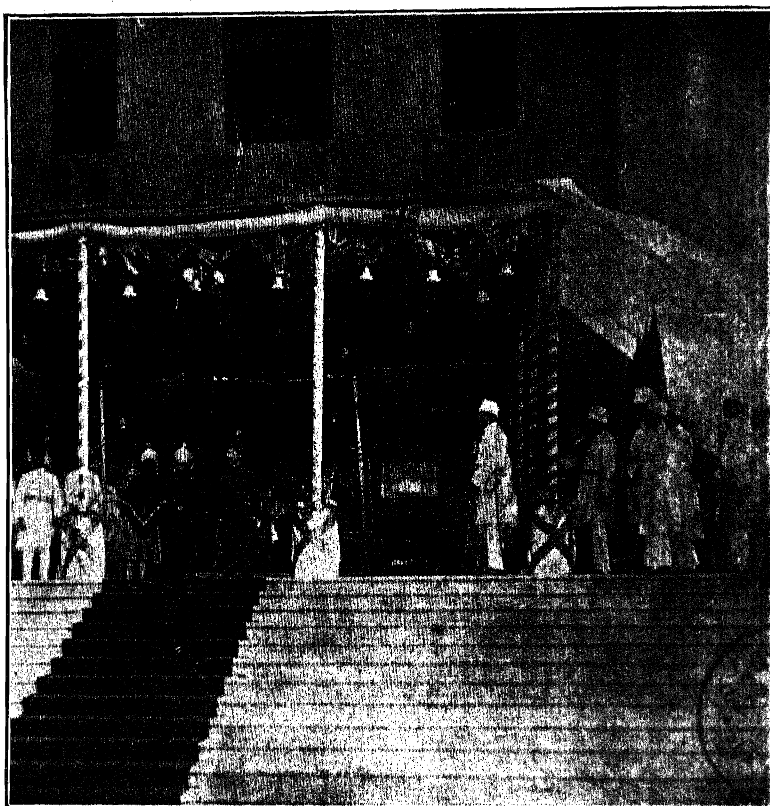
غرہ جمادی الثانی ۱۲۸۶ھ م ڈسمبر ۱۸۶۹ء م آبان ۱۲۷۹ف میں مجلس مرافعہ صدر تخفیف ہو گئی اور اس نے ایک جدید عدالت عالیہ کی شکل اختیار کر لی اور نئے ارکان مامور کئے گئے۔ اس عدالت کے میر مجلس کو دیگر ارکان کے مقابلہ میں ترجیح تھی اس کی رائے دو ججوں کی برابر سمجھی جاتی تھی۔ ہر مقدمہ کا فیصلہ کثرت آرا پر ہوتا تھا لیکن یہ لوگ اپنے کام میں ہر طرح صدر المہام عدالت کے ماتحت تھے جن کے توجہ دلانے پر بعض اوقات ایک ہی مقدمہ کی تجویز میں بار بار ردو بدل ہوتا تھا اگر مجلس اپنے پیشتر کے فیصلہ پر قائم رہتی تو اس وقت تک غور کر کے احکام آتے رہتے جب تک کہ مجلس دوسری قسم کا فیصلہ نہ کر دیتی۔

(جوڈیشل رپورٹ ۱۲۹۶ف صفحہ ۱۳)

اب تک تمام عدالتوں کے مقدمات منفصلہ کی تعمیل بھی "مجلس مرافعہ صدر" سے ہوتی تھی۔



عثمانیہ عدالت عالیہ



رسم افتتاح عمارت عثمانیہ عدالت عالیہ — سنہ ۱۳۲۸ ف م سنہ ۱۹۱۹ ع



ہز اکسلنسی رائٹ آنریبل ڈاکٹر سر اکبر حیدری نواب حیدر نواز جنگ بہادر
پی-سی ؛ کے ٹی ؛ ال ال-ڈی (عثمانیہ) ڈی-سی-ال (آکسفورڈ)
صدر اعظم باب حکومت سرکار عالی

سنہ ۱۲۸۰ ف م ۱۸۶۹ء میں یہ طے ہوا تھا کہ مجلس جدید کے قیام سے پہلے جو مقدمات فیصل ہو چکے ہیں انکی تعمیل تو مجلس ہی میں ہو مگر جو مقدمات اس کے قیام کے بعد رجوع و فیصل ہوں ان کی تعمیل محکمہ جات متعلقہ کرائیں۔

(جریدہ ۱۹ آذر سنہ ۱۲۹۴ ف)

سابقہ دستور العمل مجلس کی رُو سے جو ۱۲۸۳ھ م سنہ ۱۲۷۴ ف م ۱۸۶۶ء میں نافذ ہوا تھا۔ مجلس کا صرف پانچ ہزار تک کا فیصلہ قطعی ہوتا تھا۔ شہریور سنہ ۱۲۸۰ ف م ۱۸۷۱ء میں مجلس کی تجاویز قطعی قرار دیدی گئیں جن کا مرافعہ نہ صدر المہام عدالت کے پاس ہو سکتا تھا اور نہ مدار المہام کے پاس تاہم خاص خاص وجوہ پر مجلس کی تجاویز کی ناراضی سے صدر المہام بہادر عدالت و مدار المہام بہادر کے پاس مرافعات ہوتے ہی رہتے تھے۔

(جریدہ مورخہ ۲۳ ربیع الاول سنہ ۱۲۸۸ھ)

اگرچہ اس مجلس کا نام اب ہائیکورٹ مشہور ہو گیا تھا اور عدالتہائے بلدہ و اضلاع کے فیصلوں کی بصیغہ مرافعہ سماعت کرنے کا اختیار بھی اس کو حاصل تھا مگر اسے اپنی ماتحت عدالتوں پر وہ اقتدارات حاصل نہ تھے جو اس زمانے میں انگریزی ہائیکورٹوں کو حاصل تھے۔

(جوڈیشل رپورٹ سنہ ۱۲۹۳ ف صفحہ ۱۰)

اس مجلس یا ہائیکورٹ میں فیصلہ بغلبہ آرا ہوا کرتا تھا۔ جن مقدمات مرافعہ میں دونوں طرف مساوی آراء ہوتیں تو گورنمنٹ سے یہ تاکید تھی کہ فیصلہ تحت بحال رکھا جائے۔

(جوڈیشل رپورٹ سنہ ۱۲۹۴ ف صفحہ ۱۸)

تقریباً سنہ ۱۲۸۰ ف م ۱۲۸۹ھ م سنہ ۱۸۷۲ء میں عدالت دیوانی بزرگ و بادشاہی عدالت فوجداری

جن کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے شکست ہو کر عدالت عالیہ میں شریک ہو گئیں۔ اور دو نئے صیغہ ابتدائی دیوانی و صیغہ ابتدائی فوجداری کے لئے زائد مقرر کر دیئے گئے اس طرح مجلس عالیہ عدالت میں اس وقت سے صیغہ ابتدائی بھی قائم ہو گیا۔

یہ مجلس جس کے کئی نام بدل چکے تھے اور ہائیکورٹ کی تشکیل کے بعد بھی ابھی تک "مجلس مرافعہ" یا ہائیکورٹ کہلاتی تھی یکم اردی بہشت ۱۳۰۶ف م ۱۰ فروری ۱۸۹۷ء میں اس کا نام "مجلس عالیہ عدالت سرکار عالی" رکھا گیا۔ (بستان آصفیہ جلد ا صفحہ ۲۰۰)

نواب سالار جنگ اول کے زمانہ میں یہ طے ہو چکا تھا کہ مجلس عالیہ عدالت میں میر مجلس کے سوا صرف چار رکن ہوں گے مگر ۱۲۹۳ف م ۱۸۸۳ء میں ایک اور رکن کے تقرر کی منظوری ہوئی۔ میر مجلس کی تنخواہ بجائے (۱۵۰۰) کے سترہ سو قرار پائی اور ارکان کی تنخواہوں میں بھی دو دو سو روپے کا اضافہ ہو کر ایک ہزار اور آٹھ آٹھ سو روپے تنخواہیں مقرر ہوئیں۔ ۱۲۹۶ف م ۱۸۸۶ء میں میر مجلس کی تنخواہ دو ہزار اور ارکان کی پندرہ پندرہ سو روپے قرار پائی۔ (جریدہ ۱۲۹۶ف)

شہریور ۱۲۹۲ف میں محکمہ صدر المہام عدالت تخفیف کیا گیا اور کل اختیارات مجلس عالیہ عدالت کو حاصل ہو گئے۔

(جریدہ اعلامیہ مورخہ ۱۹ شہریور ۱۲۹۲ف اشتہار متعلق اختیارات محکمہ مجلس عالیہ عدالت مورخہ ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۰۱ھ)۔

جنوری ۱۸۸۵ء م ربیع الاول ۱۳۰۲ھ م اسفندار ۱۲۹۴ف میں دستور العمل مجلس عالیہ عدالت بعد ترمیم نافذ ہوا جس کے بعد سے مجلس کا اقتدار بہت بڑھ گیا مختلف امور میں ایک باقاعدگی اور

تنظیم پیدا ہوگئی۔ ملک کے قابل اور ممتاز افراد کی خدمات حاصل کی گئیں۔ علاقہ انگریزی کے بعض تجربہ کار اشخاص کا بھی تقرر عمل میں آیا۔ حکومت نے عطائے وظائف اور مختلف طریقوں سے امداد کر کے ملک کے اہل افراد کو اعلیٰ قانونی تعلیم کی غرض سے ولایت بھیجنا شروع کیا تاکہ ملک میں قابل اور اعلیٰ قانونی ڈگری یافتہ اشخاص مہیا ہو جائیں چنانچہ ان کو بعد حصول تعلیم و عملی تجربہ کینبت مجلس عالیہ کے عہدوں پر مامور فرمایا گیا جن میں سے اکثر افراد میر مجلسی کے عہدہ تک پہنچے۔ ہماری حکومت کی اس دور اندیش پالسی کا نتیجہ یہ ہوا کہ عدالت میں بتدریج و بہ کثرت اصلاحات عمل میں آنے لگیں۔ متعدد قوانین و قواعد نافذ ہوئے اور وقار عدالت بڑھتا گیا یہاں تک کہ موجودہ میر مجلس نواب مرزا یار جنگ بہادر (جو لکھنؤ کے ایک مشہور و معروف وکیل تھے) کے زمانے میں بتاریخ ۲۸ فروردی ۱۳۳۵ف م ۲۲ فروری ۱۹۲۶ء مجلس عالیہ عدالت کو منشور خسروی عطا فرمایا گیا جس سے اس کا پایہ اعتبار و اعتماد رفیع و بلند تر ہوگیا۔ صاحب ممدوح کی کوششوں کا نتیجہ ہے کہ ۱۳۳۷ف م ۱۹۲۸ء میں قانون عدالت عالیہ نافذ ہوا جس سے عدالت عالیہ کے کام میں بڑی سہولت پیدا ہوگئی اور ۱۳۴۴ف م ۱۹۳۵ء میں قانون مذکور میں ترمیم کرائی گئی جس سے فیصل خصومات میں بے حد آسانی ہوگئی۔ اس وقت عدالت عالیہ ایک میر مجلس اور آٹھ اراکین پر مشتمل ہے عہدہ میر مجلس کی تنخواہ مقررہ ڈھائی ہزار سکہ عثمانیہ ہے۔ مگر موجودہ میر مجلس صاحب کو بطور خاص تین ہزار کلدار اور ایک سو روپیہ سکہ عثمانیہ بطور الونس ایصال ہوتے ہیں۔ اراکین کی تنخواہ دو دو ہزار روپیے ہے۔ ایک انسپکٹنگ افسر بھی اراکین کے درجے کے عدالت عالیہ میں متعین ہیں جنکے فرائض میں دورہ و

تنقیح ہے نیز ایک مفتی بھی بغرض کار افتا مامور ہیں ۔ اب اس عدالت کا نام مجلس عالیہ عدالت یا ہائیکورٹ یا عدالت عالیہ مشہور ہے اور اس کا تاریخی نام "عثمانیہ عدالت العالیہ" ہے جس سے ۱۳۲۹ف م ۱۹۱۹ء سال تعمیر مکان موجودہ برآمد ہوتا ہے ۔ حضرت اقدس و اعلیٰ کے مبارک زمانہ میں جو جو اصلاحات و ترقیات صیغہ عدالت میں ہوئی ہیں ان کی تفصیلی کیفیت باب چہارم میں زیر عنوان "عدالت کا نظم و نسق و اصلاحات و ترقیات دور عثمانی میں" تحریر کی گئی ہیں اور قیام عدالت عالیہ سے اب تک جن حکام نے صیغہ عدالت کی اصلاح و انتظام میں حصہ لیا ہے ان کا مختصر تذکرہ باب ششم میں کیا گیا ہے ۔

۶ ۔ دفتر معتمدی عدالت و دفتر ہوم سکرٹری و محکمۂ صدر المہام و محکمۂ مدار المہام

۱۲۷۲ف م ۱۲۷۹ھ م ۱۸۶۳ء میں عدالتوں کی مزید نگرانی کے لئے ایک دفتر موسومہ دفتر معتمدی بلدہ میں قائم ہوا ۔ اور ایک عہدہ دار معتمد مدار المہام کے نام سے اس کا افسر مقرر ہوا ۔ اس دفتر کے توسط سے ہائیکورٹ کے مقدمات دیوانی کا مرافعہ جن کی مالیت پانچ ہزار سے زیادہ ہوتی تھی یا بعض خاص مقدمات خود صدر المہام باتفاق معتمد سماعت فرمایا کرتے تھے ۔ ۱۲۷۹ف م ۱۲۸۶ھ م ۱۸۷۰ء میں نواب سالار جنگ نے صیغۂ عدالت کا کام عمدہ طور پر چلانے کے لئے امراء بلدہ سے نواب بشیر الدولہ سر آسمانجاہ مرحوم کو صدر المہام عدالت مقرر کیا ۔ اب یہ حالت تھی کہ مجلس مرافعہ (ہائیکورٹ) کی تجاویز کی نار اضی سے صدر المہام بہادر عدالت کے پاس مرافعہ ہوتا تھا اور اگر فریق

اس پر بھی مطمئن نہ ہوتا تو مدار المہام بہادر کے پاس مرافعہ کر سکتا تھا۔ ۳۰ تیر ۱۲۸۰ ف م ۱۸۷۱ء میں مجلس مرافعہ کا فیصلہ قطعی قرار دیا گیا اور دوران تحقیقات میں محکمہ جات بالا کی مداخلت موقوف کر دی گئی تاہم اگر کسی مقدمہ کو مناسب سمجھتے تو صدر المہام فیصلہ کرتے تھے اور اگر فریق چاہتا تو اس کو مدار المہام تک لیجا سکتا تھا۔

(جریدہ مورخہ ۲۲ ربیع الثانی ۱۲۸۸ھ م ۳۰ تیر ۱۲۸۰ ف م ۱۸۷۱ء)

مقدمات فوجداری کی نسبت بھی یہی حکم ہوا۔ وہ مرافعات جو خصوصیت کے ساتھ مجلس کی تجویز کی ناراضی سے صدر المہام و مدار المہام کے پاس ہوا کرتے تھے اب صرف مجلس میں قطعی طور سے فیصل ہونے لگے۔ عدالت بیرون بلدہ کی تجاویز کے مرافعات بھی مدار المہام بہادر کے ملاحظہ میں پیش ہونے کا حکم تھا مگر بوجہ عدیم الفرصتی وہاں ان کا تصفیہ نہ ہو سکتا تھا اس لئے درخواست ہائے اپیل مجلس عالیہ عدالت میں منتقل کر دی گئیں اور جو مقدمات اس وقت تک محکمہ صدر المہام و مدار المہام میں زیر کارروائی تھے۔ وہ مجلس مرافعہ میں واپس کر دئے گئے۔

(جریدہ مورخہ ۲۲ ربیع الاول ۱۲۸۸ھ مطابق ۱۲۸۰ ف م ۱۸۷۱ء)

۱۹ خورداد ۱۲۹۴ ف م ۱۸۸۵ء کو پھر صدر المہام عدالت کا عہدہ قائم ہوا مگر اس عہدہ کو معین المہامی سے موسوم کیا جاتا تھا جس پر نواب فخر الملک بہادر مقرر ہوئے۔ باب حکومت کے قیام کے بعد پھر معین المہامی کے عہدہ کو صدر المہامی کے لقب سے بدل دیا گیا اور اب یہ اسی نام سے موسوم ہے اور اس وقت عالیجناب نواب لطف الدولہ بہادر صدر المہام عدالت ہیں۔

سنہ ۱۲۸۳ف م ۱۸۷۵ء میں صدر المہام و مدار المہام نے مجلس عالیہ کے کام میں دخل دینا تو کم کر دیا تھا۔ تاہم مداخلت ہوتی رہتی تھی۔ سنہ ۱۲۹۰ف میں نواب سالار جنگ بہادر نے یہ تجویز کی کہ محکمۂ صدر المہام تخفیف کر دیا جائے اور اس کی جگہ ایک ہائیکورٹ قائم ہو جس کو پورے اختیارات کل صیغہ عدالت میں صدر المہامی کے دئے جائیں۔ (انتظامی رپورٹ سنہ ۱۲۹۱ف صفحہ ۲۶)

۱۹ رمضان سنہ ۱۳۰۱ھ م شہریور ۱۲۹۳ف م سنہ ۱۸۸۳ء میں کونسل آف ریجنسی کی مصروفیت کی وجہ سے جب نواب سر آسمان جاہ صدر المہامی عدالت سے دست بردار ہو گئے تو محکمۂ صدر المہامی تخفیف ہو گیا اور کل اختیارات مجلس عالیہ عدالت کو دیدیئے گئے۔ (جریدہ مورخہ ۱۹ شہریور ۱۲۹۳ف)

۲۷ امرداد سنہ ۱۲۹۳ف م سنہ ۱۸۸۴ء کو صیغہ کوتوالی کا تعلق بھی دفتر معتمدی عدالت سے کر دیا گیا۔ نواب سالار جنگ ثانی کے زمانے میں بتاریخ ۲۹ بہمن سنہ ۱۲۹۴ف م سنہ ۱۸۸۵ء ایک جدید عہدہ ہوم سکریٹری کے نام سے قائم ہوا تھا تقریباً سنہ ۱۲۹۹ف م سنہ ۱۸۹۰ء میں دفتر معتمدی میں ہوم سکریٹری کا دفتر بھی شامل کر دیا گیا۔ سنہ ۱۳۰۰ف م سنہ ۱۸۹۱ء میں دفتر ہوم سکریٹری شکست کر دیا گیا اور صرف دفتر معتمدی عدالت کو توالی و امور عامہ رہ گیا جو اب تک قائم ہے۔ (جریدہ غیر معمولی مورخہ ۲۹ اسفندار سنہ ۱۳۰۲ف م سنہ ۱۸۹۳ء)

اور اب اس کے توسط سے عدالت عالیہ کی تجاویز کی نارضی سے صرف انتظامی مرافعات عالیجناب صدر المہام بہادر عدالت اور عالیجناب صدر اعظم بہادر کے ملاحظہ میں پیش ہوتے ہیں۔

۷۔ عدالتہائے اسمات و اضلاع و تعلقات

سنہ ۱۲۵۶ف م سنہ ۱۸۴۶ء سے قبل اضلاع کے (جن کو اس وقت تعلقہ کہا کرتے تھے) انتظام عدالت کی یہ کیفیت تھی کہ متقدر اشخاص تعلقات (اضلاع) کے انتظام کا ٹھیکہ لے لیا کرتے تھے اور تعلقدار کے نام سے موسوم ہوتے تھے۔ یہ لوگ زر مشخصہ میں سے حسب قرار داد ایک رقم ملازمین کے خرچ کے نام سے وضع کر لیتے تھے۔ عموماً اس غرض کے لیئے فی روپیہ ۲ر وضع ہوتے تھے باقی رقم بحق سرکار جمع کیجاتی تھی۔ فوجی ملازم جو اضلاع میں متعین ہوتے تھے ان کی تنخواہیں سرکاری رقم ۴ر آنہ میں سے ادا ہوتی تھیں۔ (حیدرآباد انڈر سر سالار جنگ وقار حیات صفحہ ۲۸)

سنہ ۱۲۵۶ف م سنہ ۱۸۴۷ء میں بزمانہ نواب سراج الملک مرحوم مدار المہام اضلاع میں بھی عدالتی انتظامات عمل میں آئے اور پھر اس کے بعد وقتاً فوقتاً مختلف مدارج کی عدالتیں قائم ہوئیں اور مختلف محکمہ جات کے عہدہ داروں کو بھی عدالتی اختیارات دئے گئے۔ رفتہ رفتہ صیغہ عدالت ایک جداگانہ مہتم بالشان صیغہ ہو گیا۔ اور محکمہ جات غیر کے عہدہ داروں سے عدالتی اختیارات علیحدہ کر لئے گئے۔

ذیل میں ہم مختلف درجوں کی عدالتہائے اضلاع وغیرہ کی تاریخ قیام وارتقا تحریر کرتے ہیں جس سے فی الجملہ ان کے عہد بہ عہد کے رد و بدل کی مختصر کیفیت معلوم ہو گی۔

الف۔ عدالتہائے صوبیداران یا عدالتہائے سشن

تقریباً ۱۲۵۶ف م ۱۸۴۷ء سے صوبیداران مال جن کو صدر تعلقدار کہتے تھے عدالتی اختیارات عمل میں لانے لگے تھے وہ فوجداری میں بہ صیغۂ ابتدائی دس سال تک کی قید اور چار ہزار تک جرمانہ کا اختیار رکھتے تھے اور اول دوم و سوم تعلقداروں کی تجاویز کی ناراضی سے مرافعے بھی انہیں کے پاس پیش ہوتے تھے۔ نیز ناظم ریلوے کی تجاویز کا مرافعہ بھی ان کے پاس ہوتا تھا۔ صوبیداروں کی تجاویز کا مرافعہ عدالت عالیہ میں کیا جاتا تھا۔ ۱۲۷۵ف م ۱۸۶۶ء میں عدالتی کام کے واسطے انکے مددگار بھی مقرر کئے گئے جن کو شروع میں میرعدل کہتے تھے اور آگے چل کر انھیں کو صدر مددگار کہنے لگے۔ (جوڈیشل رپورٹ ۱۲۹۴ف م ۱۸۸۵ء وجریدۂ اعلامیہ ۱۲۸۰ف م ۱۸۷۱ء)

۱۲۹۴ف م ۱۸۸۵ء صمت اورنگ آباد میں ایک سشن جج کا تقرر ہوا اور وہاں کے صوبیدار سے عدالتی کام کا تعلق نہ رہا۔ من بعد صمت گلبرگہ شریف میں ناظم سشن مامور ہوا۔ صمت ورنگل میں ۱۳۲۲ف م ۱۹۱۲ء تک صوبیدار کو اختیارات سشن حاصل تھے اور عدالتی مددگار جسے صدر مددگار کہتے تھے وہاں متعین تھا۔ صمت میدک میں تنہا صوبیدار عدالتی اختیارات عمل میں لاتا تھا۔ ۱۳۲۳ف م ۱۹۱۳ء میں ان دونوں اسمات میں بھی سشن جج مقرر ہو گئے۔ اور صوبیداروں سے عدالت کا تعلق باقی نہ رہا۔ ۱۳۲۶ف م ۱۹۱۶ء میں بوجہ کثرت کار صدر عدالت اورنگ آباد کے لئے ایک زائد ناظم سشن کا تقرر منظور ہوا اور ۱۳۳۲ف م ۱۹۲۳ء میں صمت گلبرگہ شریف میں

بھی زائد ناظم سشن مقرر ہوا۔ اس طرح چاروں اسامات میں اب خالص عدالتی عہدہ دار یعنی سشن جج کام کر رہے ہیں۔

ب۔ عدالتہائے اول تعلقداراں

جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں۔ سابق میں اضلاع و تعلقات کی علیحدہ علیحدہ تفریق نہ تھی بلکہ ضلع کا نام بھی تعلقہ ہی تھا اور ٹھیکہ دار جو ان تعلقات کا انتظام کرنے کے لئے مقرر کئے جاتے تھے۔ وہ تعلقدار کہلاتے تھے۔ ۱۲۵۶ف م ۱۸۴۷ء کے بعد ان تعلقداروں کو بھی عدالتی اختیارات مل گئے تھے۔ ۱۲۷۵ف م ۱۸۶۶ء میں جب تمام ملک اضلاع میں تقسیم کیا گیا تو بڑے شہر کو ضلع کہنے لگے اور اس سے چھوٹے کو ڈویژن یا حصہ ضلع اور اس سے چھوٹے کو تعلقہ۔ اول تعلقدار جو حاکم ضلع ہوتے تھے ان کو دیوانی میں بہ صیغہ ابتدائی بلا تعین مقدار اختیارات حاصل تھے اور فوجداری میں چار سال تک قید اور ایک ہزار روپے تک جرمانہ کا اختیار تھا۔ بہ صیغہ مرافعہ یہ نائب تحصیلداروں کے مرافعات کی سماعت بھی کیا کرتے تھے۔ چونکہ تعلقداران اضلاع کے پاس کام بہت تھا اس لئے ان کو عدالتی کام کرنے کے لئے ایک ایک مددگار ملا اور دوم و سوم تعلقداروں کی اپیل کی سماعت کا اختیار بھی دیا گیا۔ تین سو روپے تک کی مالیت کے مقدمات داد و ستد میں ان کا فیصلہ بہ صیغہ مرافعہ قطعی ہوتا تھا۔

(جوڈیشل رپورٹ بابتہ ۱۲۹۴ف صفحہ (۸) و جریدہ اعلامیہ ۱۳۰۸ف)

ششماہی اول ۱۲۹۴ف م ۱۸۸۵ء تک عدالتہائے تعلقداران اضلاع کی تعداد (۱۰) اور بشمول مددگاران اُن عدالتوں کے عہدہ داروں کی تعداد (۳۳) تھی ششماہی دوم سنہ مذکور میں چار ججوں کے مقرر ہونے سے عدالتہائے تعلقداران کی تعداد (۱۳) اور عہدہ داران کی تعداد (۲۵) رہ گئی جن جن اضلاع میں جج مقرر ہوئے تھے وہاں کے تعلقداروں کو دیوانی اختیارات نہیں رہے یہانتک کہ ۱۳۲۲ف م ۱۹۱۲ء میں تمام تعلقداروں کو دیوانی کام سے تعلق نہ رہا صرف فوجداری اختیارات وہ عمل میں لاتے رہے۔ ۱۳۳۱ف م ۱۹۲۱ء میں جب اسکیم انتزاع اختیارات نافذ ہوئی تو اس وقت سے فوجداری اختیارات بھی ان سے علٰحدہ کرلئے گئے۔

ج۔ عدالتہائے دوم تعلقداران

۱۲۷۵ف م ۱۸۶۶ء کی ضلع بندی کے بعد عہدہ داران مال کو باقاعدہ طور پر عدالتی اختیارات دئے گئے تھے اور ۱۲۸۴ف م ۱۸۷۵ء کے قریب قریب دوم تعلقداروں کو دیوانی میں دو ہزار روپے تک کے اور مقدمات فوجداری میں دو سال تک قید اور پانچ سو تک جرمانے کے اختیارات عطا ہوئے۔ (جوڈیشل رپورٹ ۱۲۹۳ صفحہ ۱۵)

جب وقتاً فوقتاً نظام منصفین کا تقرر ہوتا گیا تو دوم تعلقداروں کے دیوانی اختیارات بالآخر ۱۲۹۴ف م ۱۸۸۵ء میں باقی نہ رہے۔ ۱۳۳۱ف م ۱۹۲۱ء میں جب اسکیم انتزاع اختیارات نافذ ہوئی تو ان سے فوجداری اختیارات کا تعلق بھی باقی نہ رہا۔

۵ - عدالتہائے سوم تعلقداران

جیسا کہ اوپر تحریر ہو چکا ہے ۱۲۸۴ف م ۱۸۷۵ء کے قریب قریب سوم تعلقداروں کو بھی دیوانی میں ایک ہزار تک کی مالیت کے مقدمات کی سماعت کا اختیار دیا گیا تھا اور وہ فوجداری میں ایک سال تک قید اور تین سو روپے تک جرمانہ کا اختیار رکھتے تھے۔ منصفین کے تقرر کے ساتھ ساتھ دیوانی اختیارات سوم تعلقداروں سے علیحدہ کئے جاتے رہے۔ یہاں تک کہ ۱۲۹۴ف م ۱۸۸۵ء میں جبکہ چار جج اور (۱۴) منصفوں کا تقرر ہوا تو اس وقت کسی سوم تعلقدار کے دیوانی اختیارات باقی نہیں رہے۔ (جوڈیشل رپورٹ ۱۲۹۴ف صفحہ ۱۵)

بالآخر ۱۳۳۱ف م ۱۹۲۱ء میں نفاذ اسکیم انتزاع اختیارات کے بعد فوجداری اختیارات کا تعلق بھی ان سے نہ رہا۔

ھ - عدالتہائے تحصیلداران

۱۲۸۴ف م ۱۸۷۵ء کے قریب میں تمام تحصیلداروں کو دیوانی میں تین سو روپے تک کے اور مقدمات فوجداری میں چھ مہینے کی قید اور ڈیڑھ سو روپے تک جرمانے کے اختیارات حاصل تھے بعد میں ان اختیارات کو محدود کر دیا گیا اور بالعموم دیوانی میں ایک سو روپے تک اور فوجداری میں ایک مہینے کی قید اور پچاس روپے تک جرمانہ کا اختیار دیا گیا نیز پولیس پٹیلوں کے تجاویز کا مرافعہ بھی یہی سماعت کرتے تھے۔ ۱۲۹۴ف م ۱۸۸۵ء سے منصفین کا تقرر ہونا شروع ہوا جس تعلقہ میں

منصف مامور ہوئے۔ وہاں کے تحصیلداروں سے دیوانی اختیارات لے لئے گئے۔ اس طرح دیوانی کام کرنے والے تحصیلداروں کی تعداد گھٹتی چلی گئی۔ البتہ فوجداری اختیارات محدود شکل میں وہ بدستور عمل میں لاتے رہے۔ ۱۳۳۱ف م ۱۹۲۱ء میں جب اسکیم انتزاع اختیارات نافذ ہوئی اور ہر تعلقہ میں ایک ایک منصف مامور کردیا گیا تو فوجداری اختیارات بھی تحصیلداروں سے علیحدہ کر لئے گئے۔

و۔ عدالتہائے پولیس پٹیلاں

چونکہ خفیف مقدمات میں زراعت پیشہ لوگوں کو تحصیل تک جانے سے کار زراعت میں ہرج ہوتا تھا اس لئے ۱۲۸۴ف م ۱۸۷۵ء کے قریب قریب پولیس پٹیلوں کو بھی چار یوم تک کی قید اور تین روپے تک جرمانہ کا اختیار دیا گیا ان کو دیوانی اختیار کچھ نہ تھا۔ ان کے فیصلوں کے مرافعہ کی سماعت تحصیلدار کیا کرتے تھے۔ (جوڈیشل رپورٹ ۱۳۰۴ف صفحہ ۱۵ و ۱۶)

۱۲۲۷ف م ۱۸۱۸ء تک اس قسم کے آنریری مجسٹریٹوں کی تعداد بارہ تیرہ سو تھی ۱۳۲۹ف م ۱۹۱۹ء میں یہ تعداد گھٹ کر کوئی ڈھائی سو رہ گئی اور بالآخر موجودہ میر مجلس صاحب کی توجہ سے اس قسم کے بے قاعدہ کام کرنے والوں کا وجود باقی نہ رہا۔

ز۔ عدالتہائے میر عدل یا جج ضلع یا ناظمان ضلع

۱۲۵۶ف م ۱۸۴۶ء تک عدالتہائے اضلاع کے لئے کوئی مناسب انتظام نہ تھا۔ سنہ مذکور میں

نواب سراج الملک مرحوم مدار المہام وقت نے بزمانۂ نواب ناصر الدولہ صیغہ عدالت کی طرف خاص توجہ کی اور بلدہ کے سوا اضلاع کے صیغہ جوڈیشل کا بھی جس کا اس وقت تک کچھ انتظام نہیں ہوا تھا انتظام کیا اور اضلاع میں (ماہانہ ۱۵۰) روپیے ماہوار کے میر عدل یعنی جج اور (۷۵) روپیہ ماہوار کے منصف مقرر کئے۔

(جوڈیشل رپورٹ ۱۲۹۴ف صفحہ ۶)

یہ لوگ ان قاضیوں میں سے منتخب کرلئے جاتے تھے جو اب تک مقدمات کا فیصلہ کیا کرتے تھے۔ اور دیوانی و فوجداری دونوں قسم کے مقدمات کی سماعت کرتے تھے ان کے فیصلے کسی قسم اور کسی تعداد کے ہوں عدالت فوجداری (واقع بلدہ حیدرآباد) کی منظوری کے بغیر نافذ نہیں ہوسکتے تھے

(وقارحیات) (جوڈیشل رپورٹ ۱۲۹۴ف صفحہ ۶)

۱۲۷۵ف میں جب ملک کی اضلاع میں تقسیم ہوئی اور ہر ضلع میں اول تعلقدار مقرر ہوئے تو ان کو دیوانی فوجداری اختیارات دئے گئے۔ مگر ان کے پاس کام کی کثرت ہونے کی وجہ سے ان کو مددگاران عدالت دئے گئے۔

(جوڈیشل رپورٹ ۱۲۹۴ف صفحہ ۱۸)

۱۲۵۶ف م ۱۸۴۷ء میں جو میر عدل مامور ہوئے تھے جیسا کہ اوپر تحریر کیا جاچکا ہے ان کے وجود کا پتہ کوئی چالیس برس بعد تک نہیں چلتا چنانچہ ۱۲۸۴ف م ۱۸۷۵ء میں جو عدالتیں ملک میں تھیں ان میں میر عدل نہ تھے جیسا کہ جوڈیشل رپورٹ ۱۲۹۴ف صفحہ ۱۵ و ۱۶ سے ظاہر ہے۔ نیز ۱۲۹۴ف م ۱۸۸۵ء کی ششماہی تک فہرست عہدہ داران عدالت میر عدل سے خالی ہے البتہ ششماہی دوم سنہ مذکور میں چار میر عدل شریک ہیں جن کا تقرر اس وقت ہوا تھا۔

ح۔ عدالتہائے منصفین

جیساکہ اوپر ہم لکھ چکے ہیں پہلے پہل ۱۲۵۶ف م ۱۸۴۷ء میں تعلقات میں کچھ منصف ماہواریاب (۵۰) روپے مقرر کئے گئے تھے۔ اس زمانے میں بجز تنخواہ کے فرق کے میر عدل اور منصفین کے اختیارات میں کوئی فرق نہ تھا بڑے تعلقہ میں جو عہدہ دار عدالت مامور ہو وہ میر عدل کہلاتا تھا اور چھوٹے تعلقات کے حاکم عدالت کو منصف کہتے تھے۔ ۱۲۷۵ف م ۱۸۶۶ء میں جب ضلع بندی ہوگئی تو بڑے تعلقات کو ضلع کہنے لگے اور چھوٹے تعلقات کا نام تعلقہ ہی رہا۔ اگرچہ منصفین کے تقرر کی ابتدا ۱۲۵۶ف م ۱۰۴۷ء سے ہوئی ہے مگر جوڈیشل رپورٹ ۱۲۹۴ف م ۱۸۸۵ء میں جو ایک فہرست ان عہدہ داران عدالت کی دی گئی ہے جو ۱۲۸۴ف م ۱۸۷۵ء میں کارگزار تھے اس میں ان منصفین کا پتہ نہیں ہے۔ یہی نہیں بلکہ ششماہی اول ۱۲۹۴ف م ۱۸۸۵ء تک کہیں منصفین کا وجود نہیں پایا جاتا البتہ ششماہی دوم ۱۲۹۴ف م ۱۸۸۵ء میں (چودہ ۱۴) منصفین مامور کئے گئے اور اس وقت سے منصفین فہرست عہدہ داران عدالت میں نمودار ہوگئے۔ قیاس ہوتا ہے کہ ضلع بندی کے بعد جو مددگار عدالت تعلقداروں کی عدالتوں میں مامور ہوگئے تھے وہ شاید یہی منصفین اور میر عدل ہوں جن کا لقب بدل دیا گیا ہو۔ بہر حال آخر ۱۲۹۴ف م ۱۸۸۵ء سے منصفین کا تقرر عمل میں آنا شروع ہوا اور جہاں یہ مامور کئے گئے وہاں کے دوم وسوم تعلقداروں سے دیوانی اختیارات علیحدہ کردئے گئے یہاں تک کہ ۱۲۹۴ف م ۱۸۸۵ء میں دوم وسوم تعلقداروں میں سے کسی کو دیوانی اختیارات باقی نہ رہے اور بالآخر ۱۳۳۱ف م ۱۹۲۲ء میں

جب اسکیم انتزاعِ اختیارات نافذ ہوئی تو ہر تعلقہ اور ڈویژن میں ایک ایک منصف مامور ہوئے جو جسٹریٹی کے فرائض بھی انجام دیتے ہیں اب عہدہ دارانِ مال سے عدالتی فرائض کا تعلق باقی نہ رہا ان منصفوں کی تعداد اب (۹۱) ہے۔ عدالتِ دیوانی بلدہ و فوجداری بلدہ کے نظمائے سوم و چہارم بھی منصفی کے درجے کے عہدہ دار ہیں اور وہ (۹۱) منصفینِ تعلقات کے علاوہ ہیں۔

ط۔ عدالتہائے عہدداران ٹپہ۔

بلدہ میں جس طرح ناظم صاحب ٹپہ کو ملازمین ٹپہ کے الزامات تغلب و تصرف محصولِ خط زیادہ وصول کرنا۔ کسی کا خط کھولنا وغیرہ کی تحقیقات کا اختیار تھا اسی طرح اضلاع میں دوسرے ذیلی عہدہ داروں کو بھی فوجداری اختیارات حاصل تھے۔ مہتمم ٹپہ خانہ کو ڈیڑھ سو روپیے جرمانہ اور چھ ماہ کی قید با مشقت کی سزا دینے کا اختیار تھا۔ مددگار مہتمم ٹپہ پچاس روپیے تک جرمانہ اور تین مہینے تک کی سزائے قید کے مجاز تھے اور نائب کارپرداز ٹپہ خانہ کو (۲۵) روپیے جرمانہ اور ایک ماہ کی قید کا اختیار تھا۔ کارپرداز و مددگار مہتمم کی تجاویز کا مرافعہ مہتمم کے پاس ہوتا تھا اور مہتمموں کی تجاویز کی ناراضی سے مرافعات مجلس مرافعہ (عدالت عالیہ) میں ہوتے تھے۔

(جریدۂ اعلامیہ مورخہ ۲۸ ربیع الاول ۱۲۸۷ھ م ۱۸۷۱ء)

دفاتر مہتمم میں کار عدالت کی انجام دہی کے لئے عملہ بھی جداگانہ مقرر تھا جو تین اہلکاروں پر مشتمل تھا۔

(جریدہ ۱۲۷۹ف م ۱۸۷۰ء)

عہدہ دارانِ عدالت کے تقرر کے سبب سے اور نیز اس وجہ سے کہ ملازمین ٹپہ کی بدعنوانیوں کے مقدمات کی تعداد کم ہوگئی رفتہ رفتہ عہدہ دارانِ ٹپہ سے عدالتی اختیارات علیحدہ کردئے گئے حتیٰ کہ ۱۲۹۴ف م ۱۸۸۵ء میں ان عہدہ داروں کے فوجداری اختیارات باقی نہ رہے۔

ی۔ عدالتہائے عہدہ دارانِ کروڑگیری

تقریباً ۱۲۷۲ف م ۱۸۶۳ء سے پیشتر عہدہ دارانِ مال کے ساتھ محکمۂ کروڑگیری کے عہدداروں کو بھی اہالیانِ کروڑگیری کے تغلب و تصرف و دیگر بدعنوانیوں کے تحقیقات کا اختیار دیا گیا تھا بلدۂ میں اول تعلقدار (مکشنر کروڑگیری) فوجداری اختیارات عمل میں لاتے تھے اور اضلاع میں مہتمان کروڑگیری اور تعلقات میں امین کروڑگیری کو اختیارات مذکورہ حاصل تھے۔ مہتمم کروڑگیری کو تین ماہ تک قید سادہ اور پچاس روپیے تک جرمانہ کا اختیار تھا۔ اور امین کروڑگیری کو ایک ماہ قید سادہ اور تیس روپیے تک جرمانہ کا اختیار تھا۔ مہتمم کی تجاویز کی ناراضی سے مرافعہ تعلقدار کے پاس ہوا کرتا تھا۔ امین کی تجاویز کا مرافعہ مہتمم کے پاس پیش ہوتا تھا۔ ۱۲۹۳ف م ۱۸۸۵ء تک عدالتہائے کروڑگیری کی تعداد (۲۸) اور عہدہ داروں کی تعداد (۲۹) تھی جس میں تین تعلقدار آٹھ مہتمم اور اٹھارہ امین تھے

(جوڈیشل رپورٹ ۱۲۹۴ف م ۱۸۸۵ء)

ان عدالتوں میں عملہ بھی خاص عدالتی کام کے لئے مقرر کیا گیا تھا جس کی تعداد دفتر کمشنر کروڑگیری تعلقداری میں پانچ پانچ اہلکار اور مہتمم کے دفتر میں تین تین اور امینوں کے ہاں دو تھی۔

۱۲۹۵ف میں ان عہدہ داروں سے عدالتی اختیارات علیحدہ کردئے گئے۔ (جوڈیشل رپورٹ ۱۲۹۵ف م)

نکنات کوٹھی

فرمان

کچھ عرصہ سے میری توجہ اس مسئلہ کی طرف مبذول ہوی ہے کہ نظم ونسق ممالک محروسہ میں عدالتی اختیارات کو انتظامی عہدہ داروں سے علیحدہ کرلیا جائے۔

اس مسئلہ پر کامل غور کرنے کے بعد اب میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ موجودہ انتظام میں یہ اصلاح کردی جائے کیونکہ مجھے یقین ہے کہ اس سے کام بھی عمدگی سے چل سکیگا اور یہ طریقہ میری عزیز رعایا کیلئے زیادہ موجب آسایش واطمینان ہوگا میں چاہتا ہوں کہ فرائض مذکور الصدر کی علیحدگی کے لئے جو تجویز عمل میں آئے اس میں یہ امر ملحوظ رہے کہ عہدہ داران صیغۂ انتظامی اون تمام فرائض سے سبکدوش کئے جائیں جو کلیتا عدالتی تصور کئے جاتے ہیں بجز ان خاص فرائض کے جو بروئے قوانین مالگزاری اون سے متعلق ہوں یا جو قوانین تعزیری کے ضمن میں بغرض تحفظ امن عامہ خاص اور اہم انسدادی صورتوں کے لئے ان کے سپرد کئے گئے ہوں صدر اعظم باب حکومت مجاز کئے جاتے ہیں کہ حسب ہدایت صدر علیحدگی کا انتظام بلا تاخیر عمل میں لائیں اور ذیلی امور کے متعلق مناسب احکام صادر کریں۔

اگر اس انتظام میں نفاذ قانون کی ضرورت محسوس ہو تو وہ خود اس امر کا تصفیہ کرسکتے ہیں کہ کس حد تک ایسی ضرورت ہے عوام کی اطلاع کی غرض سے میرا یہ حکم جریدۂ غیر معمولی میں شائع کردیا جائے۔ ۲۹ شعبان المعظم ۱۳۳۹ھ

شرح دستخط مبارک اعلیحضرت بندگانعالی مدظلہ العالی | شرح دستخط مہدی یار جنگ بہادر معتمد سیاسیات | شرح دستخط امین جنگ بہادر صدر المہام پیشی

باب چہارم

دورِ عثمانی میں عدالتوں کا نظم و نسق اور انکی اصلاح و ترقی

سررشتہ عدالت اگرچہ گزشتہ نصف صدی سے میدان ترقی میں گامزن ہے مگر پچھلی ربع صدی جو ہمارے آقائے ولی نعمت حضرت بندگان عالی کا عہدِ معدلت مہد ہے اس میں ریاست ابد مدت کے ہر شعبہ اور بالخصوص سررشتہ عدالت میں جس تیزی اور کثرت سے اصلاحات و ترقیات عمل میں آئی ہیں وہ اپنی نظیر آپ ہیں۔ اس اعتبار سے اس مبارک زمانہ کو "عہد زرین" کہا جائے تو بالکل بجا ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ ہر مملکت کے انتظام کا دار و مدار معدلت گستری و نصفت پروری پر ہوتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ ابتدائے مسند آرائی سے سررشتہ عدالت کی اصلاح و رعایا کی فلاح حضورِ پرنور کا ہمیشہ مطمح نظر رہا ہے۔ عدل گستری رعایا نوازی کو حضرت اقدس اعلیٰ نے ہمیشہ اپنا مقصد اولین تصور فرمایا اور توجہ ہمایونی اس سررشتہ پر بطور خاص پرتو افگن رہی ہے چنانچہ ممالک محروسہ سرکار عالی کے تمام محکمہ جات میں یہ فخر صرف محکمہ عدالت ہی کو حاصل ہے کہ تخت نشینی کے بعد ہی حضرت اقدس و اعلیٰ کی نظر کیمیا اثر سب سے پہلے عمارت عدالت عالیہ

کی تعمیر کی جانب مائل ہوئی۔ اور موجودہ عالیشان عمارت بصرف کثیر تعمیر کرائی گئی۔ اعلیٰحضرت
قدر قدرت کی توجہات عالی سے سررشتہ عدالت میں بعض اصلاحات ایسی عمل میں آئیں جن کی مثال
دوسرے متمدن و مہذب ممالک میں ہنوز نہیں ملتی۔ مثلاً احکام انفکاک اختیارات عدالتی جو عدل
و معدلت گستری پر مبنی تھا اور جس میں رعایا کی ہزاروں سہولتیں مضمر تھیں ان کو شرف نفاذ بخشا
گیا۔ اس سے رعایا کو دادرسی میں جو آسانیاں بہم پہنچیں اور رفتار انصاف میں جو نمایاں ترقی ہوئی وہ
اظہر من الشمس ہے۔ جب سررشتہ عدالت منازل ترقی و مراحل اصلاح طے کرتا ہوا ایک بلند سطح پر
پہنچ گیا تو حضور بندگانِ عالی نے عدالت عالیہ کو ایک چارٹر CHARTER یعنی منشور عطا فرما کر
اس کے پایۂ اعتبار و درجۂ وقار کو بلند تر فرما دیا۔ یہ ایک ایسا واقعہ ہے جو تاریخ عدالت عالیہ میں
آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے۔

علیٰ ہذا القیاس جب صیغہ عدالت کے بیدار مغز و عاقبت اندیش صدر المہام عالیجناب
نواب لطف الدولہ بہادر نے رفتار زمانہ و ضروریات آئندہ کے لحاظ سے قواعد تقرر و ترقی عہدہ داران
عدالت مرتب فرما کر معزز باب حکومت میں پیش فرمائے تو حسب رائے معزز کونسل ہمارے حکیم البیات
بادشاہِ ذیجاہ نے بتوجہ خاص شرف منظوری بخشا۔ ان قواعد کے نفاذ سے ہمارا سررشتہ عدالت متمدن
ممالک کے سررشتہ عدالت کے مماثل اور ہمارا ہائیکورٹ برٹش انڈیا کے ہائیکورٹوں کے ہم پایہ ہو گیا

ذیل میں ۱۳۲۰ف م ۱۹۱۱ء سے ۱۳۴۴ف م ۱۹۳۵ء تک گزشتہ ۲۵ پچیس سال کی ان اصلاحات و
ترقیات کا ایک مجمل خاکہ پیش کیا جاتا ہے جو اس مبارک عہد عثمانی میں رونما ہوئی ہیں۔



ہزاکسلنسی راجہ راجایان مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر یمین السلطنت
کے-سی-ائی-ای ; جی-سی-ائی-ای-پیشکار و سابق
صدر اعظم باب حکومت سرکار عالی



نواب سالار جنگ بہادر — سابق مدار المہام سرکار عالی

نفاذِ اسکیم انتزاعِ اختیاراتِ عدالتی

الف۔ عہدہ دارانِ مال کے سابقہ عدالتی اختیارات

صیغۂ عدالت کو صیغۂ انتظامی سے ہمیشہ علیحدہ رکھنا انصاف رسانی کے لئے ازبس ضروری ہے۔ اس بیش بہا اصول کو غالبًا سب سے پہلے فرمانروایانِ اسلام نے محسوس کیا تھا۔ ابتدائے حکومت اسلام میں خود خلیفہ وقت اور اُن کے ماتحت افسر بھی عدالت کا کام کیا کرتے تھے۔

"حضرت رسولِ خدا کی وفات کے بعد عرصہ تک کوئی شخص قضاۃ کے عہدہ پر مقرر نہیں ہوا اور خود حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کام کو انجام دیتے رہے جیسا کہ اس سے قبل خود رسولِ خدا صلعم بذاتِ خاص اُس کام کو انجام دیتے تھے۔ لیکن جب ملکی معاملات بڑھ گئے تو بوجہ تنگیٔ وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عدالتی اختیارات حضرت عمر فاروق رضؓ کے سپرد فرمائے اور حضرت عمرؓ نے یہ اصول قرار دیا کہ قانون کی حکومت اعلیٰ ترین حکومت ہے اسلئے عدالتوں کا انتظام ایسا ہونا چاہئے کہ ان پر مطلق شبہ نہ ہو سکے کہ وہ کسی طرح انتظامی حکومت کے تابع اور زیر اثر ہے"۔ (ملاحظہ ہو محمڈن جورس پروڈنس مؤلفہ جسٹس عبدالرحیم)

یہ ظاہر ہے کہ جب تک حکومت کا نظم و نسق کامل نہ ہو جائے ہر صیغہ کے احکام کی تعمیل رعب داب کی محتاج رہتی ہے۔ اسلئے حضرت عمر فاروقؓ نے اپنی خلافت کے ابتدائی زمانہ میں کچھ عرصہ تک

مشترکہ انتظامی و عدالتی اختیارات کے رواج کو جاری رکھا۔ لیکن جب انتظام مملکت اچھی طرح قائم ہوگیا تو آپ نے صیغہ عدالت کو بالکل الگ کر دیا اور تمام اضلاع میں عدالتیں قائم فرمادیں۔

ملاحظہ ہو الفاروق حصہ دوم محکمۂ قضایۂ صفحہ ۵۹ و ۶۰

ابتداءً سلطنت مغلیہ و مملکت آصفیہ میں بھی عدالتی کام قضاۃ کے سپرد تھا۔ من بعد ایک زمانہ ایسا آیا کہ ممالک محروسہ میں دوسرے محکمہ جات مثلاً کوتوالی۔ ٹپہ۔ کروڑگیری اور مال کو بھی عدالتی اختیارات دئے گئے۔ کیونکہ حالات زمانہ کے لحاظ سے ہر محکمہ کے احکام کی تعمیل بغیر عدالتی اختیارات کے خالی از وقت نہ تھی۔ خصوصاً محکمۂ مال کے عہدہ دار جن کے فرائض میں حصول مالگزاری و جمعبندی تھی اس قوت کے زیادہ حاجت مند ہو گئے تھے۔ اور اسی لحاظ سے عہدہ داران مال سابق میں دیوانی و فوجداری دونوں قسم کے اختیارات استعمال کرتے تھے۔ انکے سوا عدالتی عہدہ دار علیحدہ موجود نہ تھے۔ ۱۲۹۲ف م ۱۸۸۲ء میں جب سمت غربی (سمت اورنگ آباد) میں میر عدل (جج) اور منصف مقرر کئے گئے تو وہاں کے اول و دوم و سوم تعلقداروں اور تحصیلداروں سے دیوانی اختیارات کا تعلق باقی نہ رہا اور حسب ذیل اصول قرار پایا:۔

”بنظر اسلوبی انتظام مقدمات دیوانی کیلئے جداگانہ عہدہ داروں کا مقرر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے جس تعلقہ یا ضلع یا صوبہ میں الہام کی تجویز سے یہ انتظام جاری ہو اس تعلقہ یا ضلع یا صوبہ میں عہدہ داران مال کے اختیارات نسبت تجویز مقدمات دیوانی باقی نہ رہیں گے اور ان

عہدہ داروں متعلق ہوجائیں گے جو مقدمات دیوانی کیلئے مقرر ہوں"

(ملاحظہ ہو تمہید دستور العمل نظامت مجریہ ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۰۲ھ م ۱۸۸۵ء)

اصول متذکرۂ بالا پر چند سال تک عمل پیرا ہونے سے بجز تحصیلداروں کے جو اکثر تعلقات میں دیوانی اختیارات عمل میں لاتے تھے باقی تمام عہدہ داران مال سے دیوانی کام کا تعلق باقی نہ رہا البتہ صرف فوجداری اختیارات وہ استعمال کرتے رہے سنہ ۱۳۲۰ ف م ۱۹۱۱ء اور اسکے بعد بھی ایک عرصہ تک عہدہ دارانِ مال عدالتی فرائض بھی انجام دیا کرتے تھے۔ صوبہ دارانِ مال سشن جج کے اختیارات استعمال کرتے تھے۔ اول تعلقدار ناظم فوجداری ضلع (ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ) ہوا کرتے تھے۔ تمام دوم سوم تعلقدار اور تحصیلداروں کو فوجداری اختیارات حاصل تھے۔ اکثر تحصیلداروں کو دیوانی اختیارات بھی تفویض تھے۔ مگر اس دوعملی کا لازمی نتیجہ یہ ہوا تھا کہ عہدہ دارانِ مال کو اپنے فرائض محکمۂ مال کی وجہ سے اس قدر فرصت نہ ملتی تھی کہ وہ اہم فرائض عدالتی کی انجام دہی میں اپنا کافی وقت دیسکیں۔ دورہ جمعبندی وغیرہ کی وجہ سے مقدمات کی پیشیاں مستقر سے دور دراز مقامات پر رکھ دی جاتی تھیں۔ فریقین واہلِ مقدمات وگواہان سب کے سب اپنے سارے کام دھندے چھوڑ کر انصاف کی تلاش میں یا گاؤں گاؤں مارے مارے پھرتے تھے۔ پچیس ۲۵ روپیہ کے دعوی کیلئے پچاس روپیہ خرچ ہوجاتے تھے۔ چھوٹے چھوٹے مقدمے برسوں چلتے تھے۔ پیشیاں بدلتی جاتی تھیں۔ دوران بڑھتا جاتا تھا تجار و ساہوکار دیوانی مقدمات دائر کرنے سے گھبراتے تھے مظلوموں کو عدالت کا دروازہ کھٹکھٹاتے ڈر معلوم ہوتا تھا۔ عوام الناس گواہی دینے سے کوسوں دور بھاگتے تھے۔ زیر دریافت ملزمین کو اس قدر

زیادہ عرصہ تک حوالات میں رہنا پڑتا تھا کہ اگر ان کو سزا بھی ہو جاتی تو اسکو بھگت کر اس سے کم مدت میں رہا ہو جاتے ۔

یہ ایک عجیب لطیفہ تھا کہ اول تعلقدار جو ایک طرف تو ناظم کوتوالی اور دوسری طرف ناظم عدالت ضلع کی حیثیت رکھتے تھے صبح کو ناظم کوتوالی بنکر حبس ملزم کے چالان کا حکم دیتے دوپہر کو منصف بنکر اسی ملزم کے مقدمہ کی خود ہی تحقیقات کر کے اسکی قسمت کا فیصلہ کیا کرتے تھے۔ گویا ۔

"خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ" کے مصداق تھے ۔

سنہ ۱۳۲۲ف یعنی آج سے ۳۴ سال قبل انہی مشکلات کے پیش نظر نواب مدار المہام جنگ بہادر میر مجلس وقت نے یہ تحریک کی تھی کہ :-

"جب تک عہدہ داران مال سے عدالتی اختیارات نہ لے لئے جائیں اور جدید منصف مامور نہوں عدالتی کام میں اصلاح ناممکن ہے"۔

بعد رسل و رسائل تحریک بالا اس حد تک بارگاہ خسروی سے منظور ہوئی کہ صوبہ ورنگل و میدک کیلئے دو سشن جج مقرر ہوئے۔ اول تعلقداران سمت ورنگل سے دیوانی اختیارات لے لئے گئے اور ان کے بجائے تین ناظمان دیوانی مقرر کئے گئے اور پانچ جدید منصفیاں قائم ہوئیں۔ من بعد سرکار سے یہ تصفیہ ہوا کہ جب تک جدید منصفوں کی تعداد (۲۱) نہ ہو جائے یعنی قدیم و جدید کل منصف ملا کر (۳۹) نہ ہو جائیں اس وقت تک ہر سال تین منصف جدید مامور کئے جایا کریں۔ اس اصول پر کسی سال عمل ہوا اور کسی سال بوجہ قحط وغیرہ جدید منصف مامور نہو سکے۔

مہر ۱۳۲۷ف م ۱۹۱۸ء میں جب نواب مرزا یار جنگ بہادر نے میر مجلسی کا جائزہ حاصل فرمایا تو صاحبِ ممدوح نے اپنی سب سے پہلی رپورٹ میں سرکار کو "انتزاعِ اختیارات" کے بارے میں خصوصیت کے ساتھ توجہ دلائی۔ اور پھر کئی سال تک مسلسل جدوجہد فرماتے رہے۔ یہانتک کہ آپکی کوشش بار آور ہوگئی اور منظوری اسکیم انتزاعِ اختیارات "کی نسبت بتاریخ ۲۹ شعبان المعظم ۱۳۳۹ھ م ۳ تیر ۱۳۳۰ف م ۱۹۲۱ء حضرت بندگانِ عالی متعالی مدظلہ العالی کا وہ فرمان واجب الاذعان شرف صدور لایا جو اس ریاست ابدمدت کی عدالتی تاریخ میں ہمیشہ کیلئے یادگار رہیگا۔ ہمارے عدل گستر رعایا پرور شاہ ذیجاہ کی ایک جنبشِ قلم سے حیدرآباد کی خوش نصیب رعایا کو وہ برکت اور وہ نعمت حاصل ہوگئی جس سے دوسرے مہذب ممالک کے باشندے باوجود مطالبات وسعی پیہم کے ابتک محروم ہیں۔

یکم تور داد ۱۳۳۱ف م ۱۹۲۲ء سے اسکیم مذکور نافذ ہوگئی۔ جملہ عہدہ دارانِ مال سے تمام فوجداری دیوانی اختیارات علیحدہ کردئے گئے البتہ صرف چند فوجداری اختیارات جن کا قیامِ امن کیلئے ان کے پاس باقی رکھنا مناسب خیال کیا گیا چھوڑ دئے گئے۔

اسکیم مذکور کے نافذ ہونے کی وجہ سے (۵۲) جدید منصف اور (۸) زائد نظماءِ ضلع مامور کئے گئے۔ اسپیشل مجسٹریٹی ایلندو کو عدالت منصفی میں مبدل کردیا گیا۔ اس طرح منصفین کی تعداد جو اسکیم سے قبل صرف (۳۹) تھی وہ (۹۲) ہوگئی۔ مگر بہ حیثیت مجموعی عدالتی کام کرنے والوں کی تعداد (۲۵۰) سے گھٹ کر صرف ۱۷۵ رہگئی۔ اس ضمن میں (۲۲) عہدہ دارانِ مال عدالت میں منتقل کرلئے گئے۔ جن میں سے بعض کو زاید نظامت پر اور باقی کو منصفی پر مامور کیا گیا اور جملہ منصفین کو درجہ اول کے

فوجداری اختیارات دئے گئے۔ اس طرح ہر تعلقہ میں ایک ایک مجسٹریٹ متقرر ہو گیا۔

جس انصاف کی تلاش میں رعایائے آصفی پہلے کوسوں نکل جاتی تھی اب اس کو اپنے دروازہ پر ملنے لگا۔ محکمہ عدالت مکمل محکمہ بنگیا۔ اسکے عہدہ دار ہمہ وقت FULL TIME انصاف کے کام میں مصروف رہنے لگے۔ عہدہ داران عدالت بالکلیہ کام عدالت عالیہ کی زیر نگرانی آ گئے۔ اور عدالت کا انتظام بمقابلہ اُس زمانہ کے جبکہ عنان انصاف ایسے ہاتھوں میں تھی جو عملاً محکمہ عدالت کے ماتحت نہ تھے بہت بہتر ہو گیا۔

نفاذ اسکیم کے وقت اس کے مفید و کامیاب ہونے کی نسبت لوگوں کو خدشے تھے اور یہ خیال کیا جاتا تھا کہ یہ اسکیم عملاً کامیاب ثابت نہ ہو گی۔ ابتداء میں بعض ایسے واقعات پیش بھی آئے جن کو کسی بڑے طوفان کا پیش خیمہ ظاہر کیا گیا تھا۔ مگر زمانہ نے بالآخر یہ بتا دیا کہ وہ محض ہوا کے جھونکے تھے جن کو صرف مقامی حالات یا ذاتیات سے تعلق تھا۔ اسکیم کے نفاذ کے بعد جناب میر مجلس صاحب و اراکین عدالت عالیہ نے ریاست کے طول و عرض میں دورے کئے۔ اور عہدہ داران عدالت کو افہام و تفہیم کر کے نئی نئی تدبیریں بتلائیں۔ بالآخر عہدہ داران مال و عدالت کے تعاون و خوش سلیقگی سے اسکیم اُمید سے زائد کامیاب ثابت ہوئی۔

اس اسکیم کی برکت سے عدالت کے تمام ابواب میں نمایاں ترقی ہونے لگی۔ کم آدمیوں نے تھوڑے وقت میں زیادہ کام کیا۔ اور اچھے طریقہ سے کیا۔ رعایا کی نظروں میں عدالتوں کا وقار و اعتماد بڑھ گیا۔ مقدمات بہ کثرت دائر ہونے لگے۔ مرجوعہ و منفصلہ میں بیحد اضافہ ہو گیا۔ اور آمدنی

عدالت میں کئی سال تک ایک ایک لاکھ روپیہ سے زیادہ سالانہ اضافہ ہوتا چلا گیا۔ آٹھ سال تک اسکیم پر عمل ہونے کے بعد گورنمنٹ نے یہ دریافت فرمایا کہ "کس حد تک یہ اسکیم کامیاب رہی" چنانچہ اس مسئلہ کی کامل تحقیقات کیلئے ایک کمیشن منعقد ہوا جس کے ایک رکن مسٹر ٹی ۔ بی ۔ ٹاسکر آئی سی ایس سید اللہام مال بھی تھے جو اس وقت صدر ناظم مال تھے ۔ کمیشن نے بعد دریافت بالاتفاق اس اسکیم کی تائید کی اور سرکار میں رپورٹ پیش کی کہ "کوئی وجوہ نہیں پائے جاتے کہ اس طریقہ کو منسوخ کر کے سابقہ طریقہ پر عود کیا جائے "۔ غرض اس طرح اس اسکیم پر گورنمنٹ کی اور بھی مہر توثیق ثبت ہوگئی ۔ جناب میر مجلس صاحب کا وہ خیال پورا ہوگیا جو آپ نے جوڈیشل رپورٹ ۱۳۲۸ف مطابق ۱۹۲۹ء میں ظاہر فرمایا تھا کہ " اگر وہ لوگ مطمئن ہوگئے جن کے لئے یہ عدالتیں قائم ہوئی ہیں تو سمجھو کہ گورنمنٹ نے اپنا مقصد حاصل کر لیا "

ب ۔ عہدہ داران مال کے موجودہ عدالتی اختیارات

بوقت انتزاع اختیارات عدالتی عہدہ داران مال یعنی اول دوم و سوم تعلقداروں کو جو اعلیٰ عہدہ داران انتظامی ہیں بروئے احکام سرکار عالی مندرجہ جریدۂ اعلامیہ جز اول مورخہ ۱۶ اردی بہشت ۱۳۳۱ف قیام امن کی غرض سے دفعات (۱۰۴ ۔ ۱۰۵ ۔ ۱۰۶ ۔ ۱۲۶ ۔ ۱۲۷ ۔ ۱۲۸ ۔ ۱۳۲ ۔ ۱۴۳ ۔ ۱۴۴ ۔ ۱۴۵) ضابطہ فوجداری کے اختیارات (جو انتظامی نوعیت کے ہیں) عطا کئے گئے ۔ علاوہ دفعات مذکور کے صرف اول تعلقداروں کو دفعہ ۱۰۷ کے استعمال کا اختیار بھی دیا گیا ۔ حسب رزولیوشن محکمہ معتمدی عدالت و کوتوالی و امور عامہ سرکار عالی نشان ۵/۲ مورخہ ۷ ابہمن ۱۳۴۲ف

بموجب رپورٹ کمیٹی انتزاعِ اختیارات عدالتی و انتظامی دفعہ ۱۲۸ ضابطہ فوجداری کے استعمال کی نسبت عالیجناب مہاراجہ سر صدرِ اعظم بہادر نے باتفاق آرائے معزز اراکین کونسل حسبِ ذیل حکم صادر فرمایا کہ

"اگر کسی مجمع خلاف قانون کو منتشر کرنے کے لئے فوج سے مدد لینے اور فیر کرنیکا حکم دینے کا موقع پیش آجائے تو موجودگی تعلقدار موقع پر ناظم ضلع نہ جائیں تاکہ تحت قانون تعلقدار کو انتظام کرنیکا اور حکم دینے کا اختیار رہے۔ البتہ تعلقدار کی عدم موجودگی میں ناظم ضلع کا فرض ہوگا کہ وہ تحت قانون اختیارات عمل میں لائیں۔ اسی طرح اگر کسی مستقر تعلقہ یا اسکے حدود میں ناظم تعلقہ اور ڈویژنل آفیسر دونوں موجود ہوں تو ڈویژنل آفسر کی موجودگی میں بوجوہات متذکرہ صدر ناظم تعلقہ موقع پر نہ جائیں البتہ انکی عدم موجودگی میں وہ تحت قانون عمل کر سکتے ہیں"

من بعد بعض فقرہ جات الامر قوانین کے تحت حسبِ ذیل مزید اختیارات بموجب تجویز کمیٹی مشمولہ معروضہ باب حکومت سرکار عالی منعقدہ ۱۴ ارامرداد ۱۳۴۲ف مندرجہ مراسلہ محکمہ سرکار عالی صیغہ عدالت نشان (۷۶۳) مورخہ ۲۸ ارامرداد ۱۳۴۲ف عہدہ داران مال کو عطا کئے گئے ہیں:۔

(۱) قانون جیکاری کے کل اختیارات بجز دفعہ ۲۰ قانون مذکور جس کا تعلق عدالت سے رہیگا (۲) عطائے لائسنس تحت قواعد سمیات (۳) اختیارات زیر دستور العمل رواہل (۴) قانون اقوام جرائم پیشہ میں جرائم پیشہ افراد کی رجسٹری کرنیکا تعلق بالکلیہ عہدہ داران مال سے رہے۔ البتہ ان افراد کے جرائم کی تحقیقات حسبِ حال سررشتہ عدالت میں ہوگی (۵) عطائے اجازت تحت قانون پٹرولیم۔

واضح ہو کہ مجموعہ تعزیرات سرکار عالی کا کوئی اختیار عہدہ داران مال کو عطا نہیں فرمایا گیا۔

تعلقداروں اور ڈویژن افسروں کے ایسے احکام و تجاویز کے مرافعات جو وہ زیر دفعات انسدادی صادر کرتے ہیں عدالت ضلع میں پیش اور فیصل ہوتے ہیں۔ لیکن بجائے اسکے تعلقداروں کے مرافعات عدالت سشن میں اور ان تحصیلداران کے جن کو بطور خاص اختیارات دئے جائیں اُن کے تجاویز و احکام کے مرافعات عدالت فوجداری ضلع میں پیش ہونے کی نسبت قانون میں ترمیم زیر غور ہے

ج ۔ دیہاتی مجسٹریٹ

سنہ ۱۲۸۲ھ م سنہ ۱۲۷۵ف م ۱۸۶۶ء میں جب عہدہ داران مال کو دیوانی و فوجداری اختیارات دئے گئے تو اس خیال سے کہ چھوٹے چھوٹے معاملات میں تعلقہ کے مستقر تک جانے سے کار زراعت میں کاشتکاروں کا ہرج ہوگا تین روپیہ تک جرمانہ اور چار روز تک قید با مشقت کی سزا دینے کا پولیس پٹیلوں کو بھی اختیار دیا گیا تھا۔

(گشتی محکمہ سرکار مورخہ ۲۷ جمادی الاول سنہ ۱۲۸۲ھ م سنہ ۱۸۶۶ء)

پولیس پٹیلوں کی تجویز کا مرافعہ تحصیلداروں کے پاس ہوا کرتا تھا۔ تعلقداروں اور تحصیلداروں کو ان پر خاص نگرانی رکھنے کا حکم تھا کہ وہ حد اختیار سے تجاوز نکریں۔ مقدمات سرقہ میں انکو حکم تھا کہ مفلس مجرموں پر جرمانہ نہ کریں بلکہ سزائے قید دیں۔ واضح ہو کہ اس وقت تک جرائم کے حالیہ نام بھی وضع نہیں ہوئے تھے۔ جرائم قابل تجویز پولیس پٹیلاں و نیز ان کے اختیارات متعلق سزا قید و جرمانہ کا ایک نقشہ درج ذیل کیا جاتا ہے جو تاریخی نقطۂ نظر سے خالی از دلچسپی نہوگا:۔

صراحت سزا	نوعیتِ جرم	نمبر شمار
۳	۲	۱
مال مسروقہ دلا کر چار روز تک مجرم کو مقید کیا جائے بلا مشقت و زنجیر	دزدی سادہ بلا نقب جو مکان مقبوضہ سے ہو یا مسروقہ منہ کے جسم سے مثل زیور و پارچہ نہو اور مال مسروقہ ایک روپیہ سے زیادہ نہ ہو۔ اور پہلی ہی دفعہ شخص ماخوذ سے یہ دزدی سرزد ہوئی ہو۔	۱
چار روز تک حبس بلا مشقت و زنجیر اور تین روپیہ تک جرمانہ	زد و کوب خفیف و مضاریب باہم و دشنام دہی	۲
ایک روپیہ تک جرمانہ	تعمیل حکم سرکار میں تساہل	۳
تین روپیہ تک جرمانہ یا چار روز تک قید بلا مشقت	اثنائے راہ میں کسی سے تعرض کرنا یا راستہ بھٹکا دینا۔	۴
بعد دلانے نقصان ضروری جو تین روپیہ سے زیادہ نہو۔ حبس چار روز تک۔	اپنے ہاتھ سے یا اپنے مویشی سے دوسرے کی اراضی و زراعت کا نقصان کرنا۔	۵

جو لوگ پولیس ٹپلیوں کے حکم سے سزا پاتے تھے ان کو چاوڑی یا عاشور خانہ میں زیر حراست رکھا جاتا تھا۔ اور قیدی کی خوراک بشرطیکہ وہ فاقہ کش یا تہی دست ہو قیدی کے ذمہ رہا کرتی تھی پولیس پٹیل صرف ادنیٰ وارذل قوم کے اشخاص کے مقدمہ کی تحقیقات کیا کرتے تھے۔ اونچی ذات والے مثلاً برہمن و زرگر وغیرہ کے مقدمات کی سماعت کے مجاز نہ تھے۔

(حکم مدارالمہام نشان (۲۵۰) مورخہ ۲۳ر شوال ۱۲۷۹ھ م ۱۸۶۳ء مشمولہ قوانین فوجداری طبع اول)

پولیس ٹپلیوں کو اجازت تھی کہ وہ مدعی کے زبانی دعوے پر بعد تحقیقات و بلا قلمبند اظہارات متخاصمین و گواہان زبانی فیصلہ کریں۔ اور بعد دریافت جو فیصلہ کیا جائے اسکو معہ خلاصۂ اظہارات متخاصمین و علت وغیرہ اپنے کتابچہ میں درج کریں اور تختہ مقدمات منفصلہ ہفتہ واری تحصیلداروں کی کچہری میں بھیجا کریں۔ (حکم صدرالمہام نشان (۳،۶) مورخہ ۳۰ ذیحجہ ۱۲۹۰ھ م ۱۸۷۴ء و نشان (۱۰۰) مورخہ ربیع الثانی ۱۲۹۳ھ م ۱۸۷۶ء)

واقعات بالا سے ظاہر ہے کہ پولیس پٹیل بھی یقیناً ایک قسم کے مجسٹریٹ تھے گو وہ ادنیٰ درجہ کے فوجداری اختیارات استعمال کرتے تھے مگر ان اختیارات سے انکی چالبازیوں میں اور اضافہ ہوگیا اور ان سے بیکس و بیبس مظلومین کے حق میں بمقابلہ ذی اثر اشخاص حقیقی انصاف رسانی کی کوئی توقع نہیں ہوسکتی تھی۔ نیز وہ قانون سے بھی نابلد ہوتے تھے۔ چونکہ منشا حضرت بندگانعالی ہمیشہ سے یہ رہا ہے کہ انصاف رسانی کا کام اعلیٰ قانونی قابلیت رکھنے والے اشخاص ہی سے لیا جائے۔ بدیں وجہ موجودہ میر مجلس صاحب نے بکمال دوراندیشی اس طریقہ کو دو ایک سال کے عرصہ میں قطعاً موقوف کردیا۔ یہانتک کہ ۱۳۳۰ف م ۱۹۲۱ء میں ایک بھی ایسا پولیس پٹیل نہ رہا جسکو اس قسم کے اختیارات حاصل ہو۔

۲۔ عطائے منشورِ خسروی و منسلکات

تمام متمدن و مہذب ممالک میں ہائیکورٹ عدل و انصاف کا اعلیٰ ترین محکمہ سمجھا جاتا ہے۔ انگلستان میں وزیر اعظم کے بعد سب سے بڑا درجہ میر مجلس ہائیکورٹ ہی کا ہوتا ہے۔ ہائیکورٹ کو بادشاہِ وقت کی جانب سے (چارٹر) یعنی منشور عطا کیا جاتا ہے جس کے ذریعہ سے ارکین ہائیکورٹ کو اختیارات شاہی تفویض کئے جاتے ہیں اور وہ بہ حیثیت نائبین بادشاہ اپنے فرائض انجام دیا کرتے ہیں۔ ۱۳۳۱ف م ۱۹۲۲ء میں اسکیم انتزاع اختیارات عدالتی نافذ ہوگئی اور دادرسی اور عدل گستری کے ذرائع و وسائل سہل ترین کر دئے گئے تو اہل ملک کے دلوں میں عدالتوں کا اعتماد و وقار پیدا ہونے لگا اب اسکے مزید استحکام اور اسکے وقار و عظمت میں اضافہ کرنے کیلئے اس کی ضرورت محسوس ہوئی کہ برٹش انڈیا کے ہائیکورٹوں کی طرح ہماری عدالت عالیہ کو بھی (چارٹر) یعنی "منشور خسروی" عطا ہو۔ چنانچہ جناب میر مجلس صاحب نے برٹش انڈیا کے ہائیکورٹوں کے مناشیر پر غور کرنے کے بعد ایک مسودہ تیار کیا جس کو پیشگاہِ خداوندی سے درجۂ قبولیت بخشا گیا اور بتاریخ ۲۸ فروری ۱۳۳۵ف م ۱۹۲۶ء باغ عامہ میں ایک دربار خاص منعقد کیا گیا جسمیں اعلیحضرت قدر قدرت نے اپنے خاص دستخط و مہر مبارک سے منشور[1] عطا فرما کر عدالت عالیہ کو مفتخر و ممتاز فرمایا۔ یہ دن درحقیقت

---

[1] فی الوقت یہ منشور ایک سنہری فریم میں کمرۂ اجلاس انتظامی میں رکھا گیا ہے۔ بہ حیثیت معتمد عدالت عالیہ میں نے اسکو فریم میں آویزاں کرنے کی تحریک کی تھی۔ اگر بنظر استحکام اسکو کندہ کرایا جاکر کمرۂ اجلاس اول میں جہاں ہمارے بادشاہ ذیجاہ کی شبیہ مبارک آویزاں ہے اسکے نیچے دیوار میں نصب کیا جائے تو انسب ہے۔

ایسا ہے جو عدالت حیدرآباد کی تاریخ میں ہمیشہ RED LETTER DAY یعنی قابل یادگار یوم کہلایا جائیگا۔ اس منشور خسروی سے اُس امر کی تصدیق و توثیق فرمادی گئی کہ عدالت عالیہ ممالک محروسہ سرکار عالی کی اعلیٰ ترین عدالت ہے۔ اسکے اختیارات شاہی اختیاراتؐ کے اجزا ہیں اور ارکین عدالت عالیہ بہ حیثیت نائبین بادشاہ فرائض انجام دیتے ہیں۔ اسکے احکامؔ ڈگریات قطعی ہیں اور بجز ان اختیارات شاہی کے جو بصیغہ جوڈیشل کمیٹی نافذ ہوں کوئی اور محکمہ اسکے فیصلہ کی تنسیخ کا مجاز نہیں ہے۔

اب ضرورت اسکی ہے کہ اِن نائبین بادشاہ کے اعزاز و مراتب کے لحاظ سے انکے پوزیشن کا تعین و تشخص کیا جائے تا کہ سرکاری مراسم و تقاریب و دربار وغیرہ میں انکی نشست ان کے اعلیٰ مرتبہ کے لحاظ سے معین ہو سکے۔

برٹش انڈیا میں چیف جسٹس اور ارکین ہائیکورٹ کا جو درجہ و رتبہ KING'S WARRANT یعنے حضور ملک معظم کے فرمان سے قرار دیا گیا ہے اس کی نقل درج کیجاتی ہے اسکے ملاحظہ سے ظاہر ہے کہ صوبۂ بنگال کے چیف جسٹس کی نشست گورنر جنرل کی EXECUTIVE اگزکیوٹیو کونسل کے ممبروں سے بالاتر رکھی گئی ہے۔ اور دوسرے ہائیکورٹوں کے ممبر مجلس کا درجہ بڑے صوبہ جات بمبئی مدراس وغیرہ کے گورنروں کی کونسل کے ممبروں سے بڑھا ہوا ہے۔ اور ارکین ہائیکورٹ کا درجہ اگزکیوٹیو کونسل کے ممبروں کے بعد رکھا گیا ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ ہر گورنمنٹ کے دو اہم شعبہ ہوتے ہیں ایک عاملہ یعنے اگزکیوٹو اور دوسرا عدلیہ۔ جس طرح گورنر کسی صوبہ کا شعبہ

عاملہ کا صدر ہوتا ہے اُس طرح شعبہ عدالت کا صدر چیف جسٹس ہوتا ہے اور ارکین چونکہ شعبہ عدالت
کے جزو لاینفک ہوتے ہیں اسلئے انکا پوزیشن بھی انکے درجہ کے شایاں قرار دیا جاتا ہے ۔ ہمارے
ہاں ایک عرصہ دراز سے یہ مسئلہ زیر غور ہے ۔ چنانچہ میرے زمانہ معتمدی میں بھی اسکے تصفیہ کیلئے
سرکار کو توجہ دلائی گئی تھی ۔ اُمید ہے کہ اس ضروری مسئلہ کا تصفیہ ہوجائیگا ۔

اس موقع پر اس کا ذکر بے محل نہ ہوگا کہ ہائیکورٹوں کے وقار و عظمت کے تحفظ کے لئے
برٹش انڈیا میں ایک قانون موسوم بہ CONTEMPT OF COURT ACT. نشان
(۱۲) بابتہ سنہ ۱۹۲۶ء نافذ ہے ۔ اس قسم کے قانون کی ہمارے ہاں بھی نفاذ کی ضرورت ہے ۔
چنانچہ بہ زمانہ معتمدی راقم اس کا ایک مسودہ بھی مرتب کیا گیا تھا ۔ اگر یہ قانون نافذ ہوجائے
تو ہمارے ہائیکورٹ کا پوزیشن محفوظ اور قوی ہوجائیگا ۔

الف (نقل منشور خسروی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شرح دستخط مبارک

۱۵ شعبان المعظم ۱۳۴۳ ہجری

منشور خسروی

اعلیحضرت قدر قدرت قوی شوکت حضور پرنور بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

بفضل خدائے ذوالجلال قادر متعال جل جلالہ وعم نوالہ ما بدولت واقبال لفٹنٹ جنرل ہز اکزالٹیڈ ہائینس آصفجاہ مظفر الملک والممالک نظام الدولہ فتح جنگ سر نواب میر عثمان علیخان بہادر سلطان العلوم یار وفادار سلطنت برطانیہ جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ جی۔ سی۔ بی۔ ای۔ فرمانروائے دولت آصفیہ کو بہ تعمیل فرمان واجب الاذعان خلاق عالم و عالمیان آیۃ (اِذَا حَکَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ اِنَّ اللّٰہَ نِعِمَّا یَعِظُکُمْ) جمیع فرائض شاہی میں فریضہ عدل گستری بطور خاص منظور خاطر ہے اور صیغہ عدالت کے حسن انتظام اور اس کی اصلاح و فلاح کا خیال ہمیشہ ما بدولت و اقبال کا نصب العین رہا ہے اور ہے۔ اور ما بدولت و اقبال کی دلچسپی و توجہ خاص کا نتیجہ اظہر من الشمس ہے کہ تمام ملک میں عدالتیں قائم ہیں اور رعایا کے لئے باب عدالت کھلا ہوا ہے۔ ہر داد خواہ کو اس امر کے وسائل حاصل ہیں کہ وہ اپنے حقوق کی مکمل تحقیق و تطبیق بتدریج عدالتوں میں کرا سکے اور دادرسی کو پہنچکر اپنے حقوق سے مستفید ہو اور باطمینان تمام زندگی بسر کرے۔ ممالک محروسہ کی

عدالتوں میں اعلیٰ عدالت "عدالت العالیہ" ہے جس کو قائم ہوکر تقریباً چالیس سال ہوئے۔ اس عرضِ مدت میں وہ تمام منازل اصلاح و مدارج ارتقا طے کرکے اب اس مرتبہ پر فائز ہے کہ اسکو مابدولت واقبال اپنے خاص دستخط و مہر سے منشور (چارٹر) عطا کرکے مفتخر و ممتاز کیا جائے تاکہ اُسکے حکام بہ نیابت مابدولت واقبال ارشاد ربانی و حکم محکم سبحانی (اَللّٰہُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْہ) پس مابدولت واقبال بکمال مرحمت و عطوفت یہ منشور (چارٹر) عدالت العالیہ کو (اِعْدِلُوْا وَلَوْ کَانَ ذَا قُرْبٰی) کی ہدایت کے ساتھ عطا اور حکم فرماتے ہیں کہ:۔

دفعہ ۱۔ یہ منشور (چارٹر) "منشور خسروی عدالت العالیہ کے خطاب سے مخاطب اور تاریخ اشاعت جریدۂ اعلامیہ سرکار عالی سے نافذ اور واجب العمل ہوگا۔

دفعہ ۲۔ منشور ہذا میں بجز اسکے کہ مضمون یا سیاق عبارت اسکے خلاف ہو۔

الف۔ "عدالت العالیہ" سے ممالک محروسہ سرکار عالی کی اعلیٰ ترین عدالت مراد ہے۔

ب۔ رکن عدالت العالیہ کے محوا میں میر مجلس عدالت العالیہ شامل ہیں۔

دفعہ ۳۔ عدالت العالیہ میں ایک میر مجلس اور ایک مفتی شرع حنفیہ اور اس قدر ارکان جن کو مابدولت واقبال نے مقرر فرمایا ہے۔ یا مقرر فرمائیں عدالت العالیہ کے حکام ہوں گے۔

دفعہ ۴۔ موجودہ حکام عدالت العالیہ کو اور آئندہ جو ہوں لازم ہوگا کہ قبل اسکے کہ وہ اپنے فرائض کی بجا آوری کریں تو صیدر اعظم بہادر کے سامنے حسب ذیل حلفاً اقرار اور اُس پر دستخط کریں۔

"میں (   ) میر مجلس (یا رکن) عدالت العالیہ بحلف اقرار کرتا ہوں کہ

میں تا بحد علم و قابلیت و فہم خود اپنی خدمت متعلقہ کے فرائض بصداقت و دیانت بجا لاؤنگا اور قوانین نافذہ ملک کی پوری پابندی کروں گا"۔

دفعہ ۵۔ عدالت العالیہ ایک مہر جس پر میری سلطنت کا نشان اور عدالت العالیہ کا نام منقوش ہوگا عند الضرورت استعمال کریگی اور مہر مذکور میر مجلس اور عدم موجودگی میں اس رکن کے قبض و تحویل میں رہیگی کہ جس سے بجا آوری فرائض میر مجلس متعلق ہو اور وہ میر مجلس یا رکن (جیسی کہ صورت ہو) مہر مذکور کے حصول اور اس کو اپنے قبض و تحویل میں رکھنے کے بہر نوع مقتدر ہونگے

دفعہ ۶۔ عدالت العالیہ کے اختیارات حسب ذیل ہوں گے۔

ا۔ عدالتی۔ ۲۔ انتظامی۔

دفعہ ۷۔ عدالت العالیہ کے اختیارات عدالتی دو قسم کے ہوں گے۔

ا۔ ابتدائی۔ ۲۔ مرافعہ جس میں نگرانی اور استصواب بھی شامل ہوگا۔

دفعہ ۸۔ اجلاس ابتدائی سے عدالت العالیہ کا وہ اجلاس مراد ہے جس میں ایک رکن عدالت العالیہ ان اختیارات عدالتی کو عمل میں لائے جن کی صراحت قانون متعلقہ عدالت العالیہ میں ہو

دفعہ ۹۔ عدالت العالیہ میں کسی مقدمہ دیوانی و فوجداری کا مرافعہ قانون نافذہ ممالک محروسہ سرکار عالی کی پابندی کے ساتھ ہوسکیگا۔

دفعہ ۱۰۔ بہ صیغہ مرافعہ حسب ذیل اجلاس ہوں گے۔

ا۔ "منفردہ" جس میں ایک رکن بغرض سماعت و تجویز اجلاس کرے۔

۲۔ "متفقہ" جس میں دو ارکان بغرض سماعت وتجویز اجلاس کریں۔

۳۔ "کاملہ" جس میں تین ارکان بغرض سماعت وتجویز اجلاس کریں۔

دفعہ ۱۱۔ عدالت العالیہ کے اجلاس ہائے منفردہ ومتفقہ اور کاملہ اُن مرافعات کی سماعت وتصفیہ کرینگے جن کا تعین اور جن کے طریقہ کارروائی وانفصال کی صراحت قانون متعلقہ عدالت العالیہ میں ہو۔

دفعہ ۱۲۔ جلسہ انتظامی سے عدالت عالیہ کا ایسا اجلاس مراد ہے جو عدالتہائے ممالک محروسہ سرکار عالی کے انتظامی اُمور کے تصفیہ و اظہار رائے کے لئے منعقد ہو۔ خواہ وہ جلسہ انتظامی ایک رکن یا ایک سے زیادہ ارکان کا ہو۔

دفعہ ۱۳۔ اس امر کا تعین وصراحت کہ کون کون اُمور عدالت العالیہ کے جلسۂ انتظامی میں پیش ہوسکتے ہیں اور اُن امور کے متعلق جلسۂ انتظامی کا کیا نصاب وتنظیم واختیارات ہونگے قانون متعلقہ عدالت العالیہ میں ہوگی۔

دفعہ ۱۴۔ اغراض متذکرہ دفعات (۸ و ۱۱ و ۱۳) کے متعلق اور دیگر ضروریات کے مدنظر مجلس وضع قوانین سرکار عالی "قانون متعلقہ عدالت العالیہ" منضبط کریگی جو بعد منظوری مابدولت واقبال نافذ ہوگا۔

دفعہ ۱۵۔ تمام احکام۔ مراسلات طلبنامہ جات۔ اسناد وقواعد مجریہ عدالت العالیہ مابدولت واقبال کے القاب اور خطابات سے معنون ہونگے اور اُن پر مہر مذکور ثبت ہوگی۔

دفعہ ۱۶۔ عدالت العالیہ قوانین نافذہ مجلس وضع قوانین سرکار عالی کی پابندی کریگی اور اہل اسلام و ہنود کے مقدمات مصرحہ گشتی عدالت العالیہ نشان (۵) دیوانی ۱۰ اردی بہشت ۱۲۹۶ف شرع شریف و شاستر کے بموجب عمل کیا جائیگا۔

دفعہ ۱۷۔ عدالت العالیہ کے فیصلہ جات قطعی ہوں گے لیکن مابدولت و اقبال نے اختیارات شاہی کے نفاذ کے لئے جو ضابطہ جوڈیشل کمیٹی منظور فرمایا ہے اُس کی پابندی لازمی ہوگی۔

(مندرجہ جریدۂ اعلامیہ سرکار عالی مورخہ ۳۰ بہمن ۱۳۲۶ف جز و ثالث صفحہ ۸)

ب (نقل اڈرس)

بہ پیشگاہ اعلیحضرت بندگانعالی متعالی مدظلہم العالی

اظہار تشکر میر مجلس عدالت العالیہ۔ بہ موقع عطائے منشور خسروی بہ عدالت العالیہ

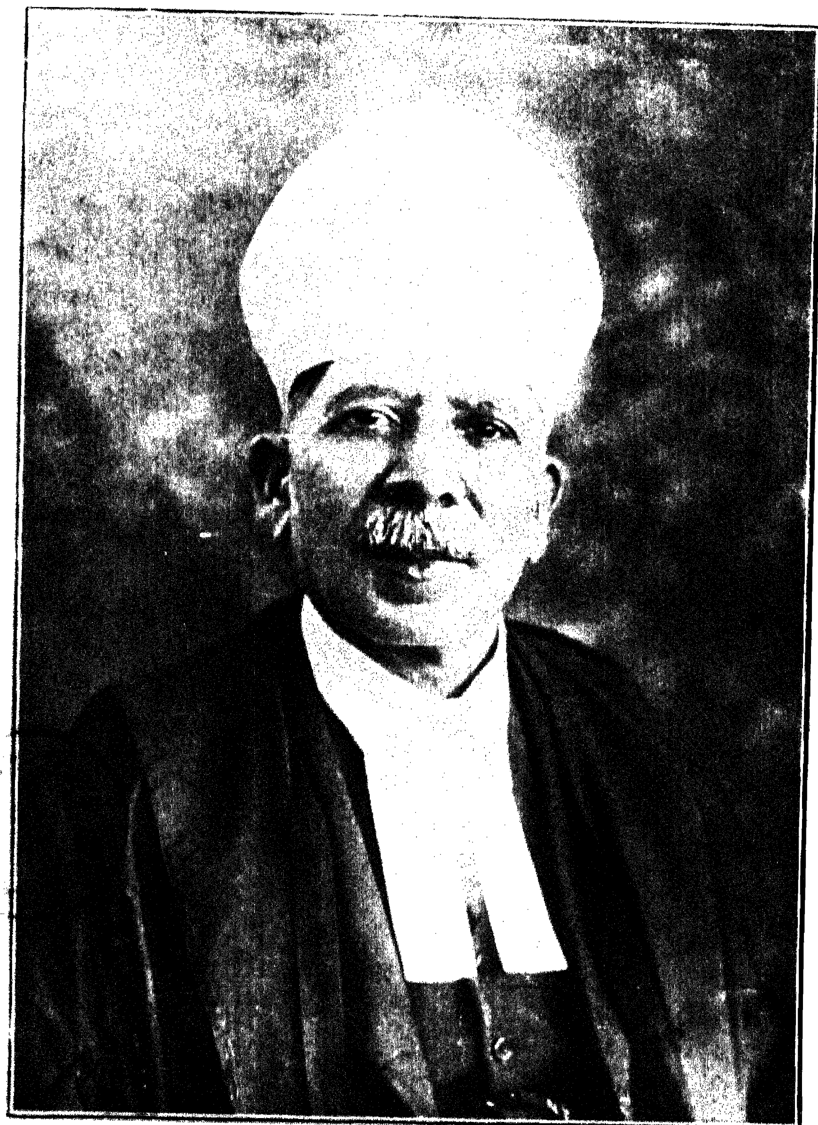
۱۵ شعبان ۱۳۴۴ھ روز دوشنبہ بمقام باغ عامہ حیدرآباد دکن

۱۔ ابھی تک عدالت العالیہ کا کام ایک ایسے دستور العمل کے موجب چلتا تھا جو کہ ۱۳۰۲ھ میں مرتب کیا گیا تھا اس دوران میں صیغہ عدالت کے نظم و نسق میں ایسے عظیم الشان تغیرات ہوگئے کہ وہ قدیم دستور العمل جس کی عمر زائد از چالیس برس کی ہوچکی ہے ان تغیرات کے بار کا متحمل نہ رہا تھا۔

۲۔ جیسا کہ اعداد سے ظاہر ہوتا ہے رعایائے سرکار عالی اپنے معاملات و تنازعات کو سرکار عالی کی عدالتوں میں بغرض انفصال دن بدن زیادہ رجوع کرتی جارہی ہے اور جو اعتماد ان کو سرکار عالی کی عدالتوں پر ہے اس میں بفضل خدا مجموعی حیثیت سے اضافہ ہوتا جارہا ہے اگر صرف گزشتہ سات برس کے اعداد کا مقابلہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ جبکہ ۱۳۲۰ف میں ممالک محروسہ کی تمام عدالتوں میں رعایا نے صرف دیوانی نمبری مقدمات بہ تعداد (۱۷۰۸۱) دائر کئے ۱۳۳۶ف میں (۲۵۸۵۷) ایسے مقدمات عدالتوں میں دائر کئے یعنی صرف اس قسم کے مقدمات میں (۴۴) فیصدی کا اضافہ ہوگیا۔ دیوانی نمبری مقدمات کی کثرت کا اثر آمدنی پر یہ پڑا کہ جبکہ



امیر کبیر نواب لطافت جنگ لطف الدولہ مرحوم
سابق صدر المہام عدالت و امور مذہبی



نواب مرزا یار جنگ بہادر بی۔اے۔ایل۔ایل۔بی
میر مجلس عدالت عالیہ۔ حال صدر المہام عدالت و امور مذہبی

۱۳۲۷ف میں ممالک محروسہ سرکار عالی کے صیغہ عدالت کی آمدنی (۱۰۶۱۳۱۹) روپیہ تھی سال گزشتہ یعنی ۱۳۳۴ف میں یہ آمدنی بڑھتے بڑھتے (۱۶۲۱۳۱۹) روپیہ تک پہنچ گئی جس کے معنی یہ ہیں کہ صرف گزشتہ سات برس میں صیغہ عدالت کی آمدنی میں (۵۲) فیصدی کا اضافہ ہوگیا۔ تنہا عدالت عالیہ میں ۱۳۲۷ف میں رعایا نے (۲۲۷۴) دیوانی و فوجداری مرافع و نگرانیاں دائر کی تھیں لیکن گزشتہ سال ۱۳۳۴ف میں انکی تعداد (۴۳۲۴) تک پہنچ گئی۔ یعنی عدالت عالیہ کے عدالتی کام میں گزشتہ سات برس کے درمیان تقریباً (۹۰) فیصدی اضافہ ہوگیا اور انتظامی کام کا دائرہ تو اس قدر وسیع ہوگیا ہے کہ اس میں سو فیصدی سے کہیں زائد اضافہ اسی قلیل مدت میں ہوگیا۔

۳۔ جیسا کہ میں عرض کرچکا ہوں قدیم دستور العمل اس روز افزوں ترقی کے بار کا متحمل نہ رہا تھا اور کام میں ہمیشہ تعویق کا اندیشہ رہتا تھا لہٰذا اس کے ترمیم کرنے کی ضرورت عرصہ سے محسوس ہو رہی تھی۔ چونکہ انصاف کا تعلق خاص بادشاہ کی ذات مبارک سے قریب ہوا کرتا ہے لہٰذا اعلیحضرت بندگانعالی نے عدالت عالیہ کی جدید تنظیم کو جس کا تعلق زائد از ایک کروڑ بنی نوع انسان کے درمیان نصفت و عدل سے تھا۔ لفظ "دستور العمل" سے موسوم کرنے کی بجائے (منشور خسروی) کے مبارک نام سے مفتخر و ممتاز فرمایا ہے۔

۴۔ آج جس منشور خسروی کے عطا فرمائے جانے کی عزت عدالت عالیہ کو حاصل ہوئی ہے اس میں اصولی امور طے فرمادئے گئے ہیں اور جزئیات کے متعلق من بعد مجلس وضع قوانین سرکار عالی

جلد از جلد ایک ایسا قانون متعلقہ عدالت عالیہ بہ متابعت احکام منشور خسروی مرتب کر کے بارگاہِ خسروی میں پیش کریگی جس سے عدالتی کام کے سرانجام پانے میں زیادہ سہولت ہو۔

۵۔ اس مبارک موقع پر ہم خدامانِ عدالت بکمالِ ادب بہ پیشگاہ خسروی اظہار تشکر کرتے ہیں اور خدائے ذوالجلال قادر مطلق سے دعا مانگتے ہیں کہ ہم کو اس قدر قوت عطا کرکہ ہم انصاف کی روشنی اس ریاست ابدمدت کے گوشہ گوشہ میں پہنچانے کی کوشش کریں۔ اور اپنے بادشاہ کے سایۂ عاطفت میں رہ کر بلا کسی خوف اور بلا امتیاز مذہب و ملت کے حسب ارشاد ربانی انصاف رسانی کے پاک فرض میں مشغول ہوں جس کا تحریری اقرار ہم نے آج حسبِ ہدایات منشور خسروی داخل کیا ہے اور اس طریقہ سے اپنے بادشاہ کی اُن کروڑوں رعایا میں امن و اماں قائم کرنے میں مدد دیں جن کے فائدہ کیلئے یہ سب کچھ کیا جا رہا ہے۔ ہماری آخری دُعا یہ ہے کہ اے خدائے عزوجل ہمارے بادشاہ کا سایہ ہم پر قائم و برقرار رکھ۔

ج - اقتباس ۔

وارنٹ آف پریسیڈنس (احکام متعلقہ نشست عمائد سلطنت برموقعہ دربار) منظورہ حضور ملک معظم شہنشاہ ہند

مصدرہ ۱۰ ر فبروری ۱۸۹۹ء

نوٹ - جو عہدے مملکت آصفیہ میں نہیں ہیں انکی جگہ معرا چھوڑ دی گئی ہے ۔

(۱) گورنر جنرل و السرائے ہند ....

(۲ و ۳) گورنر صوبہ جات مدراس ممبئی و بنگال

(۴) ....×........

(۵ و ۶) گورنر ممالک متحدہ و پنجاب و بہار و برہما

(۷) چیف جسٹس بنگال ....

(۸) ....×........

(۹) اراکین اکزیکیوٹو کونسل وائسرائے بہادر

(۱۰ و ۱۱ و ۱۲) ....×........

(۱۳) بنگال کے علاوہ دوسرے ہائیکورٹوں کے چیف جسٹس ۔

(۱۴ تا ۱۶) ....×........

(۱۷ و ۱۸) اراکین اکزیکیوٹو کونسل مدراس و ممبئی وغیرہ

(۱۹ و ۲۰ و ۲۱) ....×........

(۲۲) اراکین ہائیکورٹس ....

(۲۳ تا ۲۸) ....×........

(۲۹) ڈائرکٹر جنرل صاحبان

(۳۰ تا ۳۹) ....×........

(۴۰) صدر نظماء پولیس ....

(۴۱ تا ۶۶) ....×........

۳۔ عدالتوں کی موجودہ تنظیم و ترکیب و اختیارات

ریاست حیدرآباد میں عدالتوں کی سابقہ تنظیم کا ذکر کتاب ہذا کے باب سوم میں جو عدالتوں کے قیام و ارتقاء پر مشتمل ہے کیا جاچکا ہے۔ نیز باب ہذا میں ضمن اسکیم انتزاعِ اختیارات عدالتوں کی سابقہ تنظیم پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اب ممالک محروسہ سرکار عالی کی عدالتوں کی موجودہ تنظیم و ترکیب و عہدہ دارانِ متعلقہ کے اختیارات اور بالخصوص سنہ ۱۳۲۰ف م سنہ ۱۹۱۱ء سے (جو حضرت بندگانعالی کا سنہ جلوس ہے) ابتک عدالتوں میں جو کچھ تغیر و تبدل ہوا ہے اسکا مجمل ذکر کیا جاتا ہے۔

الف۔ منصفین

جیسا کہ قبل ازیں تحریر کیا جاچکا ہے پہلے پہل سنہ ۱۲۵۶ف م سنہ ۱۸۴۷ء میں کچھ منصف ماہوار یاب پچھتر روپیہ مقرر کئے گئے تھے۔ مگر سنہ ۱۲۸۴ف مطابق سنہ ۱۸۷۵ء کے کارگزار عہدہ دارانِ عدالت کی فہرست میں جو جوڈیشل رپورٹ سنہ ۱۲۹۴ف مطابق سنہ ۱۸۸۵ء میں دیگئی ہے ان منصفین کا کہیں پتہ نہیں چلتا۔ اس وقت تک دیوانی و فوجداری فرائض عہدہ دارانِ مال انجام دیا کرتے تھے سنہ ۱۲۹۴ف م سنہ ۱۸۸۵ء میں سمت اورنگ آباد میں (۱۴) منصف مامور کئے گئے۔ جہاں جہاں منصف مقرر ہوئے وہاں کے دوم و سوم تعلقداروں اور تحصیلداروں سے دیوانی اختیارات علیحدہ کردیے گئے۔ سنہ ۱۳۲۰ف م سنہ ۱۹۱۱ء میں ممالک محروسہ میں کل (۱۸) منصف کارگزار تھے۔ اُس وقت منصفوں کے دو گریڈ تھے۔ درجۂ اول کے منصفوں کی تنخواہ (۲۰۰) اور درجۂ دوم کی (۱۵۰) تھی۔

اِن منصفین کے اختیارات بھی بلحاظ تنخواہ کم و بیش تھے ۔ ۱۳۲۳ف م ۱۹۱۴ء میں کچھ جدید منصف مامور ہوئے اور ان کے تین دَرجے قرار پائے جنکی تنخواہ (۲۵۰) و (۲۰۰) اور (۱۵۰) روپیہ تھی انکے اختیارات دیوانی و فوجداری بھی اسی مناسبت سے تھے ۔ من بعد کچھ اور منصف مامور ہوئے حتیٰ کہ ۱۳۳۱ف م ۱۹۲۲ء سے قبل جبکہ اسکیم انتزاع اختیارات نافذ ہوئی منصفین کی کل تعداد (۳۹) تھی ۔ بوقتِ نفاذ اسکیم مذکور (۵۲) جدید منصف مامور کئے گئے ۔ جن میں (۲۲) عہدہ داران مال بھی شامل تھے جو صیغۂ عدالت میں منتقل کرلئے گئے ۔ نیز دیوانی بلدہ و فوجداری بلدہ کے نظماء سوم و چہارم و اسپیشل مجسٹریٹ ایلندو کو بھی منصفین کے طبقے میں منتقل کیا گیا ۔ اس طرح کل منصفین کی تعداد (۹۲) ہوگئی اور یہ تین درجے شکست کرکے ایک ہی دَرجہ کردیا گیا ۔ تمام منصفین کو اب درجۂ اول اور ضلع کے فوجداری اختیارات حاصل ہیں یعنی قید جس کی میعاد دو سال اور جرمانہ جس کی مقدار دو ہزار روپیہ سے زیادہ نہو اور تازیانہ (۳۰) ضرب تک ۔ دیوانی میں عموماً ایک ہزار روپیہ تک کے اختیارات ہیں مگر بروئے قانون عدالتہائے دیوانی مرممہ حالیہ (۲۰۰۰) دو ہزار روپیہ تک کے اختیارات دئے جاسکتے ہیں ۔ چنانچہ سمت ورنگل و میدک کے منصفین کو دو ہزار تک کے اختیارات حال ہی میں عطا ہوئے ہیں ۔ اور وکلاء درجۂ سوم کو (۱۰۰۰) تک کے مقدمات میں کام کرنے کا مجاز قرار دیا گیا ہے

منصفیوں کی تنخواہ کا عام گریڈ (۲۵۰) تا (۴۰۰) ہے جس میں ہر تین سال کے بعد (۲۵) کا اضافہ ہوتا ہے ۔ بیرسٹروں اور ایل ایل ۔ بی کامیاب منصفوں کی ابتدائی تنخواہ (۳۰۰) ہوتی ہے اور پھر ہر تیسرے سال (۲۵) کا اضافہ ہوتا ہے ۔ اسی طرح جن کا تقرر طبقہ وکلاء درجۂ اول سے

خدمت منصفی پر کیا جاتا ہے انکا زمانہ وکالت بھی زیادہ سے زیادہ چھ سال محسوب کیجا کر ابتدائی تنخواہ تین سو روپیہ اجرا ہوتی ہے۔ حیدرآباد سیول سروس کے کامیاب شدہ اشخاص اور مال کے منتقل شدہ عہدہ داروں کی تنخواہ کا میعار (۳۰۰ تا ۶۰۰) ہے جن کو ہر دو سال کے بعد (۵۰) کا اضافہ ملتا ہے۔

منصفین کی تجاویز کی ناراضی سے مرافعہ زائد ناظما، یا ناظم ضلع کے پاس ہوتا ہے۔ سابق میں منصفی کا مرافعہ اولی ضلع میں اور مرافعہ ثانی صدر عدالت میں اور مرافعہ ثالث عدالت عالیہ میں ہوتا تھا لیکن اب بموجب قانون نمبر ۲ سنہ ۱۳۴۰ف مرافعہ ثالث کا طریقہ موقوف کر دیا جا کر مرافعہ ثانی عدالت عالیہ میں پیش ہوتا ہے۔ مقدمات فوجداری جن میں (۶) ماہ یا اس سے کم سزائے قید دیگئی ہو اُنکا اپیل ضلع میں اور اس سے زیادہ سزا کے اپیل صدر عدالت میں دائر ہوتے ہیں۔

منصفوں کو اپنے عملہ میں ۳۰ تا ۶۰ تک تقرر کا اختیار حاصل ہے۔ انکی انتظامی تجاویز کی ناراضی سے صدر عدالت میں مرافعہ ہو سکتا ہے۔ یہ اپنے تعلقہ کے مہتمم محبس بھی ہوتے ہیں اور جن جن تعلقات میں سب رجسٹرار متقرر نہیں ہوتے ہیں وہاں پر سب رجسٹراری کا کام انکے تفویض ہے خدمت منصفی پر تقرر کیلئے ڈگریات قانونی و تجربہ علمی کے لزوم کا ذکر باب ہذا کے ضمن (۵) میں کیا گیا ہے۔

ب۔ زائد ناظما عدالت ضلع

محکمہ مال کو عدالتی کام کی انجام دہی کیلئے زمانہ قدیم میں مددگار دئے جاتے تھے جو

عدالتی عہدہ داروں کے تقرر کے بعد باقی نہیں رہے۔ سنہ ۱۳۲۰ف م ۱۹۱۱ء میں سمت ورنگل کے تینوں اضلاع ورنگل۔ کریم نگر۔ آصف آباد میں جہاں نظماء دیوانی ضلع مامور نہ تھے تین مددگار عدالت اول تعلقداروں کے تحت میں عدالتی کام کیا کرتے تھے۔ سنہ ۱۳۲۳ف م ۱۹۱۴ء میں اضلاع مذکور میں بھی نظماء دیوانی کا تقرر عمل میں آیا۔ اور یہ مددگار باقی نہ رہے۔

سنہ ۱۳۳۱ف م ۱۹۲۲ء میں (۸) زائد نظماء کا تقرر ہوا جو بہ حیثیت مددگار ناظم ضلع کام کرتے ہیں۔ انکی تعیناتی ایسے اضلاع میں کیجاتی ہے جہاں کام کی کثرت ہو۔ انکے اختیارات دیوانی و فوجداری وہی ہیں جو نظماء ضلع کے ہیں یعنی دیوانی میں دس ہزار (۱۰۰۰۰) تک کی مالیت کے مقدمات کی سماعت کر سکتے ہیں۔ لیکن حالیہ ترمیم کے لحاظ سے عدالت عالیہ زائد نظماء ضلع کو بھی بیس ہزار (۲۰۰۰۰) تک کے مقدمات دیوانی کی سماعت کی اجازت عطا فرما سکتی ہے۔ فوجداری میں قید جس کی میعاد چار سال اور جرمانہ جس کی مقدار پانچ ہزار روپیہ (۵۰۰۰) سے زاید نہ ہو اور تازیانہ کی سزا بھی دیسکتے ہیں۔

ان کی تجاویز کی ناراضی سے مرافعہ صدر عدالت میں ہوتا ہے اور منصفین کے فیصلوں کا مرافعہ یہ سماعت کر سکتے ہیں۔ زائد نظماء انہی مقدمات اور مرافعات کی سماعت کرتے ہیں جو ناظم ضلع متعلقہ ان کے تفویض کرے۔ انکے فرائض میں دورہ داخل نہیں ہے انکی تنخواہ بلا گریڈ کے پانچ سو (۵۰۰) ماہانہ ہے۔ عدالت عالیہ کے مددگار معتمد کا بھی یہی گریڈ ہے۔ اس طرح زائد نظماء کی جملہ تعداد اس وقت (۹) ہے۔

ج ۔ نظماء عدالت ضلع

سابق میں اول تعلقداران اضلاع نظماء فوجداری ضلع بھی ہوا کرتے تھے ۔ بجز بسمت ورنگل کے تینوں ضلعوں کے باقی بارہ ضلعوں میں نظمائے دیوانی بھی مامور تھے جو فوجداری اختیارات کے لحاظ سے جائینٹ مجسٹریٹ کہلاتے تھے ۔ ورنگل کے تین اضلاع میں اول تعلقدار ناظم دیوانی کے فرائض بھی انجام دیا کرتے تھے اور انکی امداد کیلئے ایک ایک مددگار عدالت بھی مامور تھا ۔ ۱۳۲۳ف م ۱۹۱۴ء میں ان اضلاع کیلئے بھی ایک ایک ناظم دیوانی کا تقرر ہوا ۔ مددگاران برخاست کردئے گئے اور اول تعلقداروں کے دیوانی اختیارات باقی نہ رہے ۔ مگر وہ فوجداری اختیارات مثل دیگر تعلقداروں کے بدستور استعمال کرتے رہے ۔ ۱۳۳۱ف م ۱۹۲۲ء میں تمام اول تعلقداروں سے فوجداری اختیارات لے لئے گئے ۔ اب ہر ضلع میں ایک ایک ناظم ضلع ہے ۔ ناظم دوم فوجداری بلدہ اور اسپیشل مجسٹریٹ اضلاع بھی ناظم ضلع کے درجے کے عہدہ دار ہیں ۔ اس طرح کل نظماء کی تعداد (۱۷) ہے ۔ نظماء ضلع ڈسٹرکٹ جج و ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ دونوں حیثیتیں رکھتے ہیں اور بہ تعلق محکمہ رجسٹریشن یہ رجسٹرار ضلع بھی ہوتے ہیں ۔ بہ حیثیت ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ چار سال تک قید کی سزا اور جرمانہ جس کی مقدار پانچ ہزار روپیہ (۵۰۰۰) سے زیادہ نہو ۔ اور سزاء تازیانہ بھی دیسکتے ہیں ۔ ابتک انکو بہ صیغہ دیوانی عام طور سے دس ہزار تک کی مالیت کے مقدمات کی سماعت کا اختیار تھا ۔ لیکن اب مرمہ قانون عدالتہائے دیوانی نشان (۲) بابتہ ۱۳۴۴ف م ۱۹۳۵ء کی روسے بلحاظ ضرورت ان کو بیس ہزار روپیہ تک کی سماعت کے اختیارات عدالت عالیہ دیسکتی ہے ۔

چنانچہ صوبۂ ورنگل و میدک کے نظماء ضلع کو امتحاناً یہ اختیارات دیدئے گئے ہیں۔ نظماء ضلع کی تجاویز کی ناراضی سے مرافعہ ناظم صدر عدالت کے پاس پیش ہوتا ہے۔ نظماء ضلع منصفین کے ایسے مقدمات کا مرافعہ سماعت کر سکتے ہیں جن میں چھ ماہ سے زاید سزا نہو۔ صیغۂ انتظامی نظماء ضلع کو اپنے عملہ میں (۳۰ تا ۶۰) کے اہلکار کے تقرر کا اختیار ہے۔

بوجہ تقرر انسپکٹنگ افسر صاحب اب نظماء ضلع بعد حصول اجازت ہائیکورٹ بغرض تنقیح دفاتر منصفین دورہ کر سکتے ہیں۔ انکی تنخواہ کا اسکیل (۵۰۰ $\frac{۵۰}{۲}$ ۸۰۰) ہے۔ اضافہ گریڈ کیلئے زاید نظامت و منصفی کا زمانہ بھی محسوب ہو سکتا ہے۔ جن نظماء کا تقرر راست طبقۂ وکلا سے عمل میں آئے اضافہ گریڈ کیلئے اُسی قدر زمانہ وکالت محسوب ہوگا جس قدر عدالت عالیہ نے فرداً فرداً اجازت دی ہو بشرطیکہ اسکی مجموعی مدت اُس زمانہ سے متجاوز نہو جو انکی کامیابی امتحان و وکالت و تاریخ تقرر کے درمیان گزرا ہو۔ ہائیکورٹ اپنے صوابدید سے ۵ سال تک احتساب کی اجازت دے سکیگا۔ اس سے زیادہ زمانۂ وکالت کو ملازمت میں محسوب کرنا ہو تو سرکار عالی کی منظوری بواسطۂ فینانس حاصل کرتی ہوگی۔ ایسے عہدہ داران کی قابل وظیفہ مدت ملازمت میں وہ زمانہ بھی محسوب ہوگا جو انہوں نے پیشۂ وکالت میں صرف کیا ہو۔ لیکن یہ مدت کسی حالت میں (۸) سال سے زائد نہوگی۔ اگر (۵) سال کی ملازمت ختم ہونے کے قبل وظیفہ پر علیحدہ ہو جائیں تو ہر سال کی بابتہ ایک ماہ کی تنخواہ بطور انعام دیجائیگی اور کوئی وظیفہ قابل ایصال نہوگا۔

د۔ زاید نظماء اسمات وران کے مماثل گریڈ کے دیگر عہدہ داران

سابق میں جب سمت ورنگل میں صوبہ داروں کو سشن جج کے اختیارات حاصل تھے اس وقت وہاں صرف ایک زاید سشن جج یعنی صدر مددگار مامور تھے۔ سنہ ۱۳۲۶ف م سنہ ۱۹۱۷ء میں صدر عدالت اورنگ آباد کیلئے ایک زاید سشن جج کا تقرر ہوا پھر سنہ ۱۳۳۲ف م سنہ ۱۹۲۳ء میں صدر عدالت گلبرگہ شریف میں بھی ایک زائد ناظم سمت مقرر کئے گئے۔ من بعد صدر عدالت میدک میں ایک "آنریری اڈیشنل سشن جج" مامور ہوئے۔ زاید نظماء اسمات بجز سزائے موت اور حبس دوام کے ہر سزائے جائز کا حکم دیسکتے ہیں۔ جس کی میعاد سات سال سے زاید نہو۔ اگر چار سال سے زائد ہو تو ایسی سزا کا نفاذ بعد منظوری عدالت سشن ہوتا ہے۔ دیوانی میں مثل نظماء اسمات کے انکے اختیارات غیر محدود ہیں مگر یہ صرف اُن ہی مقدمات کی سماعت کرتے ہیں جو نظماء اسمات انکے تفویض کریں۔ انکے فرائض میں دورہ داخل نہیں ہے اور تنخواہ بلا گریڈ کے نوسو روپیہ ہے۔ اس وقت تک ایک زائد ناظم سشن اورنگ آباد میں اور ایک گلبرگہ شریف میں متعین ہیں۔ انکے علاوہ ایک اعزازی زاید ناظم سشن عدالت میدک میں مامور و کارگزار ہیں۔ محکمہ سرکار صیغہ عدالت کے ایک مددگار معتمد ہیں جن کا گریڈ (للہ تا الـــ) ہے۔

زاید نظماء اسمات کے کیڈر میں حسب ذیل اور پانچ (۵) عہدہ دار ہیں۔

(۱) معتمد عدالت عالیہ | سنہ ۱۲۹۳ف تک عدالت میں معتمدی کی خدمت نہ تھی۔ صرف ایک مہتمم فرائض معتمدی انجام دیا کرتے تھے۔ سنہ ۱۲۹۳ف میں معتمد کی جائداد منظور ہوئی۔ اور اس وقت سے نظماء عدالتہائے ضلع کے مماثل درجہ کے عہدہ دار اس پر مامور ہوتے تھے جن کی تنخواہ (ســاو)

درجہ اول کے نظماء ضلع کے مماثل تھی۔ ۱۳۳۱ف میں جب ٹائم اسکیل نافذ ہوا تو نظماء ضلع کی تنخواہ کا گریڈ (۸۰۰...۵۰ ۲/۱...۵۰۰) قرار دیا گیا اور یہی گریڈ معتمد عدالت عالیہ کیلئے تجویز کیا گیا۔ چنانچہ ۱۳۳۵ف تک اس خدمت پر نظماء ضلع ہی سے کسی ایک کی تعیناتی ہوتی رہی۔ سنہ مذکور میں جب بربنا تحریک جناب میر مجلس صاحب اس جائداد کی تنخواہ مثل زاید نظماء سشن نوسو روپیہ قرار دیگئی تو معتمد کا شمار زائد نظماء سشن کے کیڈر میں ہوگیا مگر باوجود اس کے بجائے زائد نظماء سشن میں سے خدمت معتمدی پر کسی کا انتخاب کرنے کے جونیر نظماء ضلع ہی کا انتخاب ہونے لگا جس کی وجہ سے اہل و سینیر نظماء ضلع کی سینیارٹی اور حقوق بلاوجہ متاثر ہونے لگے۔ اور جونیر اشخاص کو بمقابلہ سینیر نظماء ضلع زائد نظماءت سشن کا گریڈ ملنے کے مواقع حاصل ہوگئے۔ اس وجہی شکایت کو رفع کرنے کی غرض سے اب ۱۳۴۵ف سے اس طریقہ سابقہ کو موقوف کرکے زائد نظماء سشن ہی سے معتمدی پر انتخاب ہونے لگا ہے۔ بروئے قواعد تقرر معتمد کا انتخاب جناب میر مجلس صاحب کا اختیاری ہے۔

برٹش انڈیا میں عموماً سینیر سشن جج ہی ہائیکورٹ کا معتمد بنایا جاتا ہے۔ وہاں معتمد کو بہت کچھ اختیارات حاصل ہیں لیکن ہمارے ہاں معتمد عدالت عالیہ کے انتظامی اختیارات کی کہیں صراحت نہیں کیگئی ہے۔ البتہ بالواسطہ عدالتہائے ممالک محروسہ کے تمام انتظامی معاملات میں ان کا دخل رہتا ہے اور جلسۂ انتظامی میں وہ بلحاظ ذمہ داری ہر معاملہ میں اپنی رائے پیش کرتے ہیں۔

ہمارے ہاں قانون عدالت عالیہ کی رو سے صرف قائم مقامی وولایت کی کارروائیاں معتمد عدالت عالیہ کے اجلاس سے فیصل ہوتی ہیں۔ میں نے اپنے زمانۂ معتمدی میں بعض

اختیارات عدالتی QUASI JUDIAIAL PAWAS کی سپردگی کے متعلق مدراس ہائیکورٹ کے قواعد وضوابط کا غائر مطالعہ کرنے کے بعد صیغۂ ابتدائی و صیغہ مرافعہ کے قواعد کی نسبت ایک بسیط مسودہ مرتب کرکے جناب میر مجلس صاحب کے ملاحظہ میں پیش کیا تھا۔ اگر مجوزہ قواعد منظور ہو گئے تو ہمارے اراکین عدالت عالیہ کا بہت کچھ بیش قیمت وقت بچ جائیگا کیونکہ معتمد اکثر و بیشتر ایسے کارروائیوں کا تصفیہ تو وہی کر سکیں گے چنانچہ اس مفید نتیجہ کے مدنظر جناب میر مجلس صاحب نے میری اس تحریک کو پسند فرما کر بلحاظ اضافہ اختیارات معتمد کے گریڈ کو ناظمائے سشن کے گریڈ کے مماثل قرار دینے کی تحریک جوڈیشل رپورٹ بابتہ ۱۳۴۳ف میں فرمائی۔

(۲) ناظم اول عدالت دیوانی بلدہ و نوٹیری پبلک | ناظم اول عدالت دیوانی بلدہ کو زر نقد دس ہزار روپیہ یا اسی قدر مالیت کے مقدمات کی سماعت کا اختیار ہے جس میں بروئے قانون مرممہ حالیہ (۲۰۰۰۰) تک توسیع کی گنجایش ہے۔ ناظم اول کے تحت تین ناظم اور ہیں۔ ناظم دوم زائد ناظم ضلع کے درجہ کے عہدہ دار ہیں۔ ان کو بھی (۱۰۰۰۰) ہزار تک کے اختیارات ہیں ناظم سوم و چہارم منصفین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ مگر ان کو (۵۰۰۰) ہزار روپیہ یا اسی قدر مالیت تک کے مقدمات کی سماعت کا اختیار حاصل ہے۔ ناظم اول و دوم اپنے ماتحت ناظم سوم و چہارم کے ان مرافعات کی بھی سماعت کرتے ہیں جن کی مالیت پانچ ہزار سے زائد نہو۔ ناظم اول و دوم کے تجاویز کا مرافعہ عدالت عالیہ میں ہوتا ہے۔ عدالت دیوانی بلدہ میں دو ایک آنریری جج بھی متعین رہتے ہیں جن کو (۱۰۰ اور ۵۰۰) تک دیوانی اختیارات دئے جاتے ہیں۔

ہمارے قوانین میں نوٹری پبلک Notary Public یعنی مصدق دستاویزات کے متعلق احکام موجود تھے مگر ان اختیارات کے استعمال کی نوبت کبھی نہیں آئی تھی۔ ۴۲-۱۳۴۱ف م ۱۹۳۳ء میں الحاق رقبہ رزیڈنسی کے بعد ہی جبکہ مجھے نظامت اول عدالت دیوانی بلدہ پر بھیجا گیا تو باضابطہ طور پر ان اختیارات کا استعمال شروع کر دیا گیا۔ چنانچہ اس کام کیلئے ایک خاص مہر تیار کرائی گئی اور ان تمام مقدمات کا باضابطہ طور پر ریکارڈ رکھا جانے لگا اس انتظام سے بنکوں اور مہاجنوں کو وہ تمام سہولتیں حاصل ہوگئیں جو برٹش انڈیا کے بڑے بڑے شہروں میں حاصل ہیں۔

(۳۳) **ناظم اول عدالت فوجداری بلدہ** عدالت فوجداری کے ناظم اول کے اختیارات وہی ہیں جو ناظم عدالت ضلع کے ہیں۔ ان کے تحت تین ناظم اور ہیں۔ ناظم دوم بھی عدالت ضلع کے درجہ کے عہدہ دار ہیں۔ ناظم سوم وچہارم کا تعلق منصفین یعنی مجسٹریٹ حصہ ضلع کے طبقے سے ہے۔ ناظم اول عدالت فوجداری کو ایک سو روپیہ ماہوار الونس سواری بھی ملتا ہے۔ ناظم اول ودوم ان مرافعات کی سماعت کرسکتے ہیں جن میں چھ ماہ سے زیادہ قید کی سزا نہ دیگئی ہو۔ انکے تجاویز کا مرافعہ راست عدالت عالیہ میں ہوتا ہے۔ اس عدالت سے مقدمات سشن عدالت عالیہ کے اجلاس ابتدائی میں سپرد کئے جاتے ہیں۔

(۳۴) **ناظم عدالت دارالقضا بلدہ** عدالت دارالقضا کے ناظم کے روبرو مسلمانوں کے ازدواجی مقدمات مثل مہر و ترکہ۔ ثبوت نسب۔ حضانت۔ طلاق وخلع وغیرہ پیش ہوتے ہیں۔

ان معاملات میں ناظم دار القضاء کے اختیارات غیر محدود ہیں۔ ان کے تجاویز کا اپیل راست عدالت عالیہ میں ہوتا ہے۔

(۵) زائد ناظم عدالت مطالبات خفیفہ مستقر بلدہ | زائد ناظم عدالت مطالبات خفیفہ کو فی الحال مقدمات زرِ نقد مالیتی (صماء) کے انفصال کا اختیار حاصل ہے۔ ان کے فیصلوں کا اپیل نہیں ہوسکتا۔

ھ۔ نظماء اسمات (نظماء صدر عدالت و سشن)

سابق میں صوبہ داران مال ہی ناظم سمت یا سشن جج ہوا کرتے تھے۔ بعد ازاں سمت اورنگ آباد و گلبرگہ شریف میں دو عہدہ دار بہ حیثیت سشن جج مامور ہوئے لیکن سمت ورنگل و میدک میں حسب سابق صوبہ داران مال ہی سشن ججی کے فرائض انجام دیتے رہے ۱۳۲۳ف م ۱۹۱۴ء میں سمتِ ورنگل و میدک میں بھی سشن جج مقرر کیئے گئے۔ اور صوبہ داروں سے عدالتی کام کا تعلق باقی نہ رہا۔ ورنگل کی زائد سشن ججی جس کو صدر مددگاری کہا کرتے تھے برخواست کردی گئی۔ اس وقت چاروں اسمات میں چار سشن جج مامور ہیں جن کے اختیارات صیغہ دیوانی بہ لحاظ مالیت غیر محدود ہیں۔ فوجداری میں ہر سزاء جائز کا حکم دیسکتے ہیں۔ دس سال سے زیادہ قید کی صورت میں اجلاس متفقہ عدالت عالیہ کی منظوری حاصل کیجاتی ہے۔ قید دوام کی صورت میں سرکار کی۔ اور سزائے موت کی صورت میں بندگان اعلیحضرت کی منظوری ضروری ہے۔

نظماء سشن کی تنخواہ کا اسکیل (۱۰۰۰ — $\frac{100}{2}$ — ۱۴۰۰) ہے۔ پہلے ۱۹ سال تک

الت تنخواہ پاتے ہیں اسکے بعد ہر دو سال کو ایک ایک سو روپیہ کا اضافہ ہو کر ختم ۳۲ سال پر
چودہ سو روپیہ پاتے ہیں۔ اضافہ جات مذکور پانے کیلئے ان کا زمانہ ملازمت نظامت صلع یا منصفی
وغیرہ بھی شمار ہو سکتا ہے۔ جن نظمائے سماعت کا تقرر راست طبقہ وکلا، سے ہو انکے اضافہ گریڈ و
وظیفہ سے وہی قواعد متعلق ہیں جو نظمائے صلع کیلئے مقرر ہیں جن کا تذکرہ فقرہ (ج) میں کیا گیا ہے۔

و۔ ناظم عدالت مطالبات خفیفہ

نظمائے سشن کے طبقے کے ایک عہدہ دار ناظم عدالت خفیفہ بلدہ بھی ہیں۔ ساہو کاروں
اور تجارت پیشہ لوگوں کی سہولتوں اور ملک کے کاروبار کی ترقی کی غرض سے اولاً ۱۳۳۸ف میں ناظم اول
دیوانی بلدہ کو مقدمات زر نقد میں (۵۰۰) روپیہ تک مقدمات مطالبات خفیفہ کی سماعت کے
اختیارات دئے گئے تھے۔ لیکن بلدہ حیدرآباد جیسے بڑے شہر میں ساہو کاروں بیوپاریوں اور تاجروں
کی ضروریات کی تکمیل اس سے نہیں ہو سکتی تھی۔ علاوہ ازیں ۱۳۴۲ف م ۱۹۳۳ء میں جب علاقہ زرتیلینی
کا الحاق عمل میں آیا تو چونکہ علاقہ مذکور میں ساہو کار و مہاجن بکثرت آباد ہیں اور روپیہ کا لین دین بھی
وہاں بہت زیادہ ہوتا رہتا ہے اسلئے اسکی سخت ضرورت تھی کہ بلدہ میں ایک علیحدہ "عدالت خفیفہ"
قائم کر دیجائے تاکہ طبقہ مذکور بلا تکلف و تامل زر نقد کے مقدمات دائر کر سکے۔ چنانچہ عدالت عالیہ
کی تحریک پر آخر ۱۳۴۲ف م ۱۹۳۳ء میں یہاں ایک علیحدہ اور مستقل عدالت مطالبات خفیفہ قائم کی جاکر
اس پر مولوی ابو سعید مرزا صاحب بیرسٹرایٹ لا سشن جج کا تقرر عمل میں آیا۔ جن کو (۱۵۰۰) روپیہ تک
اختیارات خفیفہ عطا کئے گئے ہیں اور قانون مطالبات خفیفہ میں گنجائش ہے کہ آئندہ بلحاظ ضرورت

ان اختیارات میں دو ہزار تک توسیع کی جا سکے۔ صاحب موصوف کی دلچسپی اور حسن کارگزاری کی وجہ سے یہ انتظام اس درجہ کامیاب ثابت ہوا کہ کچھ ہی عرصہ بعد مرجوعہ میں غیر متوقع اضافہ کی وجہ سے ایک اور ناظم کی ضرورت داعی ہوئی چنانچہ زائد ناظم صوبہ کے گریڈ کے عہدہ دار مولوی محمد بہائی صاحب بی۔ اے۔ ال ال۔ بی خدمت زائد نظامت خفیفہ پر مامور کئے گئے۔ اضلاع میں بھی بنظر سہولت رعایا و ترقی کاروبار تجارت تقریباً تمام نظماء ضلع کو بقدر ایک صد اور اکثر منصفین کو بلحاظ ضرورت (۵۰) روپیہ تک اختیارات دئے گئے ہیں جن میں بصورت ضرورت علی الترتیب (۵۰۰) روپیہ اور (۱۰۰) روپیہ تک اضافہ کیا جا سکتا ہے۔

بہ صیغہ انتظامی نظماء سمت کو اپنے دفتر میں (۸۰) روپیہ ماہوار تک اور تحت کی عدالتوں میں ناظران ضلع اور سررشتہ داران منصفی (جن کی ماہوار (۷۰) اور (۸۰) روپیہ ہے) کے تقرر اور تبدیل و تعطل کا اختیار حاصل ہے۔ نظماء سمت کی انفصالی و انتظامی تجاویز کی ناراضی سے مرافعہ جات عدالت عالیہ میں ہوتے ہیں۔

ز۔ نظماء عدالت آرائش بلدہ

بہ ضمن آرائش بلدہ معاوضہ و قبضہ املاک وغیرہ کے متعلق جو نزاعات تصفیہ طلب ہوتے ہیں انکے لئے دو ناظم مقرر کئے گئے ہیں علاقہ صرفخاص مبارک کی اراضی و املاک کے معاوضہ کا تصفیہ اول تعلقدار صاحب باغات جو اس علاقہ کے ناظم آرائش بلدہ بھی ہیں کرتے ہیں۔ علاقہ دیوانی کی املاک کا تصفیہ کمشنر صاحب صیغہ صفائی بلدہ کے تفویض ہے اور وہ اس علاقہ کے

ناظم آرائش بلدہ کہلاتے ہیں۔ ان ہر دو نظماء کی تجاویز کی ناراضی سے عدالت عالیہ میں مرافعات پیش ہوتے ہیں۔

توضیحاً ملاحظہ ہو باب سوم فقرہ نمبر (۱) ضمن (ج)

ح۔ عدالت عالیہ یا ہائیکورٹ

عدالت عالیہ کا ذکر باب سوم میں تفصیل کے ساتھ کیا جاچکا ہے اس موقعہ پر صرف اس قدر واضح کر دینا مناسب ہے کہ جب عدالت عالیہ کی رائے کسی ملزم کی نسبت سزائے موت کی ہو تو بارگاہِ جہاں پناہی کی منظوری بتوسط محکمہ سرکار اور حبس دوام کی رائے ہو تو (مدار المہام صدر اعظم) بہادر کی منظوری حاصل کیجاتی ہے۔

ط۔ جوڈیشل کمیٹی

سابق میں مقدمات منفصلہ اجلاس کامل عدالت عالیہ کی نسبت حضرت بندگانعالی اپنے شاہی اختیارات استعمال فرمایا کرتے تھے چنانچہ قانونچہ مبارک حصہ اول مجریہ ۲ اسفندار ۱۳۰۲ف کے دفعہ ۱۰ میں یہ ارشاد ہوا ہے کہ :۔

"تاوقتیکہ جوڈیشل کمیٹی قائم کیجائے مابدولت ازروئے اختیارات شاہی مقدمات منفصلہ اجلاس کامل میں اپنے شاہی اقتدرات استعمال کر سکتے ہیں"

من بعد ۱۹ ماہ تیر ۱۳۲۰ف میں جب دستور العمل معین المہامان نافذ ہوا تو عدالت عالیہ کے اجلاس کامل کی تجاویز کے مرافعات کی سماعت کا حسب ذیل طریقہ مقرر کیا گیا۔

"بغرض نفاذ اختیارات شاہی ایسے فیصلہ جات اجلاس کامل مجلس عالیہ عدالت کی ناراضی سے

جنکی مالیت بصیغہ دیوانی دس ہزار روپیہ سے زیادہ ہو اور بصیغہ فوجداری پانچ سال قید سے زیادہ سزا دگئی ہو وہ تمام اپیلیں وزیر صیغہ عدالت کے سامنے پیش ہونگی اور وہ مجاز ہونگے کہ اگر تمامی کارروائی پر غور کرنے کے بعد فیصلہ مجلس عالیہ عدالت قابل دست اندازی خیال کریں تو اپنی رائے کے ساتھ اس کو نواب مدار المہام سرکار عالی کے سامنے پیش کردیں اور اگر نواب مدار المہام سرکار عالی کو بھی اُن کی رائے سے اتفاق ہو تو وہ ایسے پانچ عہدہ داروں کی ایک کمیٹی کے انعقاد کا حکم دینگے جو ارکان مجلس سے کم مرتبہ نہوں اور وہ فریقین کی بحث سننے کے بعد اپنی رائے نواب مدار المہام بہادر کے ملاحظہ میں پیش کرے اور نواب مدار المہام بہادر اس کو بغرض منظوری حضرت اقدس واعلیٰ میں پیش کریں"۔ (دستور العمل معین المہام باب چہارم دفعہ ۶۳)

سنہ ۱۳۲۲ف م سنہ ۱۹۱۳ء تک بجز طریقہ بالا کے عدالت عالیہ کی تجاویز کی ناراضی سے مرافعہ دائر کرنے کے کوئی خاص قواعد منضبط نہ تھے۔ سنہ ۱۳۲۳ف م سنہ ۱۹۱۴ء میں قانون نشان (۱) بابتہ سنہ ۱۳۲۳ف بنام "ضابطہ جوڈیشل کمیٹی" نافذ ہوا جس کی رو سے دس ہزار روپیہ سے زیادہ مالیت کے یا خاص اہمیت رکھنے والے دیوانی مقدمات کا مرافعہ جوڈیشل کمیٹی میں نہ ہوسکے گا اور بصیغہ فوجداری ہر شخص جسے مجلس عالیہ عدالت نے سزائے موت یا حبس دوام کے سوا کوئی اور سزا دی ہو اُس حکم کی ناراضی سے باجازتِ خاص جوڈیشل کمیٹی میں مرافعہ کرسکے گا۔

مقدمات متذکرۂ صدر کے مرافعات کی سماعت کیلئے عالیجناب صدر اعظم بہادر

(مدار المہام سرکار عالی) جو کبھی منعقد فرماتے ہیں وہ جوڈیشل کمیٹی کہلاتی ہے۔ یہ تین یا پانچ ارکان پر مشتمل ہوتی ہے جن میں ایک مشیر قانونی اور کم از کم دو ایسے ارکان عدالت عالیہ شریک کئے جاتے ہیں جنہوں نے فیصلہ زیر مرافعہ صادر نہ کیا ہو۔ ایسا رکن نہ ملنے کی صورت میں سرکار کسی ایسے عہدہ دار کو شریک کمیٹی فرماتے ہیں جن کی تنخواہ اراکین عدالت عالیہ سے کم نہ ہو۔

درخواست مرافعہ رجسٹرار جوڈیشل کمیٹی کے پاس پیش ہوتی ہے۔ اور بعد طلبی امثلہ باطلاع فریق مشیر قانونی کی رائے کے ساتھ مدار المہام سرکار عالی (صدر اعظم بہادر) کے ملاحظہ میں پیش کر دیجاتی ہے۔ اگر مقدمہ نمبر پر لینے کے قابل ہوتا ہے تو بتوسط مدار المہام سرکار عالی حضرت اقدس و اعلیٰ کی منظوری حاصل کرکے سماعت مقدمہ کیلئے کمیٹی مقرر کیجاتی ہے اور ارکان جوڈیشل کمیٹی کی آراء بتوسط مدار المہام سرکار عالی (صدر اعظم بہادر) بارگاہ خسروی میں گزران کر منظوری حاصل کیجاتی ہے اور نتیجہ سے عدالت عالیہ کو مطلع کیا جاتا ہے۔ مقدمات فوجداری میں مقدمہ نمبر پر آنے کے قبل یا بعد ملزم کو مچلکہ معہ ضمانت یا بلا ضمانت پر رہا کرنیکا اختیار مدار المہام سرکار عالی (صدر اعظم بہادر) کو حاصل ہے۔

۴۔ برٹش انڈیا کی سیول جسٹس کمیٹی کی تجاویز کا نفاذ حیدرآباد میں

برٹش انڈیا میں یہ عام شکایت تھی کہ مقدمات جلد تصفیہ نہیں پاتے جس سے اہل مقدمات کو کثیر مصارف و سخت پریشانیاں لاحق ہوتی ہیں لارڈ ریڈنگ جو انگلستان کے ایک

مشہور و معروف چیف جسٹس تھے جب آپ بہ حیثیت وائسرائے ہندوستان تشریف لائے تو جناب ممدوح نے زیادتی دورانِ مقدمات کے اسباب معلوم کرنے اور مقدمات کے جلد تر فیصلہ کرنے کی تدابیر پر غور کرنے کیلئے کلکتہ ہائیکورٹ کے چیف جسٹس دی آنریبل سر جارج کلاس رینکن کے زیر صدارت ایک کمیشن بنام "سیول جسٹس کمیٹی" CIVIL JUSTICE COMMITTEE مقرر فرمایا جس کے اراکین بعض ہائیکورٹس کے حکام اور دیگر قابل عہدہ داران عدالتی و وکلاء تھے اس کمیٹی نے برٹش انڈیا کے مختلف صوبہ جات کا دورہ کیا۔ شہادتیں قلمبند کیں۔ مختلف عدالتوں سے ضروری مواد حاصل کیا اور ایک سال کی محنت شاقہ کے بعد ایک مبسوط رپورٹ مرتب کی جس میں ایسے تجاویز پیش کی گئیں جن پر عمل کرنے سے دورانِ مقدمات میں معتدبہ کمی ہو سکے۔ یہ رپورٹ ۶۴۹ صفحات کی ایک ضخیم کتاب ہے جو تقریباً ۳ لاکھ روپیہ کے صرفہ اور متعدد قابل دماغوں کی فکر کا نتیجہ ہے

یہ امر لائق تذکرہ ہے کہ کمیٹی مذکور کی تجاویز نے ہنوز برٹش انڈیا میں پورے طور پر عملی صورت اختیار نہیں کی تھی کہ جناب میر مجلس صاحب نے ان بیش بہا تجاویز سے مستفید ہونے کے موقع کو اپنے ہاتھ سے جانے نہ دیا بلکہ ممالک محروسہ کے معاشی و اقتصادی حالات پر غور کرنے کے بعد ضروری ترمیم و اضافہ کے ساتھ ان تجاویز کو عملی جامہ پہنانے کا ارادہ فرما کر رپورٹ مذکور کے غائر و کامل مطالعہ کے بعد ایک تفصیلی مسودہ تیار کیا جس میں (۲۱) مختلف ابواب قائم کر کے ان کے ضمن میں متعدد امور کے متعلق اصلاحات تجویز کیں۔ یہ مسودہ ایک کتابی شکل میں طبع کرا کے

تمام ممالک محروسہ سرکار عالی کے عہدہ داران عدالت و نیز سر برآوردہ وکلا ئیں بغرض حصول آرا گشت کرایا گیا۔ ان کے جوابات نے ایک ضخیم مثل کی صورت اختیار کر لی۔ ان سب پر غور اور چھان بین کرنے کے بعد ایک تفصیلی گشتی جاری کی گئی جو گشتی نشان ۴ بابتہ ۱۳۳۸ف م ۱۹۲۹ء کے نام سے مشہور ہے اور جو بہ منزلہ قواعد و ضوابط تصور ہو سکتی ہے یہ (۵۹) اصلاحات امور عدالتی پر مشتمل ہے۔ اسکے تیار کرنے میں تقریباً ڈیڑھ سال صرف ہوا۔

جن امور کی تکمیل کیلئے برٹش انڈیا نے تقریباً ۳ لاکھ روپیہ صرف کئے تھے ہمارے میر مجلس صاحب نے ان امور کو بلا کسی صرفہ کے تنہا بڑی محنت و جانفشانی سے پایۂ تکمیل کو پہنچا دیا اس گشتی پر عمل کرنے سے عدالتہائے تحت کے مقدمات کے دوران میں نمایاں کمی ہونے لگی اور دادرسی میں سہولتیں بہم پہنچنے کی وجہ سے لوگ اپنے مقدمات عدالتوں میں پیش کرنے کیلئے مائل ہونے لگے جس کا بین ثبوت اضافہ تعداد مرجوعہ و منفصلہ ہے۔ یہ امر محتاج بیان نہیں کہ عدالتوں کی کامیابی کا راز مقدمات کے جلد جلد فیصل کرنے میں مضمر ہے جیسا کہ یہ مشہور مقولہ ہے JUSTICE DELAYED IS JUSTICE DENIED یعنے انصاف میں تاخیر کرنا انصاف سے انکار کرنے کے مترادف ہے۔ اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ہماری عدالتوں میں مقدمات کا دوران روز بروز کم اور رفتار انصاف دن بدن تیز تر ہوتی جا رہی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ شعر اسی زمانہ کی تعریف میں لکھا گیا تھا:۔

"ہر چند جنس عدل گراں بود در جہاں ارزاں بہ ما رسید بہ بازار آصفی"

۵۔ خدمات عدالت کیلئے لزوم ڈگریات و تجربہ عملی

الف۔ قواعد و ضوابط داخلہ خدمات عدالتی

۱۳۳۲ف م ۱۹۱۳ء تک عہدہ داران عدالت کے تقرر کے متعلق یہاں کوئی خاص قواعد مدون نہیں ہوئے تھے۔ عموماً امتحان جوڈیشل یا وکالت کامیاب شدہ اشخاص ماموکردے جاتے تھے بعض اوقات بلالحاظ شرط کامیابی امتحان تقرر عمل میں آجاتا تھا۔ یہی نہیں بلکہ امتحان مال کی کامیابی بھی سررشتہ عدالت کیلئے کافی سمجھی جاتی تھی۔ ۱۳۲۲ف م ۱۹۱۳ء میں "قواعد تقرر عہدہ داران عدالت" سرکار سے منظور ہوئے۔ لیکن ان کی روسے بھی جوڈیشل کامیاب بدرجہ ادنی کو منصفی درجۂ سوم ملجاتی تھی۔ اسکے بعد جب ملک میں علمی و قانونی اعلی قابلیت رکھنے والے اشخاص آسانی سے ملنے لگے تو جناب میر مجلس صاحب نے تقرر کیلئے قابلیت کا معیار بڑھاکر جدید قواعد مرتب فرمائے جو ۱۳۳۸ف م ۱۹۲۹ء میں بارگاہ خسروی سے منظور فرمائے گئے انکی روسے بیرسٹر و ایل۔ ایل۔ بی و اسٹیٹ اسکالر و سیویلین کو ترجیح دیگئی مگر جوڈیشل درجۂ اعلی یا وکالت درجۂ اول کامیاب اشخاص پھر بھی قابل ماموری قرار دئے گئے۔

اسکے بعد ایک قدم اور آگے بڑھایا گیا اور جدید قواعد مرتب کئے گئے جو ۱۳۴۳ف م ۱۹۳۴ء میں نافذ ہوئے۔ انکی روسے معیار قابلیت کو بلند تر کردیا گیا اور سب سے ابتدائی عدالتی خدمت یعنے منصفی کیلئے بھی امتحان بیرسٹری یا ایل۔ ایل۔ بی یا سیول سروس کی کامیابی مشروط کیگئی



نواب عقیل جنگ بہادر صدرالمہام افواج



نواب مہدی یار جنگ بہادر صدر المہام سیاسیات و تعلیمات

امتحان بیرسٹری یا ایل۔ ایل۔ بی میں صرف کامیابی کافی تصور نہیں کی گئی بلکہ بعد کامیابی امتحان بجز سویلین کے بیرسٹر و ایل۔ ایل۔ بی۔ کامیاب شدہ اشخاص کیلئے بھی دو سال کا عملی تجربہ اور امتحان مقابلہ میں کامیابی لازم قرار دیگئی ہے اور یہ امتحانِ مقابلہ عدالت عالیہ میں ہر سال لیا جاتا ہے اب ان مدارج سے گزرنے کے بعد کوئی شخص امیدواران منصفی کی فہرست منتخبہ میں آسکتا ہے جن کی تعداد حالیہ قواعد کی رو سے علاوہ (۱۲) الونس یاب کے (۲۰) ہے۔ خدمت منصفی کی منسری پر الونس یاب یا امیدواران منتخبہ بھیجے جاتے ہیں۔ اور انھیں میں سے مستقل منصف مقرر کئے جاتے ہیں۔

ب۔ اعلیٰ خدمات پر ترقی کیلئے معیار قابلیت

جناب میرمجلس صاحب نے اپنی خدمت کا جائزہ حاصل کرنے کے بعد ہی صحیح طور پر اس امر کو محسوس فرمایا تھا کہ ممالک محروسہ سرکار عالی میں عہدہ داران عدالت کا معیار قابلیت قانونی اتنا بلند نہیں ہے جتنا کہ بلحاظ رفتار زمانہ ہونا چاہئیے۔ چنانچہ جناب ممدوح نے اپنی سب سے پہلی جوڈیشل رپورٹ بابتہ ۱۳۲۰ف م ۱۹۱۱ء میں یہ تحریر فرمایا کہ "جوڈیشل خدمات میں داخلہ کے وقت سخت نگرانی کی ضرورت ہے تاکہ اعلیٰ قانونی قابلیت رکھنے والے ہی اس لائن میں آسکیں" صاحب موصوف اصول مذکورہ پر ابتدا ہی سے عمل پیرا رہے اور اس وقت سے ابتک بجز قانونی ڈگری یافتہ کے دیگر اشخاص کا تقرر بلحاظ حالات خاص شاذ صورتوں ہی میں ہوا۔

قبل ازیں اس کا ذکر کر دیا گیا ہے کہ ۱۳۳۸ف م ۱۹۲۹ء میں جدید قواعد تقرر نافذ ہوئے۔

پھر ۱۳۴۳ف م ۱۹۳۴ء میں ان قواعد میں ترمیم ہوئی جس کی رو سے معمولی قابلیت رکھنے والوں کا داخلہ صیغہ عدالت کی ابتدائی خدمت یعنے منصفی میں بھی موقوف کر دیا گیا۔ گزشتہ چند سال کی روک تھام کا نتیجہ یہ نکلا کہ ۱۳۲۰ف م ۱۹۱۱ء میں باوجودیکہ عدالتی اختیارات استعمال کرنے والے اشخاص کی تعداد بشمول عہدہ داران مال تقریباً ڈھائی سو تھی مگر ان میں بیرسٹر یا جامعات کے ڈگری یافتہ اشخاص صرف (۸) تھے۔ اب ۱۳۴۶ف م ۱۹۳۶ء میں منجملہ (۱۴۱) عہدہ داران عدالت کے (۹۳) عہدہ داران ایسے ہیں جو بیرسٹر یا ڈاکٹر آف لا یا بی۔سی۔ یل یا یل۔یل۔بی یا یچ۔سی۔یس ہیں۔

باب داخلہ پر روک تھام ہوجانے کے بعد اصولاً یہ امر لابدی ہوگیا کہ نیچے کی خدمات سے بالاتر خدمات یعنے نظامت وزاید نظامت ضلع۔ نظامت وزاید نظامت صوبہ و رکنیت عدالت عالیہ پر ترقی دینے کیلئے بھی قانونی قابلیت کا ایک خاص معیار مقرر کیا جائے تاکہ ہمارے نظمائے عدالت و اراکین ہائیکورٹ برٹش انڈیا کے عہدہ داران کے ہم پایہ متصور ہوں۔ مگر اسکے ساتھ یہ امر بھی قرین انصاف تھا کہ عہدہ داران عدالت میں غیر ڈگری یافتہ اشخاص کے حقوق کی حفاظت کیجائے جو پہلے سے مختلف کیڈروں میں مامور چلے آرہے ہیں۔

بناءً علیہ عالیجناب نواب لطف الدولہ بہادر صدر المہام عدالت نے بکمال دانشمندی و دوراندیشی ان جملہ امور کو پیش نظر رکھکر اور یہ محسوس فرماکر کہ ممکن ہے کہ برٹش انڈیا اور دیسی ریاستوں میں جدید نظم و نسق قائم ہوجائے اور انتظام مملکت و عدل و انصاف کی بنیادیں اصول وفاق پر رکھی جائیں بزمانہ معتمدی راقم بہ مشورہ جناب میر مجلس صاحب شہر یور ۱۳۴۴ف م ۱۹۳۵ء میں

قواعد تقرر حکام عدالت عالیہ و عہدہ داران تحت مرتب فرما کر باب حکومت میں پیش فرمائے اور ہمارے حکیم السیاست روشن خیال و بیدار مغز شاہ ذیجاہ نے بکمال تدبر و حکمت اُن قواعد کو شرف منظوری عطا فرما کر فوراً نافذ فرما دیا۔

ان قواعد کی رو سے رکنیت عدالت عالیہ پر ترقی پانے کیلئے قانونی ڈگری کا ہونا لازمی قرار دیا گیا ہے علیٰ ہذالقیاس سشن ججی کے کیڈر کی جائدادوں کیلئے بھی بجز ایک جائداد کے ڈگری یافتہ کا ہونا ضروری ہے۔ اور موجودہ غیر ڈگری یافتہ قابل عہدہ داروں کیلئے بھی خاص خاص درجوں تک ترقی کا زینہ باقی رکھا گیا ہے۔ یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ اگرچہ قواعد تقرر نافذہ ۱۳۳۵ف و ۱۳۴۳ف کے بعد سے رعایا کی نظروں میں عدالتوں کی وقعت بہت کچھ بڑھ گئی تھی اور عدالتی فیصلوں کا کافی اعتماد قائم ہوگیا تھا مگر ان حالیہ قواعد کے نفاذ سے ہمارے صیغہ عدالت کا پایہ اعتبار اور بھی بلند تر ہوگیا اور اب ہمارا ہائیکورٹ ہر پہلو سے برٹش انڈیا کے ہائیکورٹوں کا ہم پلہ ہے۔ ان قواعد کا اقتباس درج ذیل ہے:۔

اقتباس قواعد تقرر منظورہ مرمہ ذریعہ مراسلہ محکمہ سرکار عالی صیغہ عدالت نشان (۵۳۷) مورخہ ۲۳ مہر ۱۳۴۴ف

" ان لوگوں کو متاثر کئے بغیر جو اس وقت عدالت عالیہ میں مامور ہیں آئندہ سے رکنیت عدالت عالیہ پر صرف ایسے اشخاص کی ماموری کی تحریک پیشگاہ بندگان عالی میں کیجائیگی جو کسی مسلمہ یونیورسٹی کی قانونی ڈگری رکھتے ہوں یا ایسے عہدہ دار ہوں جو قواعد سیول سروس کی تحت خاص طور پر

عدالت کیلئے تیار کئے گئے ہوں یا بیرسٹر ہوں۔

تنقیح کنندہ افسر کے انتخاب کی ذمہ داری بالکلیہ میر مجلس صاحب پر ہوگی۔ ایسا افسر لازماً وہی شخص ہونا چاہئے جو تنقیحی کام کا کافی تجربہ رکھتا ہو۔ اس کا انتخاب بطور کلیہ عہدہ داران عدالتی میں سے ہوگا جو یا تو ارکان عدالت عالیہ کے کیڈر میں ہو یا نظماء اسمات کے کیڈر میں سے ایسے ہوں جو مقررہ بالا میعار کے لحاظ سے رکنیت عدالت عالیہ پر مامور ہو سکتے ہوں۔

اس وقت نظماء اسمات کی تعداد (۵) ہے ان میں سے کم از کم چار نظماء اسمات ایسے ہونگے جو رکنیت عدالت عالیہ پر میعار قابلیت بالا کے تحت مامور کئے جا سکیں۔ صرف ایک جائداد ایسی باقی رہیگی جس کو ایسا عہدہ دار عدالتی پر کر سکے گا جو اگرچہ حسب قواعد قابلیت قانونی نہ رکھتا ہو مگر دوسری طرح اپنے فرائض کو بطریقہ اطمینان انجام دے رہا ہو۔

زائد نظماء صوبہ اور نظماء ضلع دونوں کیڈروں میں ہمیشہ بارہ آدمی ایسے موجود رہنا چاہئے جو اس میعار قابلیت کو پورا کرتے ہوں اور جن میں سے نظماء صوبہ کی ان چاروں جائدادوں میں سے کسی کے خلو کے وقت انتخاب کیا جا سکے جس سے رکنیت عدالت عالیہ پُر کی جا سکتی ہے۔"

غیر قابل اشخاص کیلئے داخلہ کا دروازہ پہلے ہی زینے سے بالکل بند کیا جاتا ہے لیکن موجودہ لوگوں میں جن کا تقرر قدیم قواعد کے تحت عمل میں آیا ہے اور جو اپنے فرائض قابلانہ طور پر انجام دے رہے ہوں انکے لئے نو جائدادیں زائد نظماء ضلع کی اور گیارہ جائدادیں نظماء ضلع اور زائد نظماء صوبہ اور ایک جائداد ناظم صوبہ کی ایسی رکھی جاتی ہیں جن پر ایسے لوگ بہ لحاظ قابلیت ترقی پا سکیں۔ جیسے جیسے ان عہدہ داروں کو

رفتہ رفتہ وظیفہ ہوتا جائیگا اسکے ساتھ ساتھ اس بارہ میں آئندہ کے مشکلات بھی کم ہوتے جائینگے۔

۶۔ اضافہ تنخواہ عہدہ داران و عمال و ناظران عدالت منصفی و اجرائی الونس امیدواران منصفی

الف۔ اضافہ تنخواہ عہدہ داران

عہدہ داران عدالت کی تنخواہوں کے سابقہ اسکیل کا مجمل ذکر کتاب ہذا کے باب سوم میں اور موجودہ گریڈوں کا تذکرہ باب ہذا میں تحت عنوان عدالتوں کی موجودہ تنظیم و ترکیب کیا جاچکا ہے۔ البتہ یہ ظاہر کردینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ رفتار زمانہ کے ساتھ ساتھ مثل دیگر محکمہ جات کے وقتاً فوقتاً عہدہ داران عدالت کی تنخواہوں میں گو کہ اضافہ ہوتا رہتا ہے لیکن ان کی ماہواریں ہنوز اس سطح نہیں پہنچی ہیں جو بعض دیگر محکمہ جات کے عہدہ داروں کی ہیں اب چونکہ ہمارے ہاں کے عہدہ داروں کی قابلیت کا معیار مثل برٹش انڈیا کے کافی بلند کردیا گیا ہے اور متمدن ممالک میں عہدہ داران عدالت کی تنخواہیں دیگر محکمہ جات کے عہدہ داروں سے مقابلتاً زیادہ ہوتی ہیں اسلئے توقع کیجاسکتی ہے کہ یہاں کے عہدہ داران عدالت کی تنخواہوں میں بھی مناسب و معقول اضافہ ہوجائیگا۔

ب۔ اضافہ تنخواہ عمال و ناظران منصفی

صیغہ عدالت کے عمال کی تنخواہیں ۱۲۹۴ف م ۱۸۸۵ء میں جو پندرہ بیس پچیس مقرر تھیں ان میں ایک مدت دراز تک کوئی اضافہ نہوا ۱۳۱۴ف م ۱۹۰۵ء میں عدالت عالیہ نے عدالتہائے تحت کی تحریک پر توجہ فرمائی مگر عملی طور پر کوئی قدم آگے نہ بڑھ سکا ۱۳۲۵ف م ۱۹۱۶ء میں مقامی اخبارات کی

توجہ دہانی پر بہ تعمیل فرمان مبارک اضافہ تنخواہ عمال و تعداد عمال پر غور کرنے کیلئے ایک کمیشن منعقد ہوا۔ ۱۳۲۶ف م ۱۹۱۷ء میں کمیشن مذکور کی رپورٹ اسکیم کی صورت میں آگے بڑھی۔ مگر ۱۳۲۷ف م ۱۹۱۸ء تک اسکی منظوری کی نوبت نہ آئی شہریور ۱۳۲۷ف م ۱۹۱۸ء میں جب نواب مرزا یار جنگ بہادر میر مجلس نے تشریف فرما ہوئے تو آپ کی خاص توجہ و کوشش سے بہمن ۱۳۲۸ف م ۱۹۱۹ء میں عدالت عالیہ کے عمال کا اور اوائل ۱۳۲۹ف م ۱۹۲۰ء میں اہلکاران عدالتہائے تحت کا اسکیم منظور ہوگیا جس کی رو سے سالانہ تدریجی اضافوں کے ساتھ گریڈ جاری ہوگئے۔ اس دوران میں بوجہ جنگ عظمی ایک عالمگیر اقتصادی پستی و کساد بازاری پیدا ہوگئی۔ مایحتاج و لوازمات زندگی بیحد گراں ہوگئے اسلئے ہمارے رعیت نواز و کرم گستر بادشاہ کی توجہ طبقہ ملازمین کی جانب مبذول ہوئی اور اہل قلم کی تنخواہوں میں اضافے تجویز کرنے کیلئے ایک کمیٹی بنام سیلریز کمیشن SALARIES COMMISSION کے انعقاد کا حکم صادر فرمایا گیا تاکہ عہدہ داروں۔ اہلکاروں اور ملازمین کی دلجوئی و حوصلہ افزائی کا باعث ہو اور وہ باطمینان تمام دیانت و امانت کے ساتھ اپنے فرائض منصبی انجام دیں۔

کمیشن مذکور نے بعد تحقیق و تدقیق ٹائیم اسکیل کے اصول پر تدریجی اضافہ تجویز کرکے ایک سیلری رپورٹ بارگاہِ جہاں پناہی میں پیش کی جس کو حضور فیض گنجور نے بکمال دریادلی آغاز ۱۳۳۱ف م ۱۹۲۲ء میں شرف منظوری بخشا اور بیش قرار مواجب و مشاہرات کی اجرائی میں اپنے خاندانی جود و سخا سے نہ صرف اپنے نمک خوار اور وابستگان دامن دولت آصفی کو ہمیشہ کیلئے رہین منت فرمادیا بلکہ اس سلطنت ابد مدت کی فیاضانہ و شاہانہ روایات کو صفحہ روزگار پر زندہ کردیا۔ پہلے دس دس پندرہ پندرہ روپیہ کے اہلکار ہوا کرتے تھے

اب چھوٹی سے چھوٹی عدالت میں بھی (۳۰ تا ۶۰) سے کم کا کوئی اہلکار نہیں رہا اب تدریجی اضافہ کے ساتھ ہر اہلکار ساٹھ روپیہ ماہوار تک پہنچ سکتا ہے ہائیکورٹ میں اہلکاروں کی ابتدائی تنخواہ چالیس (۴۰) سے اسّی تک رکھی گئی ہے اسی طرح منتظمین و سررشتہ داران اور دیگر عہدہ داران کی تنخواہوں میں بھی معقول اضافہ ہوگیا ہے۔

پہلے ناظران منصفی کا گریڈ (۳۰ تا ۶۰) مماثل دیگر اہلکاروں کے تھا چونکہ خدمت نظارت کے فرائض ذمہ دارانہ ہیں جس میں رقمی حساب کتاب کے علاوہ کردی وکھاتہ ورجسٹرات کی تکمیل بھی داخل ہے اور ہر ناظر عدالت کو ضمانت بھی دینی پڑتی ہے اسلئے سابق میں ہر شخص اُس خدمت سے گریز کیا کرتا تھا ان تمام امور کو پیش نظر رکھ کر جناب میر مجلس صاحب نے منصفی کے ناظروں کیلئے ۳۰ تا ۶۰ کے تدریجی گریڈ کے بجائے بلا گریڈ کے (ساٹھ روپیہ) ماہوار کی تحریک کی جو منظور ہوگئی اور اس کا نفاذ یکم آذر ۱۳۴۲ف سے ہوگیا۔

تائیم اسکیل کے بعد سے ملازمین ادنی یعنے چپراسیوں وغیرہ کی تنخواہ بھی بارہ روپیہ سے اب کم نہ رہی جو بہ تدریجی پندرہ بیس یا اس سے بھی آگے تک پہنچتی ہے اسکیم مذکور کے نفاذ میں رائٹ آنربل نواب سر حیدر نواز جنگ بہادر صدر المہام فینانس نے جو سعی بلیغ فرمائی ہے اُس کو صیغہ عدالت و دیگر محکمہ جات کبھی فراموش نہیں کرسکتے۔

ج۔ الونس امیدواران منصفی

زمانہ سابق میں سررشتہ عدالت کی گزیٹڈ خدمات کیلئے مختلف قسم کے امیدواران کا ایک

انبوہ کثیر تھا۔ اور جو امیدوار بہ حیثیت منصرم بھیجے جاتے تھے ان کا الونس منصرمی بروقت نہیں ملتا تھا جو دیوانی و فوجداری اختیارات استعمال کرنے والوں کیلئے ایک نہایت خطرناک چیز تھی۔ اسکے علاوہ جو امیدوار طبقہ وکلاء سے جاتے تھے انکی حالت بڑی نازک ہوجاتی تھی کیونکہ جب وہ منصرمی پر بھیجے جاتے تو ان کے کاروبار وکالت کا سلسلہ ٹوٹ جاتا تھا۔ ان خرابیوں کو دور کرنے کیلئے بر بنا تحریک جناب میر مجلس صاحب ۱۳۳۹ف م ۱۹۲۹ء بلحاظ قابلیت علمی و تجربہ عملی و حقوق آبائی (۲۵) امیدواروں کا انتخاب کیا گیا جنکے منجملہ (۱۲) کے نام فی کس (۱۵۰) روپیہ ماہانہ الونس منظور فرمایا گیا جن کو بزمانہ منصرمی (۲۰۰) روپیہ ملتے ہیں۔ اس نظام سے اب ان تمام خرابیوں کا ازالہ ہوگیا۔

۷۔ تنقیح و تقرر انسپکٹنگ افسر

عہدہ داران ماتحت کے کام تنقیح اور ان کے دفتر کے معائنہ کی ضرورت ہر زمانہ میں محسوس ہوتی رہی ہے چنانچہ اس بناء پر نظماء اضلاع و اسمانت کے علاوہ حکام عدالت عالیہ کے فرائض میں بھی دورہ مشروط تھا زمانہ قدیم میں جو طریقہ تنقیح کا رائج تھا وہ محتاج ترمیم و اصلاح تھا چنانچہ موجودہ میر مجلس صاحب نے اسکے نسبت بھی ایک گشتی ۱۳۲۸ف م ۱۹۱۹ء جاری فرمائی جس میں (۸۲) فقرات تنقیح قائم کئے گئے۔ من بعد ۱۳۳۰ف م ۱۹۲۱ء میں عہدہ داران عدالت کی حقیقی کارگذاری معلوم کرنے کی غرض سے تختہ جات تنقیح کے جدید نمونے جاری کئے۔ پھر ۱۳۴۳ف م ۱۹۳۴ء میں سوالات تنقیح و تختہ جات میں ردوبدل فرماکر ان کو جامع و مکمل بنادیا جس کی وجہ سے باسانی معلوم ہوجاتا ہے کہ عدالت نے



سر تھیو ڈور جوزف ٹاسکر - کے ٹی - آئی - سی - یس
صدر المہام مال و کوتوالی - حیدر آباد



راجہ شام راج راجونت بہادر ــ صدر المہام تعمیرات سرکار عالی

اس طریقہ عمل سے علاوہ طوالت کے بسا اوقات گواہاں اپنے ابتدائی بیان سے عدالت سشن میں منحرف ہوجاتے تھے جس سے انصاف رسانی میں خلل واقع ہوتا تھا۔ ان تمام دشواریوں کے پیش نظر جناب میر مجلس صاحب نے ضابطہ فوجداری کی ترمیم کے متعلق ایک اہم مسودہ پیش کیا جو بتاریخ ۸ مہر ۱۳۴۴ف م سنہ ۱۹۳۵ء بپیشگاہِ اعلیحضرت سے منظور فرمایا گیا جس کے لحاظ سے ناظم سپرد کنندہ کسی قدر شہادت قلمبند کرنے کے بعد یا ملزم کی درخواست پر بغیر کسی تحقیقات کے مقدمہ کمٹ کر سکتا ہے اس طریقہ تحقیقات سے یقین ہے کہ اب مذکورہ بالا دشواریوں کا سدباب ہوجائے گا۔

د۔ فیصلہ جات بولکر لکھوائے جا سکتے ہیں

سابق میں بروئے ضابطہ فوجداری ہر عہدہ دار عدالت کیلئے خود اپنے ہاتھ سے فیصلہ کا لکھنا لازم تھا جس کی وجہ سے علاوہ تکلیف کے حاکم کا وقت بھی بہت صرف ہوتا تھا۔ ان دشواریوں کو محسوس فرما کر جناب میر مجلس صاحب نے دفعہ (۲۹۵) ضابطہ فوجداری کے نسبت بھی ترمیم پیش فرمائی جو منظور ہوئی اسکے لحاظ سے اب اراکین عدالت عالیہ۔ نظماء وزاید نظماء عدالتہائے سشن بولکر فیصلہ لکھا سکتے ہیں دیگر نظمائے عدالت بھی باظہار وجوہ معذوری بولکر فیصلہ لکھا سکتے ہیں۔ چونکہ فیصلہ نگاروں سے فیصلہ جات کے لکھواتے میں معزز حکام عالیمقام کا قیمتی وقت بہت صرف ہوتا تھا اسلئے میں نے باجازت جناب میر مجلس صاحب دو شارٹ ہینڈ رائٹرس Short-Hand-Writers کو اجلاسوں پر متعین کیا اور ایک اہلکار کو بہ منظوری فینانس بغرض حصول تعلیم لکھنو بھجوایا گیا۔

۱۳۔ مقدمات سشن کی تحقیقات مستقر ضلع پر

سابق میں مقدمات سشن کی تحقیقات مستقر صوبہ ہی پر عمل میں آیا کرتی تھی۔ مظلومین و مقتولین کے ورثا، اور شہود کو کوسوں کا سفر طے کرکے مستقر صوبہ تک پہنچنا پڑتا تھا۔ جناب میر مجلس صاحب نے اس اصول کو پیش نظر رکھ کر کہ "انصاف میں تاخیر کرنا انصاف نہ کرنے کے برابر ہے" اور مقدمات قتل میں جلد سے جلد تحقیقات عمل میں لاکر ملزمین زیر تحقیقات کی قسمت کا فیصلہ سنا دینا مقتضائے معدلت ہے ۱۳۳۷ف م ۱۹۲۸ء میں عدالتہائے سشن کیلئے یہ عام احکام جاری کئے کہ مقدمات قتل کی تحقیقات حتی الامکان مستقر ضلع پر عمل میں آیا کرے۔ اس عمل سے دادرسی میں تعجیل ہونے لگی اور مستغیث و ورثا مقتول اور گواہوں وغیرہ کو جو سہولتیں بہم پہنچیں وہ محتاج بیان نہیں ہیں۔

۱۴۔ بلندی معیار فیصلہ جات عدالتہائے سرکار عالی و احکام الہ آباد ہائیکورٹ متعلق فیصلہ جات نظائر قانونی

الف۔ فیصلہ جات

زمانہ قدیم کے قاضیوں کے فیصلے جو کتب تواریخ وغیرہ میں درج ہیں یا جو بطور لطائف و ظرائف بیان کئے جاتے ہیں وہ اختصار و معاملہ فہمی و نکتہ رسی میں اپنی نظیر آپ ہیں۔ عدالتوں کے باضابطہ قیام کے بعد بھی ابتداءً فیصلہ جات عموماً مجمل ہی ہوا کرتے تھے۔ جوں جوں زمانہ ترقی کرتا گیا اور نئے نئے قوانین و قواعد نافذ ہوتے گئے تو بحث و تمحیص کا میدان وسیع

ہوتا چلا گیا اور واقعات وثبوت و دلائل میں موشگافیاں ہونے لگیں۔ یہانتک کہ فیصلہ جات میں اختصار عیب ہوگیا اور طوالت سے کام لیا جانے لگا اور ضرورت اسکی لاحق ہوئی کہ امور مابہ النزاع میں سے ہر امر پر روشنی ڈالکر شہادت کا تفصیلی موازنہ کیا جائے اور فیصلہ جات مدلل و مفصل تحریر ہوں یہ وہ اصول ہیں جن کو زمانہ حال کی متمدن ومہذب عدالتیں فیصلہ نویسی کے وقت ملحوظ رکھتی ہیں۔ بلاخوف تردید یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس بارہ میں بھی ہماری عدالتوں نے خاص ترقی کی ہے جس کی ایک بڑی وجہ یہ بھی قرار دیجاسکتی ہے کہ گذشتہ پچیس سال میں ہمارے ہاں کے عہدہ داران عدالت کا معیار قابلیت بلند ہوگیا ہے اور یونیورسٹی کی ڈگریاں رکھنے والے عہدہ دار بہ تعداد کثیر صیغہ عدالت میں مامور ہوگئے ہیں جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ ہماری ہاں کی عدالتوں کے فیصلہ جات کا معیار بھی بلند ہوگیا ہے چنانچہ ہمارے ہائیکورٹ کے فیصلہ جات کا معیار اب اس سطح پر پہنچ گیا ہے جو برٹش انڈیا کے دوسرے ہائیکورٹوں کے فیصلہ جات کی ہے۔

یہ واضح رہے کہ فیصلہ جات کا بلند معیار اسی صورت میں برقرار رہ سکتا ہے جب کہ محض تعداد منفصلہ پیش نظر نہ رہے بلکہ طریقہ تحقیقات وطرز کار کو بھی فیصلہ جات میں پیش نظر رکھا جائے۔ عہدہ داروں کی کارگذاری جانچنے کا معیار نہ صرف تعداد کا ز تک محدود ہو بلکہ طریقہ کار کو بھی مساوی اہمیت ہونی چاہئے۔

ب۔ احکام الہ آباد ہائیکورٹ

چنانچہ ہمارے اس خیال کی تائید ڈاکٹر شاہ محمد سلیمان چیف جسٹس الہ آباد ہائیکورٹ کی اس گشتی سے بھی ہوتی ہے جو حال میں انہوں نے نافذ کی ہے۔ صاحب ممدوح پہلے چیف جسٹس ہیں جنھوں نے

اس بارہ میں پر زور الفاظ کے ساتھ یہ ہدایت فرمائی ہے کہ :۔

"عدالت عالیہ کا منشاء یہ ہرگز نہیں ہے کہ عہدہ دار تعداد کار کے مقابلہ میں عمدگی کار کا خون کریں ۔عدالت عالیہ اس طرزِ عمل کو ناپسند کرتی ہے کہ کسی مقدمہ کی تحقیقات غیر ضروری عجلت کے ساتھ کر کے فریقین کو جرح و بحث کے جائز حقوق سے محروم کر دیا جائے۔"

صوبہ جات متحدہ کے عہدہ دارانِ عدالت کیلئے سابق میں جو معیار کارگذاری قرار دیا گیا تھا اور جس میں اب ترمیم کر دی گئی ہے اسکا یہاں درج کر دینا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ اس سے واضح ہوگا کہ سابقہ Greenven-Standard کے مقابلہ میں حالیہ گشتی Circular میں عمدگی کار کو کس درجہ اہمیت دی گئی ہے۔

نوٹ۔

ناظرین کی سہولت کیلئے ہم نے ایک تختۂ تقابل تیار کیا ہے جس میں سابقہ گرینون معیار مدت کارگذاری اور حالیہ گشتی کے منشاء کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔ ملاحظہ ہو صفحہ آئندہ:۔

(ج) تختۂ تقابل وقت معینہ بغرض انفصال مقدمات بموجب حالیہ گشتی الہ آباد ہائیکورٹ و سابقہ گریئون اسٹانڈرڈ

نمبر شمار	نام عدالت		نوعیت مقدمات	وقت معینہ بغرض انفصال — حالیہ	وقت معینہ بغرض انفصال — سابقہ
۱	۲		۳	۴	۵
۱	عدالت سشن	۱	مقدمات قتل انسان مستلزم سزا الشمول قتل عمد - بلوہ ڈکیتی - - - -	۳ یوم	۱½ یوم
		۲	مقدمات جو حسب دفعہ ۵، تعزیرات ہند م ۳۳ تعزیرات آصفیہ پیش ہوں	½ ”	.
		۳	دیگر معمولی مقدمات سشن - - - - - - - -	”	.
		۴	طویل مقدمات جن میں :-		
			(الف) - (۶) اہم گواہ ہوں - - - - - - - -	۱ یوم	.
			(ب) - (۲۰) بیانات ملزمین اور غیر اہم گواہ - - - - - - -	ایضاً	.
			(ج) - جوری کو مخاطب کرنا فیصلہ لکھنا یا جوری کو چارج کرنا ہو - - -	ایضاً	.
			مرافعہ جات و درخواستہائے نگرانی فوجداری		
		۱	فوجداری مرافعہ جات جو وکالتہً پیش ہوں - - - - - -	۴ مقدمات فی یوم	.
		۲	مرافعہ جات بتوسط محبس - نگرانی جو وکالتہً نہ ہوں یا ایسی نگرانیاں جو وکالتہً پیش ہوں لیکن جن میں مباحث سماعت نہ ہوں	اجلاس پر تصفیہ کیا جائے	
		۳	نگرانی جو وکالتہً پیش ہوں اور مباحث سماعت ہوں - - -	۶ مقدمات فی یوم	.
			مرافعہ جات دیوانی		
		۱	مرافعہ جات تجویز سب جج	۲ مقدمات فی یوم	.
		۲	ایضاً منصف - - - -	۳ ”	.
		۳	مرافعہ جات متعلقہ کرایہ دارگان - - - - - - - -	۴ ”	.
۲	عدالت مطالبات خفیفہ		- - - - - - - - - - - - - -	۲۵ ”	۲۵ مقدمات فی یوم
۳	عدالت سب جج		- - - - - - - - - - - - - -	فی مقدمہ ۲ یوم	فی مقدمہ ۱½ یوم
۴	عدالت منصف معہ اختیارات خفیفہ	۱	مقدمات مالیتی زائد از ۱۰۰۰	فی مقدمہ ۱ یوم	۱¼ مقدمات فی یوم
			” اندرون ۱۰۰۰	½ مقدمہ فی یوم	.
۵	ایضاً بلا اختیارات خفیفہ	۱	مقدمات مالیتی زاید از ۱۰۰۰	فی مقدمہ ۱ یوم	½ مقدمات فی یوم
			” اندرون ۱۰۰۰	۱½ مقدمہ فی یوم	.

ج۔ نظائر قانونی

ممالک محروسہ سرکار عالی میں جدید طرز کی عدالتوں کی جس طرح نشو و نما ہوئی ہے وہ کتاب ہذا کے مطالعہ کرنے والوں سے مخفی نہیں ہے۔ سابق میں یہاں قوانین و قواعد کی بھی بہت قلت تھی لیکن جب امتحانات قانونی قائم ہوئے اور مختلف شعبہ جات کے نظم و نسق کے بارہ میں قوانین و قواعد نافذ ہوئے تو لوگوں میں مذاق قانونی پیدا ہوتا گیا۔ اور نظائر قانونی کی تلاش ہونے لگی چنانچہ سب سے پہلے ۱۲۹۵ف میں ایک لائق وکیل مولوی محمد علی صاحب مرحوم نے باجازت نواب فتح نواز جنگ مولوی مہدی حسن خاں میر مجلس عدالت یہاں "مقنن دکن" ایک قانونی ماہانہ رسالہ جاری کیا اسکے بعد "آئین دکن" و "تشریح القوانین" وغیرہ بعض دوسرے رسائل بھی ایک مدت تک جاری رہے مقنن دکن تمام عدالتہائے ممالک محروسہ کیلئے بطور سرکاری خریدا جاتا تھا۔ اس رسالہ کے لائق ایڈیٹر کی وفات کے بعد اسکی اشاعت میں پابندی و التزام باقی نہ رہا یہانتک کہ ۱۳۲۴ف میں یہ رسالہ بند ہوگیا۔

اس دوران میں ۱۳۲۰ف میں ایک دوسرا رسالہ "دکن لارپورٹ" زیر نگرانی و اہتمام مولوی غلام اکبر خاں صاحب وکیل (حال نواب اکبر یار جنگ بہادر رکن عدالت عالیہ) و پنڈت کرراؤ صاحب وکیل (راجہ بہادر کرراؤ صاحب آنجہانی رکن عدالت عالیہ) و بابو گیا پرشاد صاحب وکیل آنجہانی جاری ہوا جو نہایت خوبی و صحت کے ساتھ مرتب کیا جاتا تھا اور کئی سال تک بڑی آب و تاب سے چلتا رہا لیکن بابو گیا پرشاد صاحب کی وفات اور نواب صاحب کے رکنیت پر تقرر کی وجہ سے ۱۳۲۷ف میں اس کی طباعت و اشاعت کا انتظام پنڈت کیشو راؤ صاحب وکیل آنجہانی رکن ہائیکورٹ

اپنے ذمہ لیا اور پھر انکے فرزند پنڈت ونایک راؤ صاحب بیرسٹرایٹ لانے اسکے لئے "دکن لا رپورٹ پریس" کے نام سے مطبع قائم کیا۔ مسرت کا مقام ہے کہ اوایل ۱۳۴۶ف سے ایک جدید رسالہ نظائر حیدرآباد" زیرادارت مولوی مرزا اللہ صاحب صدیقی بارسٹر جاری ہوا ہے جسکے بورڈ کے ایک سرگرم رکن مولوی سید محمد عبداللہ صاحب ایڈوکیٹ ہیں۔

مقامی پرچوں کے علاوہ برٹش انڈیا کے تمام ہائیکورٹوں کے انگریزی رپورٹس بھی ہمارے ہاں خریدی جاتی ہیں اور ان کا اردو ترجمہ "انڈین کیسز" کے نام سے حیدرآباد کے ایک مشہور وکیل مولوی ابراہیم علی صاحب مرحوم کے زیراہتمام شائع ہوکر تمام عدالتوں میں تقسیم ہوتا رہا ہے۔ وکیل صاحب مرحوم کا حال میں انتقال ہوگیا مگر توقع ہے کہ یہ پرچہ بدستور جاری رہیگا۔ یہ امر بھی واضح کردینا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ ہماری عدالتوں کے عہدہ داروں کیلئے نظائر قانونی کا پڑھنا لازم و واجب قرار دیدیا گیا ہے اور بذریعہ گشتی ان کو یہ ہدایت کیگئی ہے کہ عدالتی کام جلد ختم ہوجانے کی صورت میں بھی وہ لوگ مکان نہ جاکر عدالت ہی میں رسائل قانونی کا مطالعہ کیا کریں اس امر پر معین دورہ و تنقیح جناب میر مجلس صاحب و جناب انسپکٹنگ افسر صاحب بطور خاص توجہ فرماتے ہیں اور عہدہ داران عدالت کی ڈائریاں بھی ملاحظہ کرتے ہیں جن میں اہم و خاص مقدمات کے نظائر کے بارہ میں نوٹ کرنیکا حکم ہے۔

۱۵۔ رجسٹرات و تختہ جات و ترتیب جوڈیشل رپورٹ سالانہ

الف۔ رجسٹرات و تختہ جات

ایک زمانہ ایسا بھی گذرا ہے کہ ملک کے اضلاع کی تقسیم اور عدالتوں کے قائم ہوجانے کے

باوجود ہر عدالت میں تختہ جات و رجسٹرات جدا جدا نمونے پر حسب مرضی اہلکاران متعلقہ مرتب ہوا کرتے تھے اور باوصف طلبی تختہ جات کارگذاری وغیرہ عدالت عالیہ میں بروقت وصول نہیں ہوتے تھے اور ہوتے بھی تو ان کے خانے مختلف ہونے کی وجہ سے ایک عدالت کے کام کا دوسری عدالت سے نہ مقابلہ ہوسکتا تھا اور نہ صحیح اندازہ کیا جاسکتا تھا سنہ ۱۲۹۴ ف م ۱۸۸۵ء میں جب عدالت عالیہ کو پوری قوت حاصل ہوگئی تو وہاں سے متعدد امور کے نسبت گشتیات جاری ہونے لگیں چنانچہ گشتی نمبر (۲) متفرق بابتہ سنہ ۱۲۹۴ ف کی رو سے تمام ممالک محروسہ سرکار عالی کے صیغہ عدالت کے کل رجسٹرات کے نمونے ایکساں کردئے گئے اور ان میں ان تمام ضروری اطلاعون کیلئے خانے مقرر کردئے گئے جنکا ہائیکورٹ میں وصول ہونا لازمی خیال کیا گیا اور ان ضرورتوں کے لحاظ سے ماہانہ سہ ماہی۔ سالانہ تختہ جات بموجب نمونہ روانہ کرنے کے احکام جاری فرمائے گئے۔

(ملاحظہ ہو جوڈیشل رپورٹ سنہ ۱۲۹۴ ف م ۱۸۸۵ء صفحہ ۳۲ و ۳۳)

امتداد زمانہ و ضروریات وقت کے اعتبار سے یہ تختہ جات اور رجسٹرات قابل اصلاح ہوگئے تھے چنانچہ موجودہ میر مجلس صاحب نے سنہ ۱۳۲۸ ف م ۱۹۱۹ء میں (۴۹) جدید تختہ جات اور ۱۷۵ مرمہ رجسٹرات رائج فرمائے جس میں تمام اہم اور ضروری امور کے اندراجات علیحدہ علیحدہ طور پر بالتفصیل درج کئے جاتے ہیں چونکہ ان تختہ جات اور رجسٹرات کو بھی رائج ہوئے کافی زمانہ گذر گیا تھا اسلئے پھر اسکی ضرورت محسوس کی گئی کہ باعتبار تجربات و مشاہدات و ضروریات حالیہ قوانین نافذہ ان پر ایک نظر غائر ڈالی جائے تاکہ جو تختہ جات یا رجسٹرات قابل حذف ہوں انکو

حذف کردیا جائے اور جن میں کمی یا بیشی یا اصلاح یا کسی ترمیم کی ضرورت ہو حسبہ ترمیم کیجائے چنانچہ اس غرض کیلئے بزمانہ معتمدی راقم ایک کمیٹی مقرر کیگئی جس کی رپورٹ پر گشتی ۱۹/۲۵ ۱۳۴۵ف جاری ہوی اور ضروری ترمیمات عمل میں آئیں۔

ب۔ جوڈیشل رپورٹ سالانہ

موجودہ زمانہ کا لحاظ کرتے یہ امر تعجب خیز معلوم ہوتا ہے کہ ۱۲۹۳ف م ۱۸۸۴ء تک جوڈیشل رپورٹ لکھنے کا یہاں رواج ہی نہ تھا جس کی وجہ سے صیغہ عدالت کی کارگزاری و تغیر و تبدل اصلاح و ترقی کی کیفیت کا پتہ چلانا خالی از دشواری نہیں تھا۔ سب سے پہلی جوڈیشل رپورٹ ۱۲۹۴ف م ۱۸۸۵ء میں نواب فتح نواز جنگ مولوی مہدی حسن خانصاحب میر مجلس عدالت عالیہ نے مرتب کی تھی جس میں صیغہ عدالت کی سابقہ بدنظمی اور نقائص نظم و نسق کی کیفیت بصراحت درج کی گئی ہے اس رپورٹ سے قدیم عدالتوں کی حالت اور بہت سے ایسے واقعات کا انکشاف ہوتا ہے جن کے نسبت معلومات کا ہمارے پاس اور کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ ۱۳۲۷ف م ۱۹۱۸ء میں جب موجودہ میر مجلس صاحب تشریف فرما ہوئے تو آپنے یہ محسوس فرمایا کہ سابقہ جوڈیشل رپورٹوں سے بعض اہم امور کا انکشاف نہیں ہوسکتا اور دیوانی و فوجداری کام کا اندازہ کرنے میں دشواری ہوتی ہے اسلئے آپنے پہلی رپورٹ بابتہ ۱۳۲۷ف ممالک متوسط کی رپورٹ کے نمونہ پر جدید عنوانات قائم کرکے مرتب فرمای اسکے لحاظ سے رجسٹرات و نقشہ جات میں بڑی بڑی تبدیلیاں کردی گئیں۔

بوقت ترتیب جوڈیشل رپورٹ بابتہ ۱۳۴۴ف میں نے حسب ایماء جناب میر مجلس صاحب

برٹش انڈیا کے دیگر صوبہ جات کی جوڈیشل رپورٹیں بھی طلب کیں اور ان کے اندراجات کو بھی ہماری جوڈیشل رپورٹ میں ملحوظ رکھا گیا۔ اس طرح اب ہماری جوڈیشل رپورٹ سے برٹش کی عدالتوں کے کام کا مقابلہ یہاں کی عدالتوں کے کام سے بآسانی ہوسکتا ہے۔ عدالت ہائے ماتحت اپنی سالانہ رپوٹ عدالت عالیہ میں روانہ کرتی ہیں

۱۶۔ کتبخانہ جات

الف۔ کتبخانہ عدالت عالیہ

عدالت عالیہ کا کتب خانہ گو عرصہ دراز سے قائم ہے لیکن اس میں کتابوں کی تعداد عدالت عالیہ کی شان کے اعتبار سے بہت گھٹی ہوئی تھی۔ دفتر عدالت عالیہ بار بار منتقل ہونے کی وجہ سے جلدیں ٹوٹ کر اور شیرازہ بکھر بکھر کر کتابوں کی حیثیت بگڑ گئی تھی۔ بہت سی کتابیں گم بھی ہوگئیں اور ان کی نوعیت وار تقسیم بھی قابل اطمینان نہ تھی۔ ۱۳۲۸ف م ۱۹۱۹ء میں جب دفتر عدالت عالیہ موجودہ مکان میں منتقل ہوا اسکے بعد سے کتب خانہ کی اصلاح کا کام شروع ہوا اور جدید کتابوں کی خریدی اور جلدبندی مسلسل عمل میں آتی رہی۔ جامعہ عثمانیہ کے ایک ٹرینڈ لائبریرین کی خدمات چند روز کیلئے عدالت عالیہ میں مستعار لیکر کتابوں کی نوعیت واری تقسیم جدید اصول پر کیگئی۔ اور پھر عدالت عالیہ کے محافظِ کتب خانہ کو لاہور بھیجکر ترتیب و تہذیب کتب کی تعلیم دلائی گئی اسوقت ہمارے کتب خانہ کی حالت نہایت اطمینان بخش ہے۔ کتابوں کی کثرت اسکی ظاہری وجاہت اور اسکے خوشنما فرنیچر کی وجہ سے اب اس کو ایک باقرینہ بڑا قانونی کتب خانہ کہا جاسکتا ہے۔

سنہ ۱۳۲۰ف م ۱۹۱۱ء میں اس کی کتابوں کی تعداد (۱۸۵۴) تھی اب انکی تعداد تقریباً پندرہ ہزار ہے
برٹش انڈیا کے جملہ ہائیکورٹوں نیز پریوی کونسل کے نظائر اور تمام مشہور انگریزی قانونی رسائل اس
کتبخانہ میں آتے ہیں۔ اس کتب خانہ کا انتظام راست زیر نگرانی ڈاکٹر نواب ناظر یار جنگ بہادر ہے۔

پہلے کتب خانہ کی دیواروں اور چھتوں پر سفیدی کی ہوئی تھی جو بہت میلی ہو گئی تھی۔
اسلئے حسب تحریک راقم بہ منظوری جناب میر مجلس صاحب آئیل پینٹ کرایا جاکر میر مجلسان و اراکین
عدالت عالیہ کے روغنی تصاویر بھی آویزاں کئے گئے اور ضروری فرنیچر بھی مہیا کیا گیا جس سے
اسکی خوشنمائی و شان دوبالا ہوگئی چنانچہ اس کی تیاری کے کچھ عرصہ بعد ہی بہ تقریب سالانہ ایٹ ہوم
ماہ مارچ سنہ ۱۹۳۵ء علیہ حضرتہ شہزادی درشہوار بیگم صاحبہ مدظلہا اور صاحب عالیشان دی آنریبل
سر ڈنکن میکنزی۔ کے سی آئی ای۔ رزیڈنٹ بہادر نے ہائیکورٹ کا معائنہ فرمایا تو کتب خانہ کو بھی
ملاحظہ فرما کر اظہار پسندیدگی فرمایا۔ میری ایک تحریک یہ بھی تھی کہ کتب خانہ کی چھت پر جو گنبد روشنی
کیلئے بنا ہوا ہے۔ اس سے کمرہ میں کافی روشنی نہیں آتی اسلئے Stained-Glass کا گنبد تعمیر کر دیا جائے
تاکہ کمی روشنی کی جو ایک واجبی شکایت ہے وہ رفع ہو جائے اگر موجب تحریک عمل کیا جائے تو
نہ صرف مطالعہ کنندگان کیلئے موجب سہولت ہوگا بلکہ چھت میں بھی بڑی خوشنمائی پیدا ہو جائیگی۔

ب۔ کتب خانہ جات عدالتہائے تحت

سابق میں عدالتہائے تحت میں قانونی کتب کی بہت کمی تھی نیز موجودہ کتب میں زیادہ تر
قوانین مال اور ناکارہ کتابیں تھیں عدالت عالیہ نے عدالتوں سے فہرست طلب کر کے غیر ضروری

ناقص کتابوں کو خارج کر دینے کا حکم دیا اور ضروری مروجہ کتب و رسائل قانونی کی تقسیم شروع کی۔ اور بوقت دورہ بھی تحت کے کتب خانوں کی خاص طور پر تنقیح کیگئی۔ اب عام طور پر عدالت میں کتب قوانین و شرح و فوائد بحث و غیرہ کا ذخیرہ ایک مختصر کتب خانہ کی صورت میں موجود ہے جس میں سال بسال اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

۱۷۔ محافظ خانہ جات و مطبع و فراہمی سامان صادر

الف۔ محافظ خانہ عدالت عالیہ

عدالت عالیہ کا محافظ خانہ بہت عظیم الشان ہے جس میں کثیر التعداد امثلہ محفوظ ہیں اور بلدہ کی بعض قدیم عدالتوں کی ایسی امثلہ بھی موجود ہیں جن سے اگلے زمانہ کی عدالتی کارروائیوں کا پتہ چلتا ہے بعض امثلہ میں دیوانی و فوجداری کارروائیاں بھی ایک ہی جگہ نظر آتی ہیں مثلاً لین دین کے ضمن میں اگر فریقین کے درمیان مارپیٹ ہوگئی ہے تو اسکی تحقیقات بھی دیوانی کارروائی کے ساتھ ایک ہی مثل میں کیگئی ہے۔ عدالت عالیہ کی جدید عمارت میں محافظ خانہ منتقل ہونے کے بعد امثلہ کی تہذیب میں بطور خاص کوشش کیگئی۔ قانون اتلاف کاغذات بیکار کے تحت ہنگامی طور پر ایک عملہ مقرر کر کے تلف شدنی کاغذات کو تلف کر دیا گیا۔ اب عدالت عالیہ کا محافظ خانہ جس میں آہنی کٹگر نصب ہیں نہایت مہذب حالت میں ہے۔ چونکہ اکثر امثلہ میں اہل مقدمات کے اہم دستاویزات متعلق بہ حقوق شریک رہتے ہیں اس لئے انکی حفاظت کا بھی معقول انتظام کیا گیا ہے۔

ب۔ محافظ خانہ جات عدالتہائے تحت

سابق میں عدالتہائے تحت کے محافظ خانوں کی حالت اچھی نہ تھی عدالتوں کے سرکاری مکانات نہونے کی وجہ سے حفاظت امثلہ کا کافی انتظام نہ تھا۔ بروقت انتزاع اختیارات عہدداران مال کے دفاتر سے امثلہ جب عدالتوں میں منتقل ہوئیں تو اس حمل و نقل میں بھی کاغذات منتشر ہوگئے۔ عدالت عالیہ نے تمام عدالتوں میں آہنی کٹگر تقسیم کر کے تہذیب محافظ خانہ جات کے بارہ میں بطور خاص تاکید فرمائی۔ اس طرح بڑی حد تک ماتحت عدالتوں کے محافظ خانوں کی حالت بہت بہتر ہوگئی ہے۔ چنانچہ عدالت ورنگل میں راقم نے جس اصول پر بستہ جات کی ترتیب دی ہے اسکو مسٹر ٹی جے ٹاسکر نے بہت پسند فرمایا

ج۔ مطبع عدالت عالیہ

عدالت عالیہ میں ایک مطبع بھی قائم ہے جس میں عدالت عالیہ کے فارم و نمونہ جات و کارلسٹ و دیگر کاغذات ضروری طبع ہوتے ہیں۔ رجسٹرات و جوڈیشل رپورٹ وغیرہ دارالطبع سرکار عالی میں طبع کرائے جاتے ہیں اور امثلہ مقدمات کے طبع کا کام خانگی مطابع سے لیا جاتا ہے۔ عدالت عالیہ کے مطبع میں ایک کاپی نویس اور تین چار آدمی کا عملہ ہے اس مطبع کی توسیع کی کارروائی بھی زیر غور ہے جس کے بعد عدالت عالیہ و عدالتہائے تحت کے تمام کاغذات و نیز امثلہ جو بصیغہ مرافعہ بیرونی مطابع سے اب طبع کرائی جاتی ہیں آیندہ عدالت عالیہ کے مطبع میں طبع ہونے لگیں گی۔

د۔ صادر

سابق میں دفاتر سرکاری کا صادر خانگی دوکانات سے چیدہ چیدہ طور پر خریدا جاتا تھا۔

اب بروئے گشتی محکمۂ فینانس نشان (۱) واقع یکم امرداد ۱۳۴۴ ف سرکاری اسٹور کا قیام عمل میں آگیا اور بازارت صادر کی خریدی ممنوع قرار دی گئی ہے چنانچہ اب ہایہ عالتوں کے لئے سامان صادر سرکاری اسٹور ہی سے مہیا کیا جاتا ہے۔ اس محکمہ کے ناظم مسٹر وینو گوپال پلے ہیں۔

۱۸۔ عدالت و کوتوالی

ہر متمدن ملک میں محکمۂ عدالت کے ساتھ محکمۂ کوتوالی کا قیام بھی ایک لازمی امر خیال کیا جاتا ہے کیونکہ بلا امداد کوتوالی انصاف رسانی و قیام امن عامہ تقریباً ناممکن ہے۔ زمانہ سابق میں محکمۂ پولس علحدہ طور پر قایم نہ تھا بلکہ کوتوالی کے اختیارات مختلف اشخاص کے تفویض ہوتے تھے جن کا تفصیلی ذکر باب سوم میں آگیا ہے محکمۂ پولس کی تاریخ ہمارا موضوع نہیں ہے چونکہ عدالت و کوتوالی لازم و ملزوم ہیں اور ایک کی ترقی کا عکس دوسرے پر پڑتا ہے اس لئے کوتوالی کا مختصراً ذکر بھی ناگزیر ہے۔

کوتوالی بلدہ و کوتوالی اضلاع یہ دونوں مسٹر ٹی۔ جے۔ ٹاسکر صدر المہام کی زیر قیادت و نگرانی ہیں۔ آپ برطانوی ہند میں عرصہ تک بہ حیثیت کلکٹر کار فرما رہ چکے ہیں اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی حیثیت سے بھی اپنی اعلیٰ قانون دانی کا ثبوت دے چکے ہیں۔ اس طرح آپ کو کوتوالی و عدالت ہر دو محکموں کا وسیع تجربہ ہے۔ طریقۂ تفتیش و پیروی مقدمات کے اہم اصلاحات انسداد جرائم کے بہتر تدابیر جمعیت و عہدہ داران پولس کے امکنہ کی تعمیر۔ ان کے تنخواہوں کا اضافہ نیز اس محکمہ میں سیویلین اور اعلیٰ تعلیم یافتہ اشخاص کے تقررات یہ تمام ایسے امور ہیں جن سے محکمۂ کی روز افزوں ترقی کا ثبوت

ملتا ہے جس کی وجہ سے یہ محکمہ برطانوی ہند کی پولس کے ہم چشم ہوگیا ہے ۔ اور عدالتوں کو عاجلانہ عدل گستری میں جو کچھ سہولت و امداد بہم پہنچ رہی ہے وہ محتاج بیان نہیں ہے ۔

کتاب ہذا میں پہلے عدالت ہائے بلدہ کا ذکر آیا ہے اور اس کے بعد (عدالت ہائے اضلاع) کا ۔ اسی اعتبار سے یہاں بھی اولاً کوتوالی بلدہ اور مابعد کوتوالی اضلاع کا ذکر کیا جاتا ہے ۔

الف ۔ کوتوال اندرون بلدہ و کوتوال بیرون بلدہ

دار السلطنت کے انتظامات کے لئے جو عہدہ دار مقرر ہوتا تھا اس کی نسبت تاریخ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اس عہدہ کی ابتداء خلیفہ دوم اور مابعد خلفاء بنی امیہ کے عہد حکومت میں ہوئی چنانچہ اس عہدہ دار کو "شرطہ" کہتے تھے ۔ سلطنت مغلیہ کے زمانہ میں بھی یہ عہدہ دار کوتوال کے نام سے موسوم رہا ۔ اور ہماری سلطنت ابد مدت کے دور ابتدائی میں اس کو "شحنہ" یا "دھونسہ" کا لقب دیا گیا ۔ بالآخر نواب ناصر الدولہ غفران منزل کے عہد حکومت میں اس عہدہ کو "کوتوال" سے موسوم کیا گیا اور اندرون بلدہ کے لئے ایک کوتوال اور بیرون بلدہ کے لئے ایک کوتوال مقرر کئے گئے کوتوال اندرون بلدہ سے اندرون شہر پناہ کا پورا رقبہ متعلق تھا اور کوتوال بیرون بلدہ کا انتظامی علاقہ متنقر بلدہ سے تا جرچلہ جانب کرنول ۳۰ کروہ = ۶۰ میل ۔ تا کاپرتی جانب مدراس ۲۴ کروہ = ۴۸ میل ۔ تا بھونگیر جانب بجواڑہ ۱۶ کروہ = ۳۲ میل ۔ جانب ناگپور ۱۵ کروہ ۳۰ میل تک تھا ۔ اور ہر کوتوال اپنے اپنے حدود معینہ کی حد تک قیام امن کا ذمہ دار تھا ۔ ان ہر دو کوتوالان کے ماتحت عہدہ دار جمعیت "عملہ ۔ خدمتیان" وغیرہ کی مجموعی تعداد

(۱۲۲۸ھ) بھی جس کی تفصیل تاریخی اقتباسات ... خالی از دلچسپی نہیں ہے ۔

ب ۔ فہرست ملازمان کوتوال اندرون و بیرون بلدہ

(ملازمین اندرون بلدہ)

۱ ۔ سید جعفر علی خان زور آور جنگ از خانادان ... الملک کوتوال (۱) کس ۲ ۔ چاند خان نائب اول کوتوال بلدہ ۳ ۔ سید ... نائب دوم کوتوال اندرون بلدہ ۴ ۔ مولوی محمد حسین منصف اول ۵ ۔ مولوی سید بدرالدین منصف دوم ۶ ۔ ... محرران کوتوالی (۶) کس ۸ ۔ مرزا امداد علی بیگ منشی منصف اول ۹ ۔ میر جعفر علی منشی ۱۰ ۔ سید عبداللہ محافظ دفتر (۱) کس ۱۱ ۔ سید عبدالرحمن مہتمم محابس ۱۲ ۔ داروغگان محبس (۳) کس ۱۳ ۔ محرران محابس (۴) کس ۱۴ ۔ امنا (۶) کس ۱۵ ۔ جمعدار پیادگان (۶) کس ۱۶ ۔ دفعداران (۱۲) کس ۱۷ ۔ وغیرہ سرگروہ (۹۶) کس ۱۸ ۔ برقنداز (۱۳۰۰) نفر ۱۹ ۔ بلوچی (۲۵) نفر ۲۰ ۔ کابلی (۳۹) نفر ۲۱ ۔ سندھیان (۲۵) نفر ۲۲ ۔ سکھان (۱۹) نفر ۲۳ ۔ عرب (۳۹) نفر ۲۴ ۔ گوبندگان (۲۵) نفر ۲۵ ۔ چپراسیان (۱۰) نفر ۲۶ ۔ ہرکارہ (۷۰) نفر ۲۷ ۔ جلاد (۱) نفر ۲۸ ۔ کوڑہ بردار (۱) نفر ۲۹ ۔ کاماٹی (۸) نفر ۳۰ ۔ دف نواز (۱۱) نفر ۳۱ ۔ نرسنگھا نواز (۱۰) نفر ۳۲ ۔ خاکروب (۶) نفر ۳۳ ۔ طباقی[1] (۱) نفر ۳۴ ۔ منادی نواز[2] (۱) نفر ۳۵ ۔ بہوئی (۶) نفر ۳۶ ۔ اصیل (۲) انائی (عورت)

---

[1] سزائے قصاص کے بعد عوام الناس کی آگہی کے لیے مقتول کا سر طبق میں لیکر شہر کے راستوں و بازارات میں عبرت کے لیے گشت کرنے والا ۔

[2] طباقی کے آگے آگے واقعہ قصاص کی بذریعہ دف تشہیر کرنیوالا ۔ (ماخوذ از تاریخ دکن)

۳۷ - دربانان[1] دروازہ ہائے شہرپناہ و کھڑکی (۴۸) نفر ۳۸ - نشان بردار (۱) نفر
۳۹ - تاشہ مرفہ نواز (۳) نفر ۴۰ - بہالدار (۲) نفر ۴۱ - نقیب (حلیہ نویس) (۱) نفر
۴۲ - سقہ (۸) نفر ۴۳ - مشعلچی (۸) نفر ۴۴ - سرگروہ و افسر جملہ جمعیت موسوم
بہ یقین خان[2] (۱) کس ۴۵ - افسر مخبران موسوم بہ چور بیگ[3] (۱) کس ۴۶ - طبیب کوتوالی (۱) کس
۴۷ - پیش دست طبیب (۱) کس ۴۸ - چپراسی شفاخانہ (۱) کس میزان (۱۰۷)

(ملازمین بیرون بلدہ)

۱ - مرزا حیدر بیگ اورنگ آبادی کوتوال بیرون بلدہ (۱) کس ۲ - مولوی محمد مراد منصف (۱) کس
۳ - امین درجہ اول (۱) کس ۴ - امین درجہ چہارم (۲) کس ۵ - امین درجہ پنجم (۲) کس
۶ - جمعدار سواران (۱) نفر ۷ - دفعدار سواران (۱) نفر ۸ - سواران کوتوالی (۳۰) نفر
۹ - سواران فوج متعینہ کوتوالی (۵۰) نفر ۱۰ - جوانان (۲۴) جوق (ہر جوق میں (۱۶) جوان
ایک جمعدار اور ایک دفعدار مامور تھے جن کی تعداد نفری ۴۳۲ تھی) جملہ میزان (۵۲۱)

---

[1] - شہرپناہ حیدرآباد میں (۱۲) دروازہ اور (۱۳) دریچہ تھے - جن کے (۱۲) بجے شب میں بند اور صبح (۴) بجے کھولنے کا کام ان دربانوں سے متعلق تھا - ان کے فرائض میں یہ بھی داخل تھا کہ سیندھی اندرون بلدہ نہ لانے دیجائے - دروازوں کے نام:- (دہلی دروازہ قدیم) دہلی دروازہ جدید (دروازہ افضل گنج) چادر گھاٹ - دبیر پورہ - یاقوت پورہ - تالاب میر جملہ - گولی پورہ - لال دروازہ - علی آباد - غازی بندہ - فتح دروازہ - دودہ باؤلی دروازہ - دروازہ پل قدیم:- کھڑکیوں کے نام:- کھڑکی بوا ہیر - کھڑکی تالاب میر جملہ - کھڑکی بابا - کھڑکی رنگ علی شاہ - کھڑکی یودے صاحب - کھڑکی دارالشفا - کھڑکی راؤ رنبھا - کھڑکی کالا لان - کھڑکی نقاران (دھوبیان) کھڑکی حسن علی - کھڑکی چنپہ دروازہ - کھڑکی چار محل دروازہ - کھڑکی دودہ باؤلی - کھڑکی کمارجی گوڑہ -

[2] - یہ کسی عہدہ دار کا نام نہیں تھا بلکہ گوسندگاں کے سرگروہ اور جمعیت کا جو افسر ہوتا تھا اس کا یقین خان لقب ہوا کرتا تھا کیونکہ اسکی دی ہوئی خبر قابل یقین ہوتی تھیں

[3] - شہر کے برے بھلے حالات پر خفیہ نگرانی رکھنے والی جماعت کا افسر چور بیگ سے موسوم ہوتا تھا - (تاریخ دکن)

کوتوالان بلدہ بہ حیثیت ناظم فوجداری جن جرائم کی تحقیقات اور تجویز کے مجاز تھے ان کی فہرست ذیل میں دی جاتی ہے تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ موجودہ تعزیرات سرکار عالی و تعزیرات برطانیہ ہند کے مندرجہ افعال تعزیری کو ایک صدی سے قبل بھی جرائم تعزیری قرار دیا گیا تھا۔

ج - فہرست جرائم قابل تحقیقات و تجویز کوتوال بلدہ

نشان شمار	تفصیل جرم متعلق بکوتوالی اینجا	نشان شمار	تفصیل جرم متعلق بکوتوالی اینجا
۱	دزدی مال قیمتی صد روپیہ بگر در ملک آیینی پنجاہ روپیہ است اما اینجا اختیار کوتوال بلدہ تا دزدی سہ صد روپیہ است	9	جبر و تعدی بیجا بدون صدمہ شدید و ضرر جسمانی
		۱۰	غفلت بہ تعمیل حکم سرکار
		۱۱	روپوشی از حکم سرکار
۲	داشتن مال مسروقہ تا بمقدار مذکور	۱۲	دہرنا دادن
۳	نقب بلا دزدی و دیگر واردات از مضروبی یا مجروحی صاحب خانہ یا حارس	۱۳	اخفای واردات مقدمات خفیفہ
		۱۴	پناہ دہی مجرم مقدمات خفیفہ
۴	مجروحی و مضروبی خفیفہ	۱۵	اخبار دروغ بعلم و دانستگی پیش داروغہ پولس یا دیگر عہدہ دار یا زمیندار رسانیدن
۵	دشنام دہی		
۶	مضاربت خفیفہ	۱۶	تحقیر حکم سرکار
۷	ہنگام آرائی بلا وقوع شداید	۱۷	تحقیر حکم عدالت
۸	بیدخلی بلا مجروحی و مضروبی شدید	۱۸	تخویف ملازم سرکار بغرض عدم عمل آوری

نشان نمبر	تفصیل جرم متعلق بکوتوالی اینجا	نشان نمبر	تفصیل جرم متعلق بکوتوالی اینجا
۱۹	بجبر باز داشتن دادخواہ را از دادخواہی	۲۸	بازن غیر مذاق یا کلام نا ملایم کردن
۲۰	اخفائی مال غیر یا مال لاوارث	۲۹	براہ تلبیس جامہ و لباس مشابہ نوکران سرکاری پوشیدن
۲۱	اخفائی اشیائی محصول بغرض اتلاف محصول سرکار	۳۰	شکستن بند یا مجرای آب براہ شرارت تا زراعت دیگران خراب شود
۲۲	فروختن یا داشتن اشیائی ممنوعہ بعلم این معنی کہ از سرکار برائی فروختن یا داشتن این اشیاء ممانعت است	۳۱	آب ریختن براہ برائے اذیت رسانی
۲۳	داشتن و ساختن و رواج دادن پیمانہ دروغ	۳۲	نقصان رسانی بچراگاہ یا زراعت
۲۴	داشتن شئے مضرت رسان خلایق بشاہراہ عام	۳۳	واکردن لفافہ موسومہ غیر صرف براہ شرارت
۲۵	عمداً گذاشتن مویشی مضرت رسان خلایق	۳۴	فریب خفیف
۲۶	جراحت رسانی مویشی اشخاص غیر بمراد نقصان	۳۵	مفروری قیدی زیر دریافت از حراست
۲۷	ہلاکت مویشی تا بقیمت پنجاہ روپیہ		

د۔ محیر العقول جرایم، انکی تفتیش تحقیقات و فیصلہ جات

آج سے ۶۰ سال قبل ایک مقدمہ دفتر دارالانشاء (دفتر پیشی مدارالمہام) سے بغرض تحقیقات و تجویز عدالت فوجداری بلدہ میں بھیجا گیا تھا۔ اس کی روداد کے دیکھنے سے زمانہ سابق کے طرز تفتیش، اصول تحقیقات اور طریقہ ارتکاب جرایم پر کافی روشنی پڑھ سکتی ہے۔ اس مقدمہ کے واقعات یہ بیان کئے جاتے ہیں کہ مسمی گنگارام ملزم مسماۃ بلیما کے فرزند لچھمن بعمر ۱۰ سالہ کو سحر سے

مسحور کر کے اس کے موضع سے لے بھاگا۔ تین سال بعد اس مفرور لڑکے کے ساتھ اس موضع میں وارد ہوا۔ وہاں کے لوگوں اور اس لڑکے کے ماں باپ نے جب ملزم کو گرفتار کر کے عمال دیہہ کے پاس پیش کیا تو ملزم نے اس لڑکے کو سحر سے لڑکی بنا دیا اور اپنی دختر ہونیکا ادعا کیا چنانچہ ملزم کو بپاداش جرم حبس دوام کی سزا بتاریخ ۲۹ رجب ۱۲۷۹ھ دی گئی اور بچہ اس کے والدین کے تفویض کر دیا گیا۔ ملزم نے اور جن تین لڑکوں کو اپنے ہمراہ اسی طرح رکھا تھا ان کو بھی رہا کر دیا گیا۔

اسی سلسلہ میں ایک اور تعجب خیز مقدمہ منفصلہ عدالت فوجداری بلدہ کا بھی تذکرہ کیا جاتا ہے۔ جس کے واقعات یہ ہیں کہ ایک شخص نے ایک لڑکے کے آنکھوں میں سحر پھنایا جس کے باعث وہ عامل کا فریفتہ ہو کر والدین اور گھر دار کو چھوڑ دیا اور عامل کے ساتھ ہو لیا۔ چنانچہ اس عامل کے حق میں بھی سزائے قید تجویز کی گئی۔ فیصلہ جات بالا کس اصول قانون پر مبنی تھے اور الزامات کس جرم کی تعریف میں داخل ہو سکتے تھے قابل غور ہے۔ یہ بھی لائق غور ہے کہ موجودہ زمانہ میں کسی پر ایسا الزام عاید ہو سکیگا اور عدالت کوئی سزا تجویز کر سکیگی؟

مولوی عبدالحلیم نصراللہ خان ناظم عدالت فوجداری بلدہ نے اپنی کتاب "تاریخ دکن" مطبوعہ ۱۲۹۴ھ میں ان فیصلہ جات کو درج کیا ہے جس کی بجنسہ نقل کی جاتی ہے۔

(نقل فیصلہ)

روبکاری گنگارام ولد ابیا سنیاسی مدعی علیہ واقع بدارالعدالت فوجداری بلدہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد

مقدمه هذا بموجب رقعه دار الانشاء سرکار محرره نهم جمادی الثانیه لغایة سنه ۱۲۷۹ھ روبکار گردیده و
کواغذ منتظمه مرتبه مثل بملاحظه رسید خلاصه اظهار مسماة بلما مدعیه اول اینکه قبل از سه سال پسرم مسمی لچهمن حاضر نذرا
بعمر ده سالگی در صحرا مواشی میچرانید گنگا رام مدعا علیه او را بسحر وغیره مسخر کرده همراه خود برده یک سال در موضع
اما پور ده خود پیش داشت و دو سال همراه خود ده بده گردانید برای تحصیل معمول خود باز بده من مظهره آورده
بود که بلا نامی دهیڑ او را دیده شناخته بخواهرم مسماة رنگما اطلاع کرده خواهرم بانکٹ راؤ ایما نمود پٹواری
مذکور پسرم را طلبید مستفسر گردید پسرم نام من و پدر و خال وغیره اهل قرابت خود ظاهر میکرد که گنگا رام مدعی علیه
رسیده دست بر.... پسرم گذاشته عمل تازه نموده گفت که این پسر نیست دختر من ست به بینید اگر پسر باشد
از آن شماست و اگر دختر باشد از آن من ست پسرم بفور گذاشتن دستش زن گردیده ...... غائب شد
چنانچه مسمیان بانکٹ راؤ پٹواری و کشنیا کمتی و یاپڑ و بهوئی و کاشنا کومٹی و یا بهیا و چندریا جوسیان بچشم
خود ها این واردات دیده اند فقط - خلاصه اظهار لچهمن مدعی دوم اینکه قبل از سه سال گنگا رام مدعی علیه
باتفاق شخصے دیگر آں را در صحرا تنها یافته عرق کدام برگ در دستم انداخته و در هر دو پره بینی و هر دو گوش
سوراخ کرده چیزے عمل نمود که من مظهر مسخرش گردیده همراهش شدم و مدعی علیه مرا یک سال در موضع
اما پور داشته و دو سال همراه خود ده بده گردانیده دو بار عرق کدام شجر مرا نوشانیده باتفاق ایریا
و دو طفل مسمیان هنیگا و کوبیگا باز برای تحصیل معمول خود وارد من شد بلا نامی دهیڑ مرا شناخته بانکٹ راؤ
پٹواری اطلاع کرد پٹواری مذکور مرا و مدعی علیه را طلبیده تکرار میکرد که مدعی علیه لنگوٹ من بر آورده پنجه برای
بستم زاده سه بار دست از.... فرود آورده گفت که اگر این پسر باشد از آن شماست و اگر دختر باشد از آن من ست

من مظهر کرده بودم بمجرد فرود آمدن . . . نشان زن شده . . . . غائب گردید و این داغ سیاه که بزن ست
مدعی علیه بعد گرفتاریم بدست اهدام زنانه و یا تبیده است و این به دو طفل نیز ازین همراه مدعا علیه بود فقط
خلاصه اظهار گنگا رام مدعی علیه اینکه دختر حاضر ہذا صلبی من ست از زوجه ام مسماة بیلی در موضع اماپور
متولد شده است چنانچه بھیموں راول یا پیاو لوبھیا یا من و کوتگیر ملیا اقبال لنوٹ ٹما کلال و با سارام
اپیا کلال وغیره گواه اند - خلاصه اظهار ایریا گواه اول مدعیه این که مدعی علیه برائے تخصیص محصول تودار
عرصه هشت ماه مرا همراه خود داشته است و دو ماه همراهی او شده بود که گرفتار گردیدم و کوپیگا طفل نیز من ست
و ٹیگا نیز همراه گنگا رام میباشد. و طفل متنازع فیه را من اکثر دیده ام که مرد بود . . . . . . میداشت و در موضع
کرنی که رسید نیز مرد بود همین که مدعی علیه بالائی بدنش دست مالید طفل ہذا زن شد فقط خلاصه اظهار کوپیگا
بعمر دوازده ساله گواه دوم مدعیه اینکه چند ماه در مہ نبی ایریا را که مدعی علیه باقرار دادن ده روپیه و طعام همراه خود
از اماپور آورده است من مظهر همراهش آمده ام و طفل حاضر ہذا مسمی کھیمن از من میگفت که مدعی علیه مرا
در صحرا یافته عرق برگ نوشانیده بیهوش کرده همراه خود آورده است و من مظهر کھیمن را اکثر دیده ام که
علامت . . . . . . میداشت در موضع کرنی رسیده علامت پیدا نمود فقط خلاصه اظهار ٹیگا بعمر چارده ساله
گواه سوم مدعیه اینکه من مظهر از عرصه هشت سال نزد گنگا رام مدعی علیه ام مدعی علیه . . . . من در صغر خود دنگی
پدرم متوفی مرا از عم من گرفته است و طفل متنازع فیه مسمی کھیمن از عرصه سه سال نزد مدعی علیه است طفل مذکور
مرد بود . . . . . . میداشت در موضع کرنی زن گردید فقط خلاصه اظهار شیخ میران گواه چهارم مدعی اینکه من طفل ہذا مسمی کھیمن
را اکثر دیده ام مرد بود . . . . . . میداشت مادرش حاضر ہذا است و پدرش بدیا متوفی بود وقتے که بر خانه اانگٹ راو دیوار

شور وغوغا شد من ہم رفتہ دیدم تا آن وقت نیز طفل ہذا علامت ...... میداشت ہمیں کہ مدعی علیہ آمدہ دست خود

از ...... طفل ہذا فرود آوردہ علامت ...... مبدل ...... گردید مدعی علیہ میگفت کہ ایں پسر نیست

دختر من است اگر پسر باشد از آن شماست واگر دختر باشد از ان من ست چنانچہ چھوٹی قتال بی صاحب

دیا گ مار مخدوم صاحب گھڑ و بھائی محمد حسین و بانکٹ راؤ پٹواری و برمٹی بابا و گنگا پورب چلنیا بچشم خود بایں

واردات دیدہ اند فقط خلاصہ اظہار عبدالنبی گواہ پنجم مدعیہ اینکہ طفل ہذا مسمی لچھمن مرد بود ...... میداشت مویشی من

میچرانید و ہمراہ نبیرۂ من می باز ید فقط خلاصہ ترجمہ عرضی بانکٹ راؤ پٹواری موضع کرنی مرسلہ منصور جنگ بہادر

اینکہ لچھمیا نامی طفل را کہ قبل چہار سال سنیاسی سحر کردہ ہمراہ خود بردہ بود بتاریخ بستم ماہ ذی قعدہ ۱۲۷۸ھ ہجری

...... معمول خود مع طفل مذکورہ باز وارد موضع مذکور گردید مردمان دہ طفل مذکور را دیدہ شناختہ از

سنیاسی مذکور مباحثہ کردند سنیاسی مذکور گفت ایں طفل پسر نیست دختر من است اگر پسر باشد شما بگیرید واگر دختر

باشد من میگیرم اہل دہ طفل مذکور را کہ عریاں کردہ دیدند علامت ...... یافتند فقط خلاصہ ترجمہ ظاہر ونکٹ

رام گوپال نبیرہ اش و راما دہنکر مرسلہ بہادر مذکور اینکہ طفل ہذا مرد بود ...... میداشت فقط بعد ازان بتاریخ

بستم جمادی الثانیہ ۱۲۷۹ھ مدعیہ و مدعی علیہ و طفل متنازع فیہ را مع مثل مقدمہ بہ بدرقہ جوانان عدالت

روانہ ہمکنڈہ نمودہ بقاسم یار جنگ بہادر نوشتہ شد کہ گواہان قرار دادہ مدعی علیہ را از موضع اماپور طلبانیدہ

پیش مولوی محمد نصر اللہ منصف رجوع کنانیدہ دہند کہ مولوی صاحب مذکور بمقابلہ متخاصمین اظہارات

آنہا گرفتہ شریک مثل نمودہ در ینجا خواہند فرستاد بمولوی صاحب مذکور نیز ہمیں مضمون تحریر یافت

قاسم یار جنگ بہادر گواہان مذکورین را از اماپور طلبانیدہ پیش مولوی صاحب مذکور رجوع کردہ دادند

مولوی صاحب مذکور اظہارات آنہا بمقابلہ منخاصمین گرفتہ روانہ محکمہ ہذا نمودند۔ خلاصہ اظہار مسماۃ بلی زوجہ گنگارام اینکہ عرصہ سہ سال شد کہ شوہرم پسر ہذا گرفتہ آورد و این دختر بطنی من نیست فقط خلاصہ اظہارات مسمیون راول پاپیا و بامن بوچیا و کونگیر ملیا بقال پنڈال انگلو و باسارام ابیا کلالان وایر پا کرم و بھوانی و بازاری بلی و بوندی سنیاسی ساکنان اماپور گواہان قرارداد کہ گنگارام مدعی علیہ نیکہ مایان دختر ہذا گاہی بچشم خود ہا ندیدہ ایم زوجہ گنگارام مدعی علیہ در موضع اماپور دو دختر زائید یکی شیرخوار است و دیگر ہشت سالہ کہ بود مدعی علیہ قبل ایک سال اورا گرفتہ برد و باز نیاورد و اہالیان محکمہ طفل متنازع فیہ را بہ ڈاکٹر معاینہ کنانیدند نامبردہ علامت...... مذکور دیدہ گفتند کہ در علامت ہذا نوعی شک ست بالیقین گفتہ نمی شود کہ این مذکر است یا مونث چونکہ بلما مدعیہ دعوی گردانیدن پسر خود را دختر از عمل سحر بر گنگارام گوشائین مدعا علیہ نمود و مدعی علیہ ازین معنی انکار کردہ ظاہر کرد کہ دختر مذکور صبیہ من منظہر است و برین معنی بلی زوجہ خود و وراول پاپیا و بامن بوچیا و کونگیر ملیا بقال و پنڈال انگلو و باسارام ابیا کلالان وایر پا کرم و بھوانی و بازاری و بلی و بوندی و سنیاسی گواہ ہستند و کسان مذکورین تکذیب قول مدعی علیہ مذکور نمودند و شیخ میران وایر پا گواہان متفق اللفظ والمعنی حسب دعوی مدعیہ گواہی دادند و گواہی عبدالنبی و دو طفل مسمیان مٹیگا و کوپیگا موید دعوی مدعیہ است و وضع شہادت برائے اثبات امر عارض خلاف ظاہر و سحر امر عارض خلاف ظاہر پس از شہادت آنہا الزام گردانیدن پسر مذکور را دختر بسحر حسب الدعوی مدعیہ بر مدعی علیہ عاید گردیدہ متوجب عقوبت گشت و طفل مذکور عاقل و مقر تکذیب دعوی مدعی علیہ نمودہ تصدیق دعوی مدعیہ کرد و ثابت بتصادق مانند ثابت

یا المنائیہ ناست وتصدیق شرط صحت اقرار پس حسب تصادق دعویٰ مدعیہ ثابت گردید و ہرگاہ کہ سارق و قطاع الطریق وخناق وساحر فعل مکرر نمایند اگر حاکم در قتل آنہا مصلحتے داند قتل آنہا سیاستہً جائز ناست و درینصورت تکرار فعل از روئے اقرار یا گواہی ثابت نگشتت شرعاً مدعی علیہ مستحق قتل نیست مگر عقوبت لازم لہذا حکم دادہ شد کہ پسر مذکور را تفویض مدعیہ کردہ شود و گنگارام عقوبتاً و سیاستاً دائم الحبس یا بحولانہ مقید باشد و کوبگا و ٹنیگا وا یریا را مخلصی دادہ آید فقط المرقوم بست و نہم ماہ رجب المرجب سنہ ۱۲۷۹ھ۔"

ھ۔ تنظیم کوتوالی بلدہ

سنہ ۱۲۶۴ف میں نواب مختار الملک بہادر نے عاملانہ اور عدالتی اختیارات علحدہ کردے اور جب عدالتوں کو کامل اختیار حاصل ہوگیا تو کوتوالی بلدہ کے اختیارات محدود کردیے گئے اور صرف مقدمات زد و کوب و ضرب خفیف کی سماعت کے اختیارات باقی رہے۔ خدمت کوتوالی بلدہ کی تنخواہ ہر زمانہ میں مختلف رہی۔ بالآخر سنہ ۱۳۲۲ف میں مستقل تنخواہ (۱۲۰۰) سکہ عثمانیہ قرار پائی۔ الانواب عماد جنگ بہادر کے جن کی تنخواہ (۲۱۰۰) تھی۔ تاسیس سلطنت آصفی سے اب تک (۲۰) عہدہ دار خدمت کوتوالی پر فائز ہوئے۔

نواب اکبر الملک سی۔ یس۔ آئی۔ پہلے کوتوال بلدہ ہیں۔ جن کے زیر انتظام اندرون و بیرون بلدہ کا پورا رقبہ دیا گیا۔ اس کے قبل کوتوالی کی کوئی باقاعدہ جمعیت نہ تھی نہ اس کا کوئی باقاعدہ لباس اور ضروری اسلحہ تھے۔ انھوں نے شہر کے اسمات گذروں اور ٹھانوں کا تعین کیا جن پر صدر امین۔ امین۔ جمعدار۔ دفعدار اور جوانان پولیس مامور کئے گئے۔ جن کی نگرانی

سرگردگان اور مددگاران کے تفویض کی گئی تھی ایک مددگاری پر سرکار عالی کی فوج کے دیسی عیسائی افسر کو مامور کیا گیا۔ رونڈ گشت شبینہ کا انتظام عمل میں آیا حصول اطلاعات۔ سراغ براری۔ تفتیش جرایم وغیرہ کے کام کی باضابطہ ابتداء ہوئی جمعیت پولس کو اسلحہ اور وردی دی گئی اور ساتھ ہی قواعد و پریڈ کی ابتدا کی ایک جماعت کو خفیہ پولس کے نام سے موسوم کیا گیا جس پر افضل نوز خان بحیثیت خفیہ پولس افسر مقرر ہوئے۔ جن کو بسا اوقات سنگین جرایم کے ملزمین کا جو امراء کے پناہ میں آجاتے تھے گرفتاری میں سعی کرنی پڑتی تھی۔ چونکہ اس زمانہ میں عرب اور کوتوالی میں جھگڑے اور کشت و خون ہوا کرتا تھا اس لئے افغان پولس اور عرب پولس کا قیام عمل میں آیا تاکہ ایسے جھگڑوں کا استیصال کیا جائے۔

اس دور میں روزنامچہ کوتوالی۔ چالان کے نمونے۔ پرچہ اطلاع واردات کی ترویج ہوئی اور دواخانہ پولس کا قیام عمل میں آیا۔ جہاں سے جرایم متعلقہ جسم انسان کے صداقت نامے اجرا کئے جاتے تھے۔ عدالت عالیہ اور عدالت فوجداری میں پیروی کے لئے ابتداً ایک اور بعد میں دو وکلاء سرکار کا تقرر کیا گیا۔ یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ کوتوالی اضلاع کی تنظیم و اصلاح میں مسٹر ہینکن کے دور کو جو اہمیت حاصل تھی وہی نواب اکبر الملک کے (۲۱) سالہ دور کو کوتوالی بلدہ میں حاصل رہی

میر وزیر علی (سلطان یار جنگ) اکبر الملک کے بعد ۷ سال تک بہ حیثیت کوتوال کارگزار رہے۔ آغاز دور عثمانی میں ان کی جگہ خان بہادر محمد عبد الکریم خان عرف لال خان بیمار ۲ ماہ تک کوتوال رہے ان کے کروڑگیری میں منتقل ہونے پر کچھ دن تک پہلے مسٹر

پیج۔ گیر اوران کے بعد میر مبارک علی خان خان بہادر نگران کار کوتوال رہے۔

نواب عماد جنگ ثانی ناظم صدر عدالت ضلع گلبرگہ شریف کا ۱۳۲۱ف میں عہدہ کوتوالی پر تقرر عمل میں آیا۔ بہ ملاحظہ رپورٹ نظم و نسق ۱۳۱۹ف مرتبہ صدر محکمہ کوتوالی بلدہ مترشح ہے کہ کوتوال بلدہ کی تنخواہ ابتداً (۱۲۰۰) تھی لیکن حسب فرمان خسروی آپ کی تنخواہ ۱۳۲۵ف (۱۵۰۰) معہ (۲۰۰) پرسنل الونس قرار دی گئی۔ اپ کے (۷) سالہ زمانہ کوتوالی میں حسب ذیل اصلاحات عمل میں آئیں:۔

جمعیت پولیس کی قواعد و پریڈ کا معقول انتظام ہوا۔ پولس ٹریننگ اسکول میں پولس بلدہ کے داخلہ کی اجازت حاصل ہوئی۔ متوفی ملازمین کی اولاد کے لئے بنام "لائن بایز" جائدادیں قایم کی گئیں۔ کار تفتیش میں صدر امین ذمہ دار قرار دئے گئے اور ڈائری کی ترویج ہوی۔ پیروی مقدمات کے لئے قانون دان کورٹ انسپکٹر مقرر کئے گئے اور عدالت عالیہ کیلئے ایک وکیل سرکار کا تقرر عمل میں آیا۔ تحقیقات وجہ موت کے لئے کارونر مقرر کئے گئے ہفتہ واری گزٹ اجرا ہوا۔ صیغہ نگرانی و رجسٹری موٹر کار کا قیام عمل میں آیا۔ محرم الحرام کے خرافات موقوف کئے گئے۔ ہولی دھولنڈی کی فحش کلامی کی روک تھام کی گئی۔

راجہ وینکٹ راما ریڈی صاحب اول مددگار کا تقرر (نواب عماد جنگ کے انتقال کے بعد) عمل میں آیا جو ۱۴ سال تک کارگذار رہے۔ آپ کو منجانب سرکار عالی "راجہ بہادر" اور سرکار عظمت مدار سے۔ او۔ بی۔ ای کا اعزاز عطا ہوا۔ آپ کو تحت دفعات (۱۰۴ تا ۱۰۶) اختیارات

فوجداری سرکار عالی سے دیئے گئے۔ آپ کے زمانہ[۱] پر پرقبہ رزیڈنسی بنام "سلطان بازار" کوتوالی بلدہ کے زیر انتظام آیا۔ قواعد موٹر کار۔ قواعد اسلحہ اور اسپشل برانچ کا آغاز آپ کے دور کے نمایاں خصوصیات ہیں۔ سنہ ۱۳۳۷ف میں بارگاہ جہاں پناہی کی شاہانہ توجہ اصلاح رشتہ کی جانب مبذول ہوئی اور مختلف امور میں ازسرنو تنظیم کی گئی جو سر حیدر نواز جنگ[۲] صدرالمہام کوتوالی کی خاص کوشش کا نتیجہ تھا۔

نواب رحمت یار جنگ بہادر کا بتاریخ ۲۵ امرداد ۱۳۴۳ف راجہ بہادر وینکٹ راما ریڈی سے وظیفہ حسن خدمت پر سبکدوش ہونے کی وجہ سے عہدہ کوتوالی پر حسب فرمان خسروی تقرر عمل میں آیا۔ آپ سررشتہ مال اعداد شمار۔ قحط اور عطیات کا وسیع تجربہ رکھتے ہیں۔ آپ نے بمبئی میں کوتوالی کا عملی تجربہ حاصل کیا ہے۔ آپ کو بھی ضروری فوجداری اختیارات حاصل ہیں۔ بہ حیثیت ناظم فوجداری آپ کو عدالتی کام کرنے کا بھی موقع ملا ہے۔ ناظم کوتوالی ضلع کی حیثیت سے آپ کا مصالحانہ عمل بہ موقع فساد گردواڑہ نا ندیڑ پسندیدہ نظروں سے دیکھا گیا۔ قواعد کوتوالی جس کی عرصہ سے ضرورت محسوس کی جا رہی تھی آپ کے زمانہ میں نافذ ہوئے۔ ٹرافک کنٹرول[۱] (Traffic Control) اور فلائنگ اسکواڈ[۲] (Flying Squad) کے انتظامات اعلیٰ پیمانہ پر عمل میں آئے۔ انسداد جرائم

---

[۱] تیز رفتار سواریوں کے حادثات کی روک تھام کیلئے پولس کی ایک خاص جماعت کو مخصوص شاہراہوں پر متعین کیا گیا ہے جن کے بائیں ہاتھ پر سفید پٹی ہوتی ہے۔ اور شام میں ان کو سفید کورٹ پہننا ہوتا ہے۔

[۲] اس جماعت کے فرائض یہ ہیں کہ راستہ میں بلا ضرورت سواریوں کو ٹھہرنے نہ دیں۔ اگر دوکاندار اپنی دوکانوں کے سامنے بنڈیاں یا سیکلس کھڑے رکھیں یا راستوں پر دوکانیں لگائیں تو انکو ہٹا دیں اور انکے خلاف انسدادی تدابیر عمل میں لائیں۔



پہلی صف: حسن علی خان صاحب، رکن — قادر حسین صاحب، رکن — سید چندو حسینی صاحب، رکن — محمد یامین صاحب بیرسٹر، معتمد — سری پت راؤ صاحب، نائب صدر — خواجہ عبدالعزیز صاحب، صدر نشین — سید عسکری حسن صاحب، مہتمم کتب خانہ و رکن جوبلی کمیٹی — محمد عبدالرؤف صاحب، نائب معتمد — رفیع الدین صاحب جنیدی، رکن — دیوی داس صاحب، نمائندہ انجمن وکلا نانڈیڑ — جنار دن راؤ صاحب، رکن جوبلی کمیٹی

دوسری صف: علی الدین صاحب، نمائندہ انجمن وکلاء گلبرگہ — رنگا ریڈی صاحب، رکن جوبلی کمیٹی — عبدالرحیم صاحب، رکن انجمن و رکن جوبلی کمیٹی — عبدالواحد صاحب، رکن — عبدالمقتدر خان صاحب، رکن — جہانگیر علی صاحب، رکن — اسلم خان صاحب، رکن — سید بشیر حسن صاحب، رکن

۱۳۴۶ف

کاسکٹ پیش کردہ منجانب طبقہ وکلاء - بہ تقریب جشن سیمین مبارک



مسٹر - ایس - ٹی - ہالنس - پی - سی - آئی - ای
صدر ناظم کوتوالی اضلاع و محابس سرکار عالی



نواب رحمت یار جنگ بہادر - کوتوال بلدہ

سراغ رسانی تفتیش و پیروی مقدمات کے فرایض براہ راست گزیٹیڈ عہدہ داروں سے متعلق کئے گئے۔ پیروی مقدمات کے لئے بجائے ایک وکیل سرکار کے (۳) وکلاء سرکار مامور ہوئے اور ہر عدالت فوجداری کے لئے ایک ایک کورٹ انسپکٹر مامور کیا گیا ہے۔ کوتوال صاحب بلدہ کے علاوہ حسب ذیل تین نائب کوتوال ہیں۔

۱۔ لفٹننٹ کرنل نواب سلطان یار جنگ بہادر سینیر نائب کوتوال۔

۲۔ مولوی میر محمود علی صاحب نائب کوتوال صیغہ خفیہ۔

۳۔ مسٹر ہبورڈ گاف نائب کوتوال صیغہ جرایم و مسلح پولس۔

و۔ کوتوالی اضلاع

زمانہ سابق میں عہدہ داران مال کو فوجداری اور پولس کے دونوں اختیارات حاصل تھے تاکہ وہ ملک میں امن قایم رکھ سکیں۔ سب سے پہلے سر سالار جنگ اعظم کے زمانہ میں باضابطہ پولس کی جمعیت قایم کرنے کی کوشش کی گئی۔ چنانچہ جب آپ نے ملک کی ضلع بندی کی تو ہر ضلع میں پولیس کی جمعیت اور ایک مہتمم کا تقرر فرمایا۔ اور ہر چار اضلاع پر ایک ایک صدر مہتمم مقرر کئے گئے جو صدر المہام کے ماتحت رہا کرتے تھے۔ اس جمعیت کی حیثیت درحقیقت پولس کی نہیں تھی بلکہ زیادہ تر فوج بیقاعدہ کی تھی۔

سنہ ۱۲۹۳ف میں جب کرنل۔ اے ۔ یس لڈلو انسپکٹر جنرل پولیس مقرر ہوئے تو انھوں نے اس کو ایک باقاعدہ پولس کی جمعیت بنانے کی کوشش کی اس بارے میں بہت سے اصلاحات

کیس مثلاً قواعد کی تعلیم دی اور نظام قایم کیا۔ ہر کارروائی کے لئے خاص نمونہ مقرر کرکے دستور العمل مرتب کیا اور سرکار سے دو انگریز مددگاروں کے تقرر کی منظوری حاصل کی۔ جن کے منجملہ ایک کے تفویض تفتیش جرایم کا کام کیا گیا۔ اختیارات کوتوالی جو عہدہ داران مال کو حاصل تھے بتدریج عہدہ داران پولس کو دلا دیئے۔ بزمانہ حضرت غفران مکان آصف جاہ سادس تقریباً ۱۲ سال تک اس خدمت کو انجام دینے کے بعد ان کے جانشین مسٹر ہوگاف ہوئے جنھوں نے دو سال تک اس خدمت کو انجام دیا۔

مسٹر لے۔ سی۔ ہنکن ان کے جانشین ہوئے جو تقریباً (۲۳) سال تک کارفرما رہے بلحاظ اصلاحات وخوبی انتظام ان کا یہ طویل زمانہ صدر نظامت نہایت درخشاں رہا۔ صاحب موصوف فادر یا پیل F.sther or PeeL آف حیدرآباد پولس کہے جا سکتے ہیں انھوں نے اس مبارک دور عثمانی میں ہر ضلع وتعلقہ حتیٰ کہ ہر موضع میں پولس کا انتظام اس خوبی سے قایم کیا کہ ہر شخص کے دل میں سررشتہ پولس کی وقعت پیدا ہوگئی اہم مقامات پر صحرائی ناکہ جات اور Reserve پولس قایم کی تاکہ بوقت ضرورت کام آئے۔ عہدہ داران واہالیان پولس کی تعلیم وتربیت کے لئے پولس ٹریننگ اسکول اور یتیم بچوں کی تعلیم کے لئے بائز اسکول قایم کیا۔ جرایم پیشہ اقوام کے لئے ایک سٹلمنٹ بمقام لنگال آباد کیا اور شناخت اہلِ کا محکمہ صدر نظامت میں ایک صیغہ قایم کیا۔ سلحداری سسٹم کی ترمیم اور عہدہ داران واہالیان پولس کی تنخواہوں میں اضافہ اور مجالس کی تعمیر اور اس کا اعلیٰ انتظام آپ ہی کی کوششوں کا نتیجہ ہے

اور انھوں نے ہی بیوہ فنڈ بھی جاری کیا جو باعث رحمت ثابت ہو رہا ہے۔ آپ پر گورنمنٹ اور پبلک کو اس درجہ اعتماد تھا کہ نانڈیڑ کا گردوارہ اور تلجاپور کی بھوانی مندر کا انتظام آپ ہی کے سپرد ہوا۔ سرکار انگریزی سے آپ کو سی۔ یس۔ آئی۔ اور سی۔ آئی۔ ای۔ کے خطابات عطا ہوئے۔ آپ ۱۳۲۹ف میں اپنی خدمت سے سبکدوش ہوئے۔

مسٹر ڈبلیو۔ اے۔ گیر نے آپ سے جایزہ حاصل کیا اور صرف ایک ہی سال بعد اس جگہ پر نواب محمد نواز جنگ بہادر کا تقرر عمل میں آیا۔ چند سال کے بعد جب آپ وظیفہ پر سبکدوش ہوئے تو۔ سر فرانک۔ کرافرڈ۔ نائب صدر ناظم خفیہ نے جایزہ حاصل کیا۔ جو تین ماہ بعد ہی وظیفہ پر علٰحدہ ہو گئے۔

مسٹر جے۔ اے۔ آرم اسٹرانگ نے اردی بہشت ۱۳۳۶ف میں جایزہ لیا جو (۸) سال کارگزار رہے۔ ان کے زمانہ میں اڈوانس ٹریننگ کلاس قایم کئے گئے تھے اور تفتیش و سراغ براری کے لیئے جدید اصول کی ترویج کی گئی۔ آپ کے زمانہ میں مسٹر ہنٹن نائب ناظم خفیہ پولس تھے۔ چونکہ خفیہ پولس کے جملہ مقدمات عدالت اسپشل مجسٹریٹ اضلاع سرکار عالی میں پیش ہوتے ہیں اس لیئے راقم کو بحیثیت اسپشل مجسٹریٹ ان مقدمات کی تحقیقات کرنی پڑتی تھی۔ اکثر یہ دیکھا گیا کہ ایسے مقدمات کی تفتیش و پیروی تجربہ کار و قابل اشخاص کے ذریعہ ہوا کرتی تھی۔ جس کی وجہ سے عدالت کو انصاف رسانی میں سہولت بہم پہنچتی تھی۔ اب اس کام کا تعلق برٹش انڈیا کے تجربہ کار افسر مسٹر جی۔ اے۔ اینڈرسن سے ہے

مسٹر پیس - پی - ہالینس سی - آئی - ای - نے جو ممالک متحدہ کے ایک تجربہ کار اور
ہردل عزیز انسپکٹر جنرل پولیس تھے جولائی سنہ ۱۹۳۵ء میں جائزہ حاصل فرمایا آپ کو اعلیٰ کارگزاری
کے صلہ میں کنگس پولیس میڈل بھی مل چکا ہے - آپ زبان اردو سے نہ صرف بخوبی واقف
بلکہ آپ کو اس سے خاص دلچسپی بھی ہے آپ نے ایک پولیس مینول مرتب فرمایا ہے جو عہدہ داران
پولیس کے فرائض منصبی کی انجام دہی میں نہایت کارآمد ثابت ہوا ہے - آپ کو چند خاص
فوجداری اختیارات بھی حاصل ہیں - صرفخاص مبارک - پائیگاہ و جاگیرات کی پولیس اور
محابس بھی آپ کے ہی زیر نگرانی ہیں - آپ کے ایک نائب مسٹر جے - اے - ایڈرسن
کے تفویض صیغہ خفیہ پولیس ہے - ان کے علاوہ دو اور نائب صدر ناظم ہیں ایک مولوی
سید مصطفیٰ حسین صاحب صوفی - بی - اے - بی - ایل سمت غربی اور دوسرے مسٹر آر - سی - آئینگار
بی - اے - سمت شرقی کیلئے جو سابق میں پرنسپل پولیس ٹریننگ اسکول بھی رہ چکے ہیں -

ز - پولیس ٹریننگ اسکول و تفتیش مقدمات

عہدہ داران اور اہالیان پولیس کی تعلیم و تربیت کے لئے مسٹر ہنکن نے اپنے ابتدائی
دور میں پولیس ٹریننگ اسکول قایم کیا تھا - جہاں ایک سال تک تعلیم ہوتی ہے اور ہر سال
باضابطہ امتحان ہوتا ہے جب راقم کو بھی بحیثیت ممتحن امتحان کے پرچہ جات کی جانچ کا
موقع ہوا تو یہ ظاہر ہوا کہ تعلیم کا معیار برٹش انڈیا سے کسی طرح کم نہیں ہے -
چونکہ مدرسہ میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد عملی کام کے تجربہ کا موقع منتظمان پولیس کو نہیں

ملتا تھا۔ اس لئے موجودہ صدر ناظم مسٹر ہالنس نے اب یہ لازم قرار دیا ہے کہ بعد کامیابی
امتحان سہ ماہ تک کسی سنیر عہدہ دار کے ماتحت عملی طور پر کام کرنے کے بعد اسٹیشن ہوز
کا جائزہ دیا جاسکتا ہے۔ بملاحظہ سالانہ رپورٹ سررشتہ کوتوالی بابتہ سنہ ۱۳۴۲ ف پایا جاتا
ہے کہ عہدہ داران کی قابلیت سراغ رسانی بڑھانے کے لئے طریقہ ٹریننگ میں اہم
اصلاحات کئے جارہے ہیں کیونکہ صدر ناظم صاحب کی رائے ہے کہ مقدمات کے
اخراج کا باعث زیادہ تر ناقص پیروی نہیں بلکہ ناقص تفتیش رہا ہے۔ اور اسی وجہ سے
صاحب موصوف نے سنگین اور اہم مقدمات کے نسبت گزیٹیڈ عہدہ داروں کو بطور
خاص ذمہ دار قرار دیا ہے۔ اب کوئی مقدمہ اس قسم کا بلا منظوری گزیٹیڈ عہدہ دار
پیش نہیں کیا جاسکتا۔ متعدد گشتیات کے ذریعہ ہر نوعیت کار کے نسبت مفید اور
ضروری ہدایات دئے گئے ہیں۔ اور جملہ اضلاع میں کانفرنس منعقد کرکے عہدہ داران
و اہالیان پولیس کو نہ صرف طریقہ کار کی نسبت مشورہ و ہدایتیں دی گئیں۔ بلکہ مختلف
محکمہ جات سے خوشگوار تعلقات قایم رکھنے کے نسبت بھی زور دیا جاکر یہ ذہن نشین کرایا گیا
ہے کہ پولس کا فرض اولین پبلک کی خدمت ہے۔ صاحب موصوف نہ صرف تقریر بلکہ
عمل سے ایک جانب یہ کوشش فرمارہے ہیں کہ عوام میں یہ روح پیدا کی جائے کہ جوان
پولس کے ایک اشارہ پر Police-Man's Finger تعمیل کیلئے پبلک آمادہ ہوجائے۔
اور دوسری جانب اہالیان پولس کو یہ ذہن نشین کرانے کے ساعی ہیں کہ اپنے طریقہ تر و

سے رعایا کو مطمئن کرادیں کہ وہ ان کے حقیقی مونس و ہمدرد ہیں ۔ آپ نے بہت
حد تک بیرحمی ورشوت ستانی و تخلیہ جیانت وغیرہ کو موقوف کرادیا ہے اور عہدہ داران کو زیادہ
دورہ کرنے میں سہولتیں پیدا کردی ہیں ۔ اب تک مہتممان کو نوالی اضلاع کو کافی اختیارات
حاصل نہ تھے ۔ اب ان کے اختیارات کو بڑھا دیا گیا ۔ اور مثل برٹش انڈیا کے مددگار
مہتممان کو سب ڈویژن کا ذمہ دار قرار دیا گیا ہے ۔ آپ ہی کی کوششوں کا نتیجہ ہے کہ گورنمنٹ
نے آپ کی واجبی تحریک منظور فرما کر مکانات رہائش عہدہ داران و اہالیان پولس کیلئے
سالانہ (۱۰) لاکھ روپیہ کے حساب سے چار سال کے لئے منظوری عطا فرمائی ہے ۔

ح ۔ انتظام پیروی مقدمات

مقدمات کی کامیابی کا انحصار جس قدر عمدہ طریقہ تفتیش پر ہے اوسی طرح اعلیٰ طرز
پیروی پر بھی ہے ۔ اس اہمیت کو محسوس کر کے موجودہ صدر ناظم صاحب نے تجربہ کار
اشخاص کے ذمہ یہ کام سپرد کیا ہے اور آپ کا یہ خیال ہے کہ آئندہ قانونی ڈگری یافتہ
اشخاص ہی کو خدمت پیروکاری پر مقرر کیا جائے جس سے یقیناً عدالتوں کو انصاف رسانی
میں بہت کچھ مدد ملیگی ۔ اس وقت ہر منصفی میں ایک ایک سب کورٹ انسپکٹر جس کا درجہ
منتظم پولس اور عدالت ضلع میں ایک کورٹ انسپکٹر جس کا درجہ سرکل انسپکٹر کا ہی متعین ہیں
عدالت ہائے صوبہ میں ایک وکیل سرکار جس کی یافت (۱۰۰ماہ) اور ایک مددگار وکیل سرکار
مواجبی (۱۰۰ماہ) بغرض پیروی مقرر ہیں ۔ اور عدالت عالیہ میں تین وکلاء سرکار مواجبی (۲۰۰ماہ)

متعین ہیں جملہ وکلاء سرکار کا انتخاب بمشورہ صدر ناظم کوتوالی ہوتا ہے اور ان کی تنخواہیں سررشتہ عدالت سے دیجاتی ہیں جس کو منظوری رخصت وغیرہ کا بھی اختیار حاصل ہے۔

ط۔ انسداد جرایم

یہ کہاوت کہ Prevention is better than Cure یعنی مرض کی روک تھام علاج مرض سے بہتر ہے۔ نہ صرف امراض جسمانی سے متعلق ہوسکتی ہے بلکہ جرایم پر بھی صادق آسکتی ہے۔ عدالت اور پولس جو رعایا کی جان و مال عزت و آبرو امن و امان کی محافظ و ذمہ دار ہیں ان کا فرض اولین یہ ہے کہ حتی الامکان ارتکاب جرم ہی کی نوبت نہ آنے دیں۔ چنانچہ اس اہم اصول کے پیش نظر ہماری فیاض گورنمنٹ نے بصرفہ کثیر بمقام لنگال ایک کریمنل سٹلمنٹ قایم فرمایا ہے جو زیر نگرانی صدر ناظم صاحب کوتوالی اضلاع ہے جس کا انتظام ایک افسر پولس کے تفویض ہے جن کا گریڈ مہتمم پولس کا ہے اس سٹلمنٹ میں ملک سرکار عالی کے خطرناک جرایم پیشہ افراد کو آباد کرکے ان کو زراعت پیشہ بنایا جارہا ہے۔ جہاں ان کی اولاد کی تعلیم اور تربیت کا بطور خاص انتظام کیا گیا ہے لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے علحدہ علحدہ اسکول اور بورڈنگ ہوسس قایم ہیں جہاں ان کو علاوہ نوشت و خواند کے صنعت و حرفت کی بھی تعلیم دی جاتی ہے تاکہ وہ آیندہ جایز ذرایع معاش پیدا کرکے نیک نامی کے ساتھ زندگی بسر کرنے کے قابل ہوجائیں اور کسی طرح اپنے آبائی جرایم کے ارتکاب کے جانب مائل نہ ہونے پائیں سٹلمنٹ مذکور پر تقریباً ایک لاکھ روپیہ

سالانہ صرف کیا جاتا ہے ان کو کھانا و لباس بھی سرکار سے مہیا کیا جاتا ہے۔ دواخانہ کھیل کود کا میدان۔ ورزش کے جدید سامان سب کچھ مہیا ہیں۔ الغرض لنگال جو ایک غیر آباد مقام تھا اب وہ ایک جدید نمونہ کی خوشنما آبادی معلوم ہوتی ہے۔ جہاں کے باشندوں کو ہر قسم کی سہولتیں میسر ہیں۔

ی۔ محابس

مرتکبین جرم کو سزایاب قرار دینے کے بعد عدالت و پولس کی ذمہ داری ختم نہیں ہوتی کیونکہ عدالت کا سزاء صادر کرنا یا محکمہ پولس کا کسی کو مستوجب سزا ثابت کرنا ہی اصل مقصد نہیں ہو سکتا جب کہ حقیقی غرض و غایت مجرمین کی اصلاح ہو۔ اس اعلیٰ اصول کی تکمیل کے پیش نظر ہمارے شاہ ذیجاہ نے محابس کی تعمیر اور ان میں مختلف قسم کے کارخانہ جات قایم کر کے قیدیوں کو انواع و اقسام کے صنعتیں سکھلانے کے لئے لاکھوں روپیہ کی منظوری عطا فرمائی ہے اس وقت اس ریاست ابد مدت میں تین بڑے محابس حیدرآباد۔ ورنگل۔ گلبرگہ شریف میں قایم ہیں جہاں کی صنعتیں دور دراز مقامات تک مشہور ہیں قیدیوں کی رہایش و خورد و نوش کا انتظام حفظان صحت کے اصول پر نہایت اعلیٰ پیمانے پر کیا جاتا ہے ان محابس کا انتظام بھی زیر نگرانی صدر ناظم کوتوالی اضلاع ہے۔ اضلاع میں محابس کے مہتمم سیول سرجن اور تعلقات میں منصف تعلقہ ہوتے ہیں۔

ك۔ ماہر فن شناخت ابہام

برٹش انڈیا میں جب ملزمین سزایاب سابق کی شناخت کرانے اور سابقہ سزایابی کا

ثبوت پیش کرنے میں دقت و دشواری محسوس ہونے لگی تو ملک فرانس کے قواعد شناخت ابہام کے مماثل یہاں بھی قواعد جاری کئے گئے یعنی بعد ۱۳۰۲ف میں مسٹر ہنکن صدر ناظم کوتوالی نے مولوی ولایت حسین صاحب کو بغرض حصول تعلیم بصرفہ سرکار کلکتہ روانہ فرمایا۔ صاحب موصوف کے واپس آنے کے بعد ایک مستقل صیغہ شناخت ابہام (Finger- Print- Bureau) صدر نظامت کوتوالی اضلاع میں قایم کیا گیا اور بذریعہ مراسلہ و فقرہ مذکور نشان (۲۳۰) مورخہ ۱۲ اربہمن ۱۳۰۲ف ناظمائے اضلاع کو اطلاع دی گئی کہ ملزمین کے سابقہ سزایابی کا مواد قبل ارجاع مقدمات محکمہ انتھروپامٹری Anthro-pometry سے دریافت کرلیا جائے چنانچہ اب یہ عمل ہے کہ جب ملزم گرفتار ہوتا ہے تو اس کا نشان ابہام لیکر پولیس محکمہ مذکور میں بھیجدیتی ہے اس کی بناء پر وہاں سے نشان وہی کردی جاتی ہے کہ ملزم کس نام سے شناخت ہوا اور کب اور کہاں سے اس کو سزا ہوئی تھی۔

ل ۔ تادیب خانہ جات

نوعمر و کم عمر مجرمین کی اصلاح محض جسمانی سزا صادر کرنے سے نہیں ہوسکتی اس لئے مثل متمدن ممالک کے ہماری ریاست ابد مدت میں بھی "تادیب خانہ جات قائم کئے گئے ہیں۔ جس میں ایسے مجرموں کی اخلاقی حالت اور رویہ درست کرنے کے لئے معلم مقرر ہیں چنانچہ بمقام جالنہ جو ایک تادیب خانہ قایم ہے وہاں پر بھی نوعمر اور کمسن اشخاص کی نگرانی اور ان کے کردار کی اصلاح کی جاتی ہے تاکہ آیندہ نیک روشی کے ساتھ اپنی زندگی بسر کرسکیں۔

ھ۔ ماہر فن تجزیہ کیمیائی

مقدمات قتل ۔ زنا بالجبر ۔ حملات غیر فطری و زہر خورانی میں عموماً خون انسانی اور زہر وغیرہ کی تصدیق کی نسبت عدالتوں کو ماہر فن کی رائے معلوم کرنے کی ضرورت ہوتی ہے جس کے لئے منجانب گورنمنٹ ایک کیمیکل اگزامنر مقرر ہیں ان کا دفتر بلدہ میں ہے ۔ یہاں عدالتوں سے اشیا بموجب رزولیوشن محکمۂ عدالت و کوتوالی و امور عامہ نشان (۷ ۲) مورخہ ۱۳ اسفندار ۱۳۲۳ ف بغرض تجزیہ کیمیائی بھجوائی جاتی ہیں اور بعد امتحان عدالت متعلقہ میں رپورٹ آتی ہے جسکی تصدیق کے لئے کیمیکل اگزامنر صاحب کو حاضر عدالت ہونے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ رائے ماہر فن بموجب دفعہ (۴۸۲) ضابطہ فوجداری قابل ادخال شہادت قرار دیگئی ہے

و ۔ ماہر فن شناخت خط و دستخط

مقدمات فوجداری و دیوانی میں بسا اوقات بغرض انصاف رسانی شناخت خط و دستخط کے متعلق ماہر فن کی رائے حاصل کرنا ضروری ہوتا ہے ۔ اس لئے اولاً یہ کام لالہ منوہر لال صاحب پوری نائب ناظم کوتوالی اضلاع سرکار عالی کے تفویض کیا گیا تھا جنھوں نے اس کام کو ایک عرصہ دراز تک نہایت عمدگی سے انجام دیا اب مولوی مرزا سلیم بیگ صاحب مہتمم عدالت عالیہ حسب مراسلہ مجلس عالیہ عدالت نشان (۶۸۷) مورخہ ۳۱ فروردی ۱۳۴۰ ف بمنظوری سرکار اس کام کو انجام دے رہے ہیں ۔ جن کا بیان بشرط ضرورت ذریعہ کمیشن قلمبند کیا جا سکتا ہے ۔ اور بلحاظ نوعیت و مالیت مقدمہ فیس کا تعین عدالتوں سے کیا جاتا ہے ۔

س - دارالمجانین

ہمیشہ امن کا قایم رکھنا عدالت و پولس کا عین فرض ہے اس لئے جب کبھی کوئی شخص مجنون ہو جاتا ہے تو اس کے عدالت میں منجانب پولس پیش کئے جانے پر بعد حصول صداقت طبی و اطمینان عدالت اس کو داخل دارالمجانین کئے جانے کا حکم دیا جاتا ہے اس ضرورت کے پیش نظر ہماری گورنمنٹ نے ایسے اشخاص کے علاج و رہایش و خورد و نوش کا معقول انتظام فرمایا ہے جو ماہر فن کے زیر نگرانی ہے -

ع - انتظام سگ گزیدگان و جذامین

جب کبھی ایسے مریض عدالت کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں تو عدالت اپنے اطمینان کے بعد ان مریضوں کو متعلقہ مقامات یا ادارہ کو بھیجدیتی ہے اور عدالت کی تصدیق کے بعد ان کے اخراجات سرکار سے ادا کئے جاتے ہیں جزامی اشخاص دواخانہ ڈچپلی میں اور سگ گزیدگان دواخانہ اورنگ آباد گلبرگہ ۔ رائچور اور ورنگل میں بھیجے جاتے ہیں ۔

۱۹ ۔ تعمیر عثمانیہ عدالت عالیہ و امکنہ عدالتہائے تحت و قیام پہرجات وغیرہ

الف ۔ عثمانیہ عدالت عالیہ

عدالت عالیہ کا قدیم مکان پتھر گھٹی میں پرانی وضع کا تھا ۲۳ آبان ۱۳۱۷ف م ۱۹۰۸ع کی طغیانی رود موسیٰ کا کسی قدر اثر جب اس کے محافظ خانہ پر پڑا تو آخر ۱۳۱۸ف م ۱۹۰۹ع

میں یہ عدالت عالیہ نواب سر آسمان جاہ کے مکان واقع لال باغ میں منتقل کر دی گئی ۱۳۲۱ ف م ۱۹۱۲ء میں جب حیدر آباد میں مرض طاعون شدت سے پھیلا تو ۱۔ اسفندار ۱۳۲۱ ف م ۱۹۱۲ء کو عدالت عالیہ کا دفتر نواب سر آسمان جاہ کی دیوڑھی سے باغ عامہ کے ایڈیٹس ہال میں عارضی طور پر منتقل ہوا اور بعض اجلاسوں کے لئے شامیانے نصب کئے گئے۔ عملہ کیلئے ٹٹیوں وغیرہ کا انتظام کیا گیا۔ تقریباً چار مہینے کے بعد بتاریخ ۱۴ تیر ۱۳۲۱ ف م ۱۹۱۲ء علاقہ نواب سالار جنگ بہادر کے مکان موسومہ لکڑکوٹ واقع چھتہ بازار حیدر آباد میں منتقلی عمل میں آئی۔ یہ مکان کرایہ پر لیا گیا تھا اور دفتر کی منتقلی میں بارہ روز درکار ہوئے تھے چونکہ یہ مکان بھی عدالت عالیہ کے لئے موزون نہ تھا اس لئے نواب سراج جنگ مرحوم کا مکان واقع سیف آباد کرایہ پر لیا گیا اور آخر ماہ آذر ۱۳۲۳ ف سے دفتر منتقل ہونا شروع ہوا اور ۱۱ دی ۱۳۲۳ ف م ۱۹۱۴ء سے اجلاس اس بنگلہ میں منعقد ہونے لگے۔

یہ ظاہر ہے کہ ایوان عدالت کی شان اور اس کی رفعت و عظمت کا اثر عوام الناس و رعایا کے دلوں پر گہرا پڑتا ہے اور انصاف رسانی کے لئے یہ امر لوازمات سے ہے کہ عدالت کی ظاہری شکل پبلک کے دلوں میں وقار پیدا کرنے والی ہو۔ حضرت اقدس و اعلیٰ نے اس ضرورت کو محسوس فرماتے ہوئے عدالت عالیہ کی موجودہ شاندار عمارت کی تیاری کا حکم صادر فرمایا جس کے نقشہ کے لئے بڑا انعام مقرر کیا گیا مختلف اشخاص نے نقشے تیار کئے مگر شنکر لال صاحب ساکن جے پور کا نقشہ پسند آیا جن کو معقول انعام بھی دیا گیا۔ مسٹر لے۔ لی

بلکہ نواب چیف انجینئر کے زمانہ میں جب اس عمارت کی تعمیر کے آغاز کی تجویز ہوئی تو یہ طے پایا کہ اینٹ اور چونہ کے بجائے تراشیدہ پتھر کی عمارت تعمیر کی جائے کیونکہ حیدرآباد کا پتھر اس کام کے واسطے نہایت موزوں ہے۔ مسٹر۔ اے سی۔ میکاکش نے مسٹر نکلسن کے مشورہ سے جو گورنمنٹ آف انڈیا کے آرکیٹیکٹ تھے نقشہ مرتب کیا اور اسی نقشہ کے مطابق کار تعمیر آغاز کیا گیا۔ حتی کہ جب کار تعمیر کم و بیش ایک منزل تک انجام پا چکا تو اس نوبت پر دوسرے چیف انجینئر مسٹر ایف۔ اے گوید ہر نے اس عمارت کے بارے میں مسٹر۔ وی۔ جے۔ ایش سے جن کا مرتبہ نقشہ حیدرآباد ریلوے اسٹیشن کی تعمیر کے واسطے منظور کیا گیا تھا۔ اور جو اس وقت اس تعمیر کی نگرانی کے واسطے حیدرآباد آئے تھے۔ ان سے مشورہ کیا مسٹر ایش کی رائے ہوئی کہ اس ایک گنبد کو جو وسط عمارت کی بلندی پر تجویز کیا گیا تھا اور جو اچھی طرح نظر نہ آسکتا تھا حذف کر دیا جائے اور اس کے بجائے ایک نسبتاً چھوٹا گنبد کسی قدر سامنے تعمیر کیا جائے اور چاروں گوشوں پر ایک ایک چھوٹا گنبد تعمیر کیا جائے یہ رائے پسند کی گئی اور اس جدید تجویز کے مطابق تعمیر کا آغاز کیا گیا۔ اور تعمیر کا کام مولوی مہر علی فاضل صاحب کے (جو حیدرآباد کے ایک مشہور انجینئر ہیں) تفویض کیا گیا۔ دوران تعمیر میں آپ مسٹر ایش کے مشورہ سے وقتاً فوقتاً ابتدائی منظورہ نقشہ میں اصلاح کرتے رہے اور بالآخر آپ ہی کی خاص نگرانی میں یہ کام نہایت عمدگی کے ساتھ تکمیل کو پہونچا۔ حیدرآباد کی دو مشہور و قابل دید عمارتیں یعنی سٹی کالج اور عثمانیہ ہسپتال بھی آپ ہی کی زیر نگرانی اور آپ ہی

کے مشورہ سے تیار ہوئی ہیں۔ آج کل آپ محکمہ آرائش بلدہ کے سپرنٹنڈنٹ ہیں۔

عدالت عالیہ کی تعمیر کا کام ۱۸ خورداد ۱۳۲۴ف م ۱۵ اپریل ۱۹۱۵ء روز پنجشنبہ سے شروع ہوا اور ۲۶ اردی بہشت ۱۳۲۸ف م ۳۱ مارچ ۱۹۱۹ء کو ختم ہوا۔ تعمیر کا ٹھیکہ نورتن داس صاحب کو دیا گیا تھا۔ اس عمارت کی تعمیر میں تقریباً (انیس لاکھ) روپیہ صرف ہوا۔ مصارف کی تفصیل یہ ہے کہ خاص عمارت[1] سولہ لاکھ۔ سامان برقی روشنی[2] بیس ہزار۔ تیاری باغ و چمن[3] آٹھ ہزار۔ معاوضہ اراضی[4] پینتیس ہزار۔ فرنیچر[5] اسی ہزار۔ آرائش[6] و درستی دس ہزار اور سڑک و راستے[7] کی تعمیر بارہ ہزار سات سو پچاس۔ اصطبل[8] و مکانات ملازمین تیس ہزار۔ صفائی[9] و درستی زمین بارہ ہزار۔ انعام[10] ٹھیکہ دار پندرہ ہزار جملہ اٹھارہ لاکھ بائیس ہزار سات سو پچاس روپیہ صرف ہوئے۔ کار تعمیر کی نگرانی کے لئے جو عہدہ دار اور عملہ مقرر تھا اس کے مصارف اس کے سوا ہیں۔

جب یہ عمارت مکمل ہو گئی اور فرنیچر سے پیراستہ اور باغ و چمن سے آراستہ کر دی گئی تو خورداد ۱۳۲۸ف م ۱۹۱۹ء حضرت بندگان عالی نے بنفس نفیس اپنے دست مبارک سے اس کی رسم افتتاح ادا فرمائی۔ اس موقع پر چاندی کے ایک خوشنما کیاسکٹ قیمتی پانچ ہزار روپیہ میں (جو اس عمارت کا مجسم نمونہ تھا) ڈریس ملازمان حضرت اقدس اعلیٰ کے پیشگاہ میں منجانب عدالت عالیہ گذرانا گیا۔ جس کو حضور پرنور نے نہایت مسرت سے قبول فرمایا۔

حیدر آباد کی یہ بہترین عمارت ہے اور درحقیقت عدالت عالیہ اور اس ریاست ابد مدت کے شایان شان ہے۔ اس عمارت کی رفعت و خوشنمائی اور اس کے دلفریب منظر کی داد سیاحان

عالم سے ملتی ہے اور یہ رفیع الشان عمارت تمام ہندوستان کے ہائیکورٹس کی عمارتوں میں ایک خاص امتیاز رکھتی ہے۔ چنانچہ نواب امین الملک سر مرزا اسماعیل (ریاست میسور کے ہر دلعزیز دیوان جن کو فن تعمیر سے خاص ذوق ہے) اور مسٹر منگلس منیرو فاق کمیٹی نیز اس جشن سیمین کے مبارک زمانہ میں ڈاکٹر سر شاہ محمد سلیمان چیف جسٹس الہ آباد ہائیکورٹ و ہز ہائینس۔ دی۔ یوراج آف میسور نے اس عمارت کا معائینہ فرما کر اظہار پسندیدگی فرمایا۔ اس کے دروازوں پر کئی قطعات تاریخ اور صدر دروازہ پر تاریخی نام "عثمانیہ عدالت العالیہ کسندہ" ہے جس سے ۱۳۳۸ف سال تعمیر برآمد ہوتا ہے

ب۔ تیاری جدید اجلاس عدالت عالیہ

عمارت عدالت عالیہ کی دوسری منزل کے درمیانی حصہ پر دو وسیع کمرے ہیں ایک میں جناب میر مجلس صاحب کا اجلاس ہے جو اجلاس اول کے نام سے موسوم ہے اور دوسرا کمرہ سررشتہ انتظامی کے لیے دیا گیا تھا۔ ان کے دونوں جانب دو دو کمرہ ہائے اجلاس ایسے جملہ پانچ اجلاس تھے۔ ان کے علاوہ ایک کمرہ جلسہ انتظامی کیلئے مختص ہے۔ ایک زاید رکن کے تقرر اور قانون عدالت عالیہ کی حالیہ ترمیم کی وجہ سے جب مزید کمرہ ہائے اجلاس کی ضرورت لاحق ہوئی تو میں نے حسب الحکم جناب میر مجلس صاحب سررشتہ انتظامی کو نیچے کی منزل میں منتقل کر کے بمنظوری عالیجناب نواب لطف الدولہ بہادر صدر المہام عدالت اس کمرہ میں دو چیمبر اور ایک اجلاس تیار کرایا جہاں اہلیان جوری کے لیے خاص نمونہ کی کرسیاں بنوائی جاکر انکے نشست کا انتظام کیا گیا ہے۔ اب یہ اجلاس ایسا ہی

نیا بنا دیا گیا ہے جیسا کہ اجلاس اول ہے - اور اس میں مقدمات ابتدائی دیوانی و مقدمات سشن کی تحقیقات کی جاتی ہے - جہاں سماعت مقدمہ کے وقت عوام کی نشست کا بھی معقول انتظام ہے -

ج - تعمیر کمرہ ہائے وکلاء

اس عالی شان عمارت کی پہلی منزل میں باب الداخلہ کے سامنے ہی ایک خوشنما وسیع دروازہ نظر آتا ہے جو انجمن وکلاء کا کمرہ ہے اس کا ذکر با التفصیل تاریخ انجمن میں کیا جائیگا :

چونکہ منزل دوم پر جملہ اجلاسوں کے کمروں میں مقدمات کی سماعت ہوتی ہے - اور وکلاء صاحبان کے لیئے اس منزل پر کوئی کمرہ نہیں دیا گیا تھا - اس لیئے کتب خانہ عدالت عالیہ کو ہی انھوں نے اپنا کامن روم COMMON ROOM بنا لیا تھا - جس کی وجہ سے نہ صرف مطالعہ کنندگان بلکہ معزز اراکین عدالت عالیہ کو بھی اس [illegible] مذکورہ جلسہ انتظامی میں کام کرتے وقت گڑ بڑ کی وجہ سے بڑی تکلیف ہوا کرتی تھی - اس شکایت کو رفع کرنے کے خیال سے میں نے ان دونوں کمروں کے درمیان ایک خوشنما فولڈنگ (بآسانی تہہ ہونے والا) آئینہ دار دروازہ تیار کرایا تاکہ بوقت انعقاد جلسہ انتظامی اس کے بند کر دینے سے شور و غل کی آواز سنائی نہ دے اور ساتھ ہی ساتھ کتب خانہ کی روشنی میں کوئی کمی نہ ہونے پائے گو اس انتظام سے حکام عدالت کی شکایت تو رفع ہو گئی مگر مطالعہ کنندگان کتب خانہ کی تکلیف دور نہ ہو سکی - وکلاء صاحبان کے لیئے چونکہ اس منزل پر کوئی علیحدہ کمرہ دستیاب نہیں ہو سکتا تھا - اس لیئے میں نے اس منزل کے برانڈوں کے چاروں گوشوں پر کمرہ ہائے

اجلاس کے قریب وکلاء کی نشست و برخواست کے لیئے آہنی بند ہونے والے دروازہ COLLAPSIBLE - DOORS لگا کر چار خوشنما کمرے بنانے کی تحریک پیش کی اور منظوری جناب میر مجلس صاحب اپنے زمانہ میں گوشہ جنوب و مشرق میں ایک کمرہ مونتاً اس طرح کا تیار کرایا کہ اگر اس کے ان آہنی دروازوں کو کھینچ لیا جائے تو کمرہ بن جاتا ہے - اور پیچھے ہٹا دیا جائے تو ورانڈے کا پورا منظر دکھائی دیتا ہے جس سے عمارت کی ARCHITECTURAL-BEAUTY خوشنمائی یا اس کے حسن تعمیری میں کوئی خرابی پیدا نہیں ہوتی۔

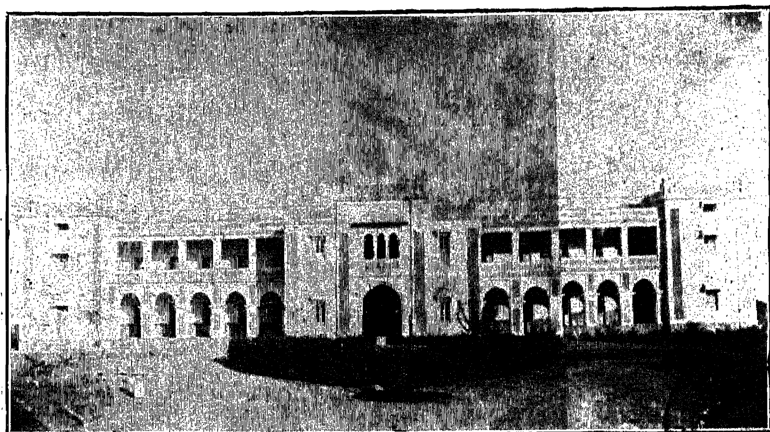
اس ضمن میں ایک تجویز یہ بھی پیش کی کہ عمارت عدالت عالیہ کے اندر جانب جنوب سنگ بستہ زینہ کی (Landing)کے چاروں جانب کی دیواریں اور منزل دوم کے برآمدوں کی دیواریں جو اہل مقدمات کے بیٹھنے اور ہاتھ لگانے سے میلی و کثیف ہو جاتی ہیں اور سفیدی سے بھی ان کا عیب رفع نہیں ہو سکتا - ان میں چار چار فٹ تک سنگ مرمر بطور ڈیا ڈوائنگ DADOING لگا دیا جائے تو اس سے نہ صرف عمارت کی خوشنمائی میں اضافہ ہو جائیگا بلکہ موجودہ بدنمائی بھی رفع ہو جائے گی - عدالت عالیہ میں بحالت موجودہ سیکلوں کے رکھنے کے لیئے کوئی مقام نہ ہونے کی وجہ سے اس عمارت کے برآمدوں میں سیکلوں کا انبار لگ جاتا ہے جو ہر طرح ایک بدنما اور تکلیف دہ امر ہے - اس لیئے میں نے کمپونڈ عدالت میں ایک جگہ منتخب کر کے سیکلوں کے رکھنے کیلئے SHED تعمیر کی تحریک کی تھی اگر اس کی تکمیل ہو جائے تو نہ صرف اہل مقدمات کے سیکلو

کی نگرانی و حفاظت ہوگی بلکہ ایک گونہ معقول آمدنی کا ذریعہ بھی ہو جائیگا -

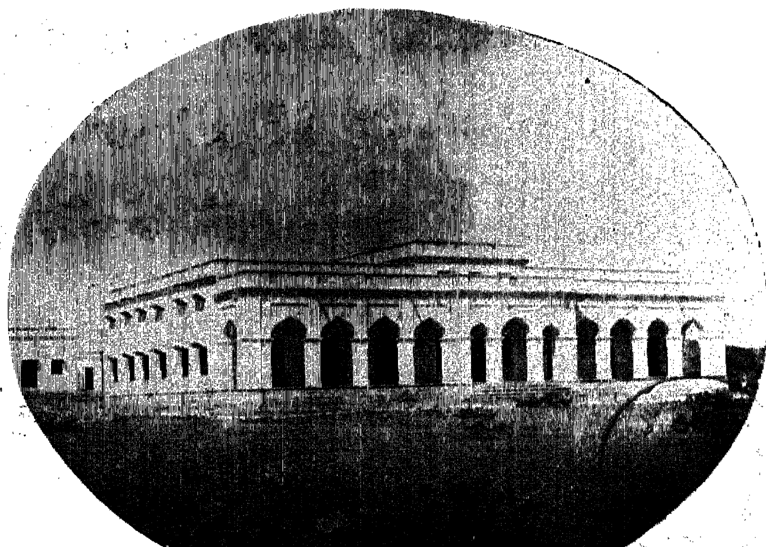
۵ - امکنہ برائے دفاتر و رہائش عہدہ داران عدالت

حضرت بندگانعالی کا مبارک عہد جدید عظیم الشان عمارات کی تعمیر میں ایک خاص امتیاز رکھتا ہے - عدالت عالیہ کی بہترین عمارت کا ابھی ذکر کیا جا چکا ہے - یہاں عدالتہائے ماتحت کی عمارتوں کا مختصراً تذکرہ کیا جاتا ہے جو حضرت بندگانعالی کے زمانہ میں تیار ہوئی ہیں سابق میں کل ممالک محروسہ میں عدالتہائے تحت کے لئے صرف (۲۱) سرکاری عمارتیں تھیں جن میں فرنیچر کا کوئی معقول انتظام نہ تھا - اہلکاران دفتر فرش پر بیٹھا کرتے تھے - اکثر عدالتیں کرایہ کے مکانوں میں اجلاس کیا کرتی تھیں جن میں اکثر سفالپوش اور بعض خس پوش بھی تھے - ان سے نہ تو ضروریات عدالت پوری ہوتی تھیں اور نہ کسی طرح عدالتوں کے لئے وہ موزوں تھے بلکہ سچ تو یہ ہے کہ ان میں عدالتوں کا قیام ان کی شان و وقار کے منافی تھا - عہدہ داران متعلقہ اور اہل عملہ کو کام کرنے میں بڑی تکلیف ہوتی تھی -

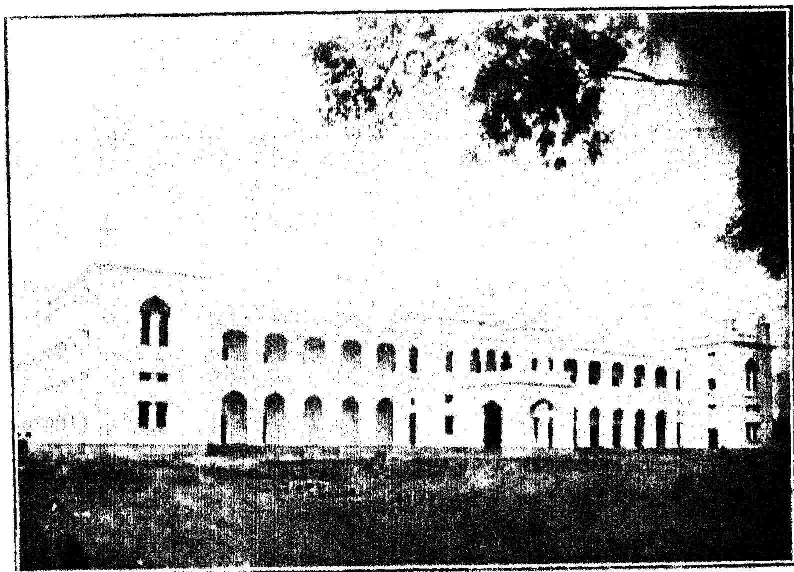
جناب میر مجلس صاحب نے اس بارہ میں سرکار کو بطور خاص توجہ دلائی اور محکمہ تعمیرات و جناب ممدوح کے مشورہ سے ایک شش سالہ پروگرام مرتب ہو کر عمارتوں کی تعمیر کا سلسلہ شروع ہوا - ڈاکٹر نواب ناظر یار جنگ بہادر رکن عدالت عالیہ نے جن کے تفویض یہ کام ہے بطور خاص کوشش فرما کر تیاری امکنہ کی کارروائیوں کو جلد جلد طے کرایا جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اس وقت سرکاری امکنہ عدالت کی تعداد (۶۲) تک پہونچ گئی ہے



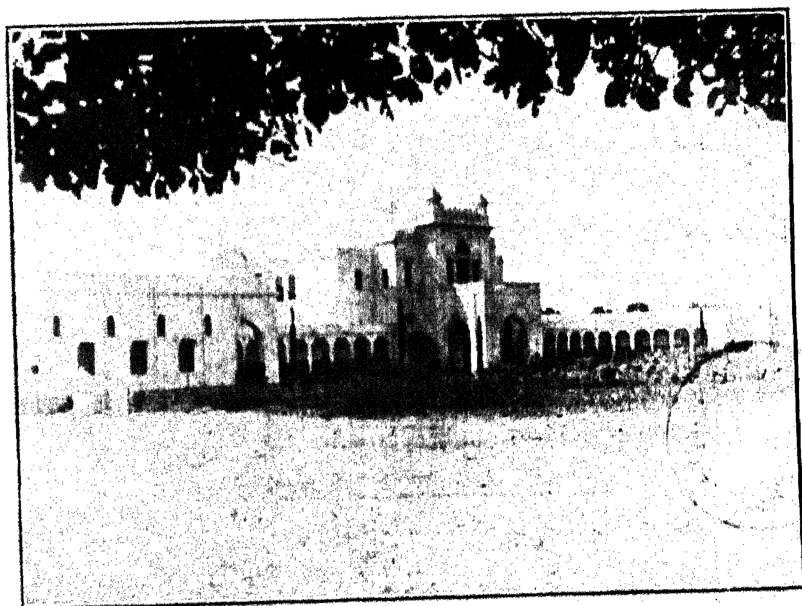
مشترکہ عمارت عدالت ضلع و منصفی ناندیڑ



عمارت عدالت منصفی بھونگیر



مشترکہ عمارت عدالت صوبہ و ضلع و منصفی ورنگل



مشترکہ عمارت عدالت صوبہ و ضلع و منصفی اورنگ آباد

جن کی تعمیر میں تخمیناً پچیس لاکھ روپیہ خرچ ہوا ہے۔ اور سشن ججی و نظامت ضلع و منصفی کے لئے جدا جدا معیاری نقشوں STANDARD-PLAN کے مطابق عمارتیں تیار کرائی جا رہی ہیں۔ یعنی صدر عدالت و عدالت ضلع و منصفی کی مشترکہ عمارت کا علحدہ نقشہ ہے اور عدالت نظامت ضلع و منصفی کا جداگانہ ہے اور صرف منصفی کی عمارت کا علحدہ ہے مگر بلحاظ رفتار زمانہ ان مقررہ نقشہ جات میں ترمیم و اصلاح کی سخت ضرورت ہے۔ چنانچہ میری رائے سے اتفاق فرما کر جناب صدر المہام بہادر تعمیرات نے توجہ فرمانیکا وعدہ فرمایا ہے۔ مستقر صوبہ اورنگ آباد۔ گلبرگہ شریف و ورنگل ان تینوں مقامات پر مشترکہ عمارتیں تیار ہو چکی ہیں۔ جن میں ورنگل کی عمارت خاص طور پر بہت ہی خوشنما اور تقریباً پونے دو لاکھ میں تیار ہوئی ہے۔ جس میں برقی روشنی اور پنکھے نیز سیانیٹری فٹنگ کا معقول انتظام ہے اس طرح ضروریات حالیہ کے اعتبار سے اس مبارک دور عثمانی کی یہ ایک مکمل اور بہترین عمارت متصور ہو سکتی ہے۔ اس عمارت میں بعض اہم اصلاحات و ترمیمات کی شدید ضرورت تھی جن کی نسبت میری تحریک پر عالیجناب راجہ راجونت شامراج بہادر صدر المہام تعمیرات نے خاص توجہ فرمائی جس کے بغیر اس قدر جلد ان ضروریات کی تکمیل غیر ممکن تھی

۵۔ مجوزہ امکنہ عدالت

تعمیر شدہ عمارات کے علاوہ کچھ اور عمارتیں ہنوز تعمیر شدنی ہیں جن میں عدالتہائے بلدہ یعنی دیوانی و فوجداری بلدہ و دارالقضاء بلدہ و عدالت خفیفہ و صدر عدالت میدک و

اسپیشل مجسٹریٹی کے مکانات خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں ۔ ان عمارتوں کے لیے کچھ اراضی خرید کر محفوظ کیجا چکی ہے اور کچھ خرید شدنی بھی ہے ۔ میرے زمانہ معتمدی میں عالیجناب نواب لطف الدولہ بہادر صدر المہام عدالت کو موجودہ کرایہ کے مکانات اور اراضی منتخبہ کا معائینہ کرایا گیا ۔ اس کے بعد سے مجوزہ عمارات کی جلد تر تعمیر کی جانب خاص طور پر توجہ فرمائی جا رہی ہے ۔ اب امید ہے کہ رائٹ آنریبل دی نواب سر حیدر نواز جنگ بہادر صدر اعظم کی اس دلچسپی سے جو ہمیشہ جناب ممدوح کو سررشتہ عدالت سے رہی ہے یہ عمارتیں جس کی شدید ضرورت ہے جلد تیار ہو جائیں گی ۔

و ۔ قیام پہرہ جات

جدید منصفیوں کے قیام کے بعد حفاظت دفاتر و اموال متقدمات کے لئے ~~سسلہ~~ ۱۳۴۲ ف میں پولس کے پہرہ کی صدارت عظمیٰ سے منظوری حاصل کی گئی ۔ قدیم عدالتوں میں بعض جگہ جوانان نظم اور بعض پر جوانان پولس کا پہرہ ہے جو ناکافی ہے ۔ پولس کے پہرہ کیلئے کارروائی جاری ہے ۔

ز ۔ چمن بندی

عدالت ہائے تحت کی خوشنمائی کیلئے عدالت عالیہ نے ذریعہ گشتی نشان ۱۷ مورخہ ۲۵ بہمن ۱۳۴۲ ف یہ ہدایت کی ہے کہ عدالتوں کے کمپونڈ میں درختاں سایہ دار نصب کرائے جائیں اور چمن بندی بھی کیجائے تاکہ عوام الناس کو آرام ملے اور اہل عدالت و فریقین وغیرہ کیلئے موجب تفریح بھی ہو ۔



عالیجناب نواب صدر اعظم بہادر : میر باسط علی خاں ناظم صوبہ



اح عمارت صدر عدالت ورنگل بدست ریٹ آنریبل نواب سر حیدر نواز جنگ بہادر
صدر اعظم باب حکومت سرکار عالی فروردی سنہ ۱۳۴۷ ف

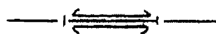
ارشادِ ہمایونی

بجواب سپاسنامہ پیش کردۂ وکلاء ممالک محروسہ سرکار عالی

بتقریب جشن سیمین مبارک

(مورخہ ۵۔ ذی حجہ ۱۳۵۵ھ ہجری م ۱۶۔ فروردی ۱۳۴۶ف م ۱۷۔ فبروری ۱۹۳۷ء)

"میں حیدرآباد کے وکلائ سے توقع کرتا ہوں کہ ان میں ایسے لائق افراد پیدا ہوں گے جو مشیر قانونی اور ارکان عدالت العالیہ کی اعلیٰ خدمتیں پر کرسکیں گے اور دیگر طریقوں سے پبلک کی قانونی خدمت بجالاسکینگے میں ان کے وفادارانہ جذبات کی قدر کرتا ہوں۔"





ں و پرنسس آف برار ; صاحب عالیشان سر ڈنکن میکنزی ; میر باسط علیخان ; نواب مرزا یارجنگ بہادر
(میر مجلس) (معتمد)

تشریف آوری ہزہائنیس یوراجہ آف میسور بہ عدالت عالیہ بزمانہ جشن سیمین



ہزہائنیس یوراجہ آف میسور

راجہ بہادر راے بشیشور ناتھہ (رکن عدالت عالیہ)

میر باسط علیخان (سابق معتمد عدالت عالیہ)

باب پنجم

بلندی معیار وکالت، امتحانات عدالتی و انجمن وکلاء عدالت عالیہ

۱۔ وکلاء و وکالت

۱۲۹۳ف م ۱۸۸۴ء سے قبل امتحان وکالت نہ تھا۔ جو لوگ وکالت کرنا چاہتے تھے اُن سے کچھ اُردو فارسی لکھا پڑھا کر اور سرسری طور پر اُنکی لیاقت کا اندازہ کر کے سند دیدیجاتی تھی۔ چنانچہ ملک میں بکثرت ایسے اشخاص ہو گئے تھے جو وکالت کرنے کے مجاز قرار دیدیئے گئے تھے۔ ان وکلاء میں بعض فی الحقیقت قابل و ذی علم بھی تھے۔ اس زمانہ میں ایک عورت مسماۃ امیر بی بی بھی مستورات کی جانب سے وکالت کیا کرتی تھیں۔ (حاکم التواریخ صفحہ ۵۳ بستان آصفیہ جلد ۱ صفحہ ۲۸۸)

الف۔ امتحانات وکالت

۱۲۹۳ف م ۱۸۸۴ء سے امتحانات وکالت باقاعدہ طور پر لے جانے لگے۔ اور اسکے درجے اول۔ دوم۔ سوم۔ قرار دیئے گئے۔ امتحان وکالت درجہ اول و دوم صرف عدالت عالیہ میں

ہر سال ہوا کرتا تھا۔ اور وکالت درجہ سوم کا امتحان اسمات میں بھی لیا جاتا تھا بتاریخ ۱۹ آذر ۱۳۰۵ف م ۱۸۹۶ء عدالت عالیہ سے حکم ہوا کہ درجہ سوم کا امتحان بھی عدالت عالیہ میں ہی ہوا کرے چنانچہ اُس وقت سے یہ امتحان عدالت عالیہ میں ہونے لگا۔

۱۳۰۹ف میں "قانون وکالت" نافذ ہوا۔ اور ۱۳۱۲ف م ۱۹۰۳ء میں امتحان وکالت کے جدید قواعد نافذ ہوئے۔ درجہ اول و دوم کا نصاب ایک ہی رکھا گیا۔ اور ان کے پرچے سوالات بھی ایک ہی ہوتے تھے۔ البتہ کامیابی بدرجہ اول و دوم کا تعین بلحاظ نمبرات عمل کیا جاتا تھا۔ درجہ اول میں کامیابی کیلئے فیصد (۵۰) اور درجہ دوم کیلئے (۳۳) فیصد نمبرات کا حاصل کرنا لازم تھا۔ درجہ سوم کے پرچے علیحدہ ہوتے تھے باوجود ان قواعد کے بعض لوگ امتحان وکالت درجہ اول سے مستثنیٰ کردئے جاتے تھے۔ اور بلا امتحان و آزمائش اُن کو درجہ اول کی سند مل جاتی تھی۔

۱۳۱۸ف م ۱۹۰۹ء میں جب مرممہ "قانون وکلا" نافذ ہوا اُس وقت سے مستثنیٰ کرنے کا قاعدہ موقوف کردیا گیا۔ ۱۳۳۸ف م ۱۹۲۹ء سے امتحان وکالت درجہ اول و دوم جدید گروپ واری طریقہ پر قائم کیا گیا۔ شرکت امتحان مذکور کیلئے دو سال تک "لا کلاس" کی حاضری اور کم از کم میٹرک یا اُسکے مماثل امتحان کی کامیابی لازمی قرار دیگئی۔ اور اب یہ امتحان اس طریقہ پر ہر سال عدالت عالیہ میں لیا جاتا ہے۔ حکام عدالت عالیہ ممتحن ہوتے ہیں۔

وکالت درجہ سوم کے امتحان میں شرکت کیلئے ۱۳۱۸ف م ۱۹۰۹ء کے قبل تک



گروپ وکلاء قدیم — عدالت عالیہ



اراکین انجمن وکلاء — عدالت عالیہ

کسی علمی امتحان کی کامیابی لازم نہ تھی۔ سنہ مذکور میں مڈل یا اسکے مماثل امتحان کی کامیابی کی قید عائد کی گئی سنہ ۱۳۴۳ف م ۱۹۳۴ء سے اس امتحان میں شرکت کیلئے میٹرک یا اسکے مماثل امتحان کی شرط لگائی گئی ہے۔ وکلاء درجہ دوم مقدمات دیوانی میں جن کی مالیت الف سے زائد نہ ہو باستثناء عدالتہائے اسمات تمام ماتحت عدالتوں میں پیشہ وکالت انجام دیسکتے تھے لیکن حالیہ ترمیم کے بموجب اب الف مالیت تک کے مقدمات میں بھی کام کرسکتے ہیں۔ ایسے وکلاء کے علاوہ ہر سال عثمانیہ یونیورسٹی سے لاگراجوئیٹس بھی بڑی تعداد میں کامیاب ہوکر نکل رہے ہیں۔ ولایت سے بھی بیرسٹری اور اعلیٰ قانونی ڈگریاں حاصل کرکے لوگ علیحدہ آرہے ہیں۔ اس طرح اب ملک میں قابل قانون داں افراد کی کوئی کمی نہ رہی جو ہمارے شاہ ذیجاہ کی ایک ذراسی توجہ کا نتیجہ ہے

ب۔ ایڈوکیٹ

جب ہمارے عہدہ داران عدالت و وکلاء کا معیار قابلیت کافی طور پر بلند کردیا گیا تو ضرورت اسکی داعی ہوئی کہ طبقۂ وکلاء سے (جو بیرسٹروں۔ گریجوئیٹوں اور امتحان وکالت وجوڈیشل کامیاب افراد پر مشتمل ہے) دیرینہ تجربہ کار اور لائق وکلاء کو جو اپنے فرائض محنت و دیانت سے انجام دیتے ہوں اور جنکی قانونی معلومات مسلمہ ہوں بطور امتیاز ایڈوکیٹ بنایا جائے تاکہ دوسرے قانون پیشہ اصحاب کیلئے موجب ترغیب ہو۔ بنا بریں ۱۳۴۰ف م ۱۹۳۱ء میں عدالت عالیہ نے "قواعد ایڈوکیٹ" نافذ کرکے بعض قدیم و قابل وکلاء کو ایڈوکیٹ کا درجہ عطا کیا جو ان کے لئے ایک امتیاز کا باعث ہے۔ ایڈوکیٹ صاحبان کے ناموں کی فہرست درج ذیل کی جاتی ہے۔

فہرست اسماء ایڈوکیٹ صاحبان

۱ - مولوی احمد علی خاں صاحب

۲ - دیوان بہادر کرشنما چاری صاحب

۳ - دیوان بہادر آر مدآئینگار صاحب

۴ - مولوی محمد فیض الدین صاحب

۵ - مولوی سید اعجاز حسین صاحب

۶ - پنڈت ہری نارائن صاحب

۷ - پنڈت گوپال راؤ صاحب

۸ - پنڈت گینت لال صاحب

۹ - مولوی سید سراج الحسن صاحب بیارسٹرایٹ لا

۱۰ - مولوی مرزا محمود علی بیگ صاحب

۱۱ - پنڈت ابنا داس راؤ صاحب

۱۲ - مولوی حافظ محمد عبد العلی صاحب

۱۳ - نادر شاہ بایوجی چینائی صاحب

۱۴ - مولوی محمود علی صاحب

۱۵ - پنڈت رام چندر نایک صاحب بیارسٹرایٹ لا

۱۶ - مولوی سید محمد عسکری حسن صاحب

۱۷ - مولوی خواجہ محمد عبد العزیز صاحب

۱۸ - مولوی محمد فصیح الدین صاحب جنیدی

۱۹ - پنڈت کاشی ناتھ راؤ صاحب

۲۰ - مولوی محمد جلیل الزمان صاحب صدیقی بیرسٹر ایٹ لا

۲۱ - پنڈت سری پت راؤ صاحب - بی - اے - ایل ایل بی

۲۲ - پنڈت گوبند راؤ صاحب - بی - اے - ایل ایل بی

۲۳ - مولوی سید محمد عبد اللہ صاحب گلبرگوی -

ایڈوکیٹ صاحبان کو بہ نسبت دوسرے وکلاء کے بعض خاص امتیازات حاصل ہیں مثلاً بوقت سماعت مقدمات وکلاء کی صف اول میں ان کی نشست ہوتی ہے - دوسری مصروفیتوں کی وجہ سے تبدیل تاریخ کی استدعا بعوض درخواست سلپ کے ذریعہ کر سکتے ہیں

نفاذ قواعد ایڈوکیٹ کے بعد جو وکیل عدالت عالیہ میں پیروی کرنا چاہے اس کو لازم ہے کہ
اولاً دو سال تک کسی ایڈوکیٹ کے ماتحت کام انجام دے۔ ایڈوکیٹ اس کے
کارروائی کی تصدیق کرنے کے بعد اس کو پیروی کی اجازت دی جاتی ہے۔ ان کے
گون میں بھی بغرض امتیاز نیلے رنگ کے اطلس کی پٹیاں ہوتی ہیں۔

ج۔ لباس وکلاء

قدیم زمانہ میں وکلاء کیلئے کسی خاص لباس کا پہننا لازم نہ تھا کتاب ہذا میں اب سے
تقریباً پچاس سال قبل کے وکلاء ہائیکورٹ کا ایک گروپ دیا گیا ہے جس کے دیکھنے سے معلوم
ہوتا ہے کہ ہر وکیل اپنے حسب مرضی ملبوس ہوتا تھا لیکن گلوس منصب داری دستار یا عمامہ جو اُس
زمانہ کا درباری لباس تھا اس سے کوئی وکیل معرا نہیں رہتا تھا۔ نیز جبہ خواہ وہ کسی رنگ اور
کسی کپڑے کا ہو عموماً زیب تن کیا جاتا تھا۔ ۱۲۹۳ف م ۱۸۸۴ء میں وکلاء درجہ اول کیلئے زرد رنگ کے
گون لازم کر دیئے گئے من بعد ۱۳۱۹ف م ۱۹۱۰ء میں سیاہ رنگ کا گون لازم قرار دیا گیا جو شیروانی
اور انگریزی سوٹ پر بھی پہنا جاتا ہے۔ لیکن معتمدی و صدر المہامی صرفخاص مبارک میں
اب بھی بعض ایسے مختار جن کو وکالت کرنے کی اجازت ہے زرد رنگ کا گون پہنتے ہیں۔
سر تا پا انگریزی لباس میں رہنے والے وکلا ننگے سر اجلاس پر آسکتے ہیں۔ بیرسٹر لوگ
(ٹوپی) بھی پہن سکتے ہیں۔ ایڈوکیٹوں کا گون بھی سیاہ ہے مگر امتیاز کے لیئے اس میں
نیلے اطلس کی پٹیاں ہوتی ہیں۔ وکیلوں کے موجودہ لباس کے متعلق جدید قواعد زیر منظوری

ہیں۔ جن کے نفاذ کے بعد ضروری و مناسب اصلاح ہوجائیگی۔

د۔ انجمن وکلا، عدالت عالیہ

عدالت عالیہ میں ۱۴ ربہمن ۱۳۱۹ف م ۱۹۱۰ء سے پہلے پیروی کرنے والے وکلا، کی کوئی باضابطہ انجمن نہ تھی۔ وکلا، کیلئے عدالت عالیہ میں ایک کمرہ مخصوص کردیا گیا تھا جس میں وہ اٹھتے بیٹھتے اور تبادلۂ خیالات کیا کرتے تھے۔ لیکن بہ حیثیت جماعت کوئی ایسی انجمن کا وجود نہ تھا جو انکی نمائندگی کرسکے۔ ۱۳۰۹ف م ۱۹۱۰ء میں مولوی غلام اکبر خانصاحب نواب اکبر یار جنگ بہادر حال رکن عدالت عالیہ معتمد انجمن وقت نے جو رپورٹ مرتب فرمائی تھی اس سے ظاہر ہے کہ تقریباً ۱۲۹۹ف م ۱۸۹۲ء سے گو کوئی انجمن کسی خاص تنظیم کے تحت قائم نہ تھی لیکن مجموعی حیثیت سے وکلاء کی کمیٹیاں اپنے پیشہ کی عظمت و وقار برقرار رکھنے کیلئے کام کررہی تھیں۔ پہلی مرتبہ ایک دستورالعمل کے تحت جماعت کی تنظیم کرنے کا خیال ۱۳۱۹ف م ۱۹۱۰ء میں پیدا ہوا اور بانیان انجمن مولوی سید غلام جبار صاحب وکیل (المخاطب نواب جبار یار جنگ بہادر رکن عدالت عالیہ) اور مولوی عبدالغفور صاحب وکیل (رکن عدالت عالیہ) اور پنڈت کیشوراؤ صاحب وکیل آنجہانی (رکن عدالت عالیہ) مولوی محمد ابراہیم صاحب فاروقی وکیل (المخاطب فاروق یار جنگ بہادر رکن عدالت عالیہ) و مولوی عبدالباقر خانصاحب و مولوی سید ابوالقاسم صاحب وکیل و بابو گیا پرشاد صاحب وکیل و پنڈت گرراؤ صاحب وکیل (المخاطب راجہ بہادر گرراؤ صاحب رکن عدالت عالیہ) تھے۔ عدالت عالیہ کی اس انجمن نے ۱۳۱۹ف م ۱۹۱۰ء میں اپنا ایک قاعدہ بنایا اور اس قاعدہ کی روسے



مولوی سید عسکری حسن صاحب - ایم اے (اکسن) بیرسٹرایٹ لا
صدر انجمن وکلا - عدالت عالیہ



مولوی محمد عبدالرحیم صاحب - ایم اے، ال ال بی (علیگ)
معتمد انجمن وکلا - عدالت عالیہ



مجلس انتظامی انجمن وکلاء — عدالت عالیہ

یہ لازم کر دیا گیا کہ ہر وہ شخص جو اس انجمن کا شریک ہو حسب ذیل حلف اٹھائے :۔

"میں حلف کرتا ہوں کہ تا وقتیکہ پیشہ وکالت انجام دوں اس انجمن کا شریک رہوں گا اور جو قواعد واحکام انجمن سے نافذ ہوں انکا پابند رہوں گا اور انجمن کے مقاصد وترقی کیلئے حتی الامکان کوشاں رہونگا۔"

اس انجمن کے اولوالعزم ممبروں کی سعی سے انجمن نے کافی وقعت حاصل کی اور مجلس آئین وقوانین نے اپنے مسودات قانونی اسی سنہ میں اسکے پاس بھیجنے شروع کئے۔ انجمن کے دستورالعمل میں علاوہ عہدہ داران انجمن یعنے صدر ونائب صدر ومعتمد کے (۱۷) ارکین انتظامی کی ایک عاملانہ جماعت قایم ہے اور یہ جماعت اپنے معتمد کے ذریعہ سال بھر کے انتظامات انجام دیتی ہے۔ عدالت عالیہ نے بھی ایڈوکیٹس کیلئے اس انجمن کی شرکت لازمی قرار دی ہے ۔

.... موجودہ ارکین عدالت عالیہ سے جناب نواب اکبر یار جنگ بہادر وجناب نواب اصغر یار جنگ بہادر وجناب راجہ بہادر رائے بشیشر ناتھ صاحب اور جناب نواب مصاحب جنگ بہادر اس انجمن کے سرگرم ممبر ومعتمد رہ چکے ہیں۔ ممبران انجمن وکلاء عدالت عالیہ کی تعداد ابتداءً (۲۰) سے زیادہ نہ تھی اور اب ترقی کرتے ہوئے تعداد (۱۳۰) تک پہنچ گئی ہے۔ انجمن خود اپنا ایک کتب خانہ رکھتی ہے علاوہ بریں "جبار یار جنگ موریل لائبریری" بھی انجمن ہی کے زیر اہتمام ہے جو مولوی سید عسکری حسن صاحب ایم۔ اے۔ بیرسٹر ایٹ لا خلف رشید نواب جبار یار جنگ بہادر مرحوم نے بطور یادگار قائم کی اس طرح اپنے والد بزرگوار کے قانونی ذوق اور انجمن وکلاء سے اپنی ذاتی دلچسپی کا عملی ثبوت دیا ہے۔

انجمن وکلا کی اب تک مختلف مقامات پر چھ مرتبہ کانفرنس ہو چکی ہے۔ کانفرنس کا ایک اجلاس ماہ ۱۳۳۶ ف م ۱۹۲۷ء میں بمقام گلبرگہ منعقد ہوا جس کی صدارت جناب نواب اسد یار جنگ بہادر بوجہ تقرر بہ رکنیت عدالت عالیہ نہ فرما سکے اسلئے مولوی سید عسکری حسن صاحب نے صدارت کی اور راجہ بہادر رائے لچھمن ناتھ صاحب نے بہ حیثیت معتمد کانفرنس کام کیا۔ اس سال بماہ اردی بہشت ۱۳۴۶ف بصدارت مسٹر آر مودا بینگار ایڈوکیٹ بمقام مستقر صوبہ ورنگل کانفرنس ہوی۔

انجمن مذکور نے اس عرصہ میں اس امر کی بھی کوشش کی ہے کہ اضلاع میں بھی وکلاء کی ذیلی انجمنیں قائم ہوں چنانچہ اکثر اضلاع مثلاً گلبرگہ شریف۔ اورنگ آباد۔ ناندیڑ۔ بیدر وغیرہ پر انجمنیں برابر اپنا کام کر رہی ہیں۔ اور تقریباً ڈیڑھ ہزار وکیل بہ حیثیت ممبران انجمن ملک کار عالی میں اپنے پیشہ کے وقار کو قائم رکھنے اور دیانت و صداقت کے ساتھ اپنے فرائض کے انجام دہی میں ساعی نظر آتے ہیں۔ اس انجمن نے تقریباً چھ سال سے معزز حکام عدالت عالیہ کو لنچ پر مدعو کرنے کا رواج دیا ہے۔ اور یہ خصوصی لنچ ہر سال ماہ اردی بہشت کی آخری تاریخ پر جب کہ عدالت عالیہ موسم گرما کیلئے بند ہوتی ہے ترتیب دیا جاتا ہے۔ بعد فراغ لنچ صدر انجمن سال بھر کی مصروفیات اور مستقبل کی نسبت مختصر و ضروری امور جناب میر مجلس صاحب و اراکین صاحبان عدالت کو مخاطب کر کے پیش کرتے ہیں جس کا جواب میر مجلس صاحب ادا فرماتے ہیں۔ اس طرح یہ اتحاد نے بنچ و بار کے درمیان ایک ایسا رشتہ مودت قائم کر دیا ہے جس سے خوشگوار تعلقات میں روز افزوں اضافہ کے توقعات کئے جا سکتے ہیں۔ چنانچہ بتاریخ ۲۹ اردی بہشت ۱۳۴۶ف لنچ کے موقع پر

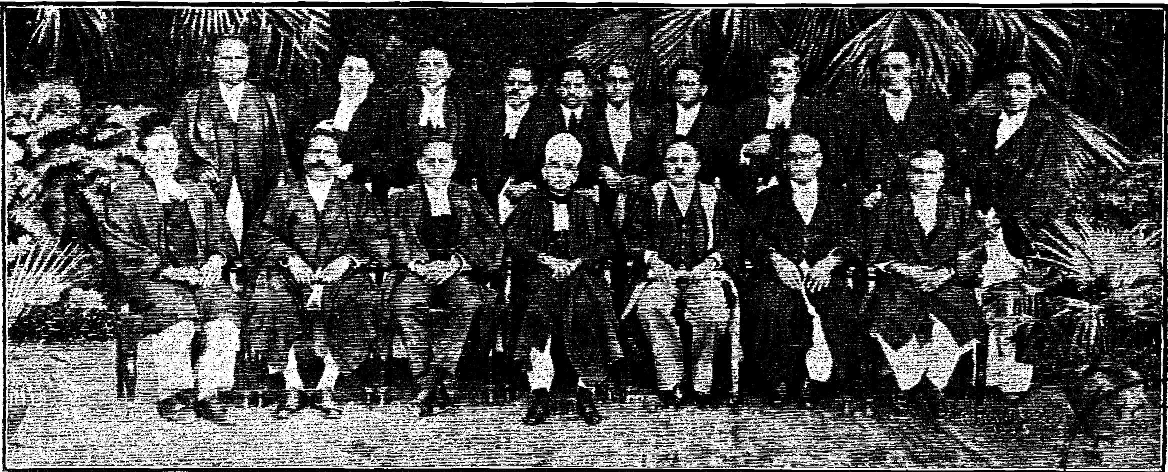
جس میں مجھے بھی بحیثیت معتمد عدالت عالیہ شریک ہونے کا اتفاق ہوا تھا۔ جناب میر محب حسین صاحب نے ایک جامع و بلیغ تقریر فرمائی اور وکلاء صاحبین کو تیاری بریف (BLTLE) و تفرز جو نبر وغیرہ کے بارے میں مختلف ہدایات فرما کر آخر میں یہ ارشاد فرمایا کہ " میں آپ کی انجمن کے منازل ترقی پر پہونچنے کی امیدوں پر مسرت کا اظہار کرتا ہوں اور توقع کرتا ہوں کہ وہ جلد اعلیٰ زینہ پر پہونچ جائے گی "۔

اس ضمن میں انجمن مذکور کے صدر مولوی سید عسکری حسن صاحب۔ ایم۔ اے۔ بیرسٹر ایٹ لا کا مختصر ذکر بھی بے موقع نہ ہوگا۔ سید عسکری حسن صاحب نواب جبار یار جنگ بہادر مرحوم رکن عدالت عالیہ کے فرزند ہیں ۱۳۲۳ف م ۱۹۱۴ء میں بیرسٹری کامیاب کرکے ہندوستان آئے۔ ۱۳۲۴ف میں الہ آباد کے ایڈوکیٹ ہوئے اسی سال آپ نے عدالت عالیہ سرکار عالی میں وکالت شروع کی ۱۳۲۶ف میں عدالتہائے علاقہ رزیڈنسی کے ایڈوکیٹ ہوئے ۱۳۳۱ف میں انجمن وکلاء عدالت عالیہ کے معتمد منتخب ہوئے اور پانچ سال تک اس خدمت کو انجام دیا ۱۳۳۴ف میں آپ کا انتخاب مجلس بلدیہ کی رکنیت پر ہوا ۱۳۳۸ف میں آپ دو سال کے لئے مجلس وضع قوانین کے رکن مقرر ہوئے۔ ۱۳۳۹ف میں انجمن وکلاء کے نائب صدر نشین ہوئے دو سال تک وکالت درجہ اول کے ممتحن رہے ۱۳۴۰ف میں سرکار عالی نے آپ کو مجلس وضع قوانین کیلئے بحیثیت رکن غیر معمولی نامزد کیا۔ ۱۳۴۲ف میں انجمن وکلاء عدالت عالیہ کے صدر منتخب ہوئے آپ اٹھارہ سال تک اس انجمن کی مختلف خدمات پر فائز رہے ہیں۔ آپ نے انجمن کی

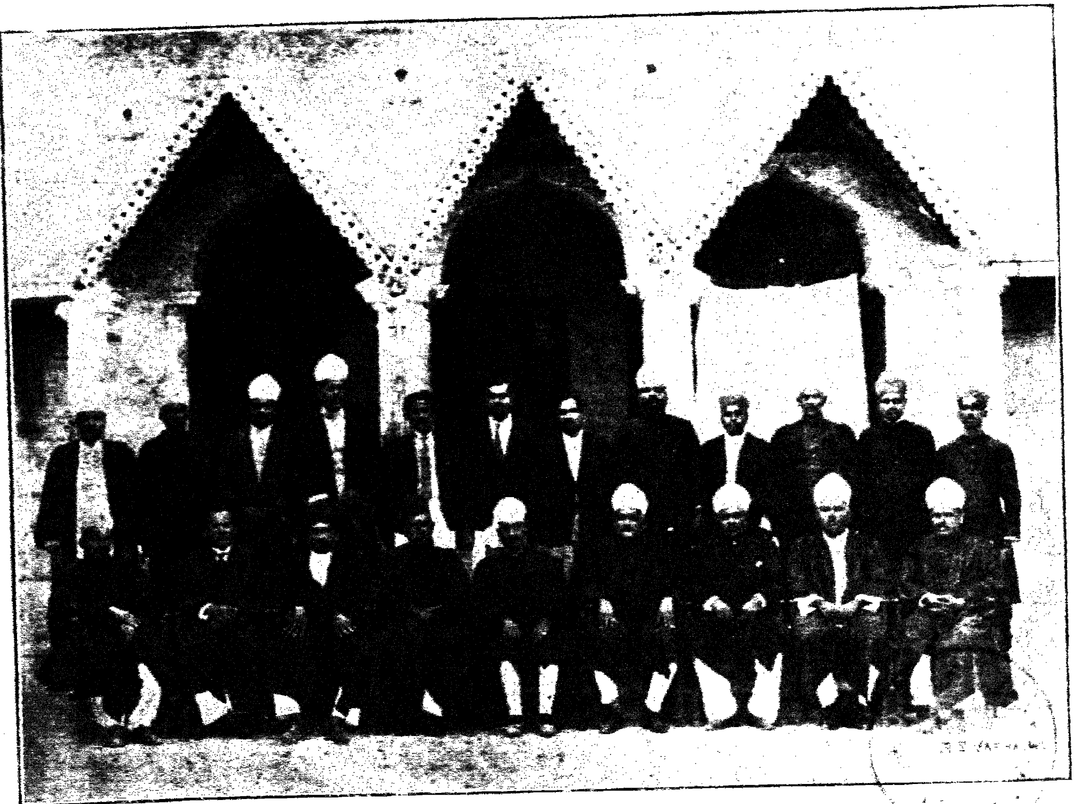
فلاح وبہبودی وطبقہ وکلاء کا وقار بڑہانے میں جو نمایاں حصہ لیا ہے وہ کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ اور اس اعتبار سے انجمن وطبقہ وکلاء آپ کے رہین منت ہے۔ آپ نے بحیثیت صدر انجمن جشن سیمین کے مبارک موقع پر منجانب وکلاء ممالک محروسہ سرکار عالی ایڈریس پیش کرنیکی تحریک کی اور یہ آپ ہی کی کوشش ودلچسپی کا نتیجہ تھا کہ ایڈریس ایک نہایت خوشنما کاسکٹ میں اعلیحضرت بندگانعالی کی خدمت میں پیش کیا گیا انجمن کے نائب پریذیڈنٹ انباداس صاحب ایڈوکیٹ اور مولوی عبدالصمد صاحب ایڈوکیٹ گلبرگوی مولوی عبدالرحیم صاحب۔ ایم۔ اے یل یل۔ بی ریلیگ نے اپنی معتمدی انجمن کے زمانہ میں اس کے مقاصد کی تکمیل میں خاص طور پر توجہ کی اور بہت کچھ حصہ لیا۔

ھ۔ پیشہ وکالت میں اشتراک

میر مجلس صاحب نے اپنی فاضلانہ تقریر میں سالانہ جلسے کے موقعہ پر بریف کی ترتیب اور جونیر وکلاء کے تقرر کے لیئے جو زرین مشورہ دیا ہے اگر اس پر عمل کیا جائے تو مقدمات کی پیروی صحیح اصول پر ہوگی۔ اور عدالتوں کو عاجلانہ انصاف رسانی میں بہت کچھ مدد ملے گی انگلستان اور برطانیہ ہند کے بڑے بڑے شہروں مثلاً کلکتہ۔ مدراس وغیرہ وغیرہ میں پیشہ وکالت کی انجام دہی کے لیئے سالیسٹرس Solicitors کا وجود نہایت ضروری سمجھا گیا ہے جن کا یہ کام ہوتا ہے کہ فریق مقدمہ سے واقعات معلوم اور کاغذات متعلقہ حاصل کر کے مقدمہ کا خلاصہ یعنی (بریف) مرتب کریں تاکہ بیارسٹروں کا قیمتی وقت جزئیات میں ضایع نہ ہو۔ گو کہ اس طریقہ عمل سے اہل مقدمات کو بیارسٹروں کے محنتانہ کے علاوہ سالیسٹروں کی فیس



بیرسٹرس اسوشیشن عدالت عالیہ



اراکین انجمن وکلاء ـ صدر عدالت ورنگل

بھی ادا کرنی پڑتی ہے لیکن مقدمہ کا خلاصہ صحیح اصول پر مرتب ہو جائے اور واقعاتی و قانونی اہم امور یکجا جمع ہو جائیں تو مقدمہ کی پیروی بہتر طریقہ سے ہو سکتی ہے انس آف کورٹس INNS OF COURTS کے قدیم روایات و قواعد کی رو سے بیارسٹر اپنے پیشہ میں باہم شراکت قایم نہیں کر سکتے یہی وجہ ہے کہ ان ممالک میں سالیسٹرس کا وجود (جو بریف کی تیاری کا اہم کام بھی انجام دیتے ہیں) اس طبقہ کا جز و لاینفک بن گیا ہے چونکہ ہمارے ملک میں ایسا کوئی طبقہ نہیں ہے اس لئے اس کی ضرورت ہے کہ سنیر وکلاء اپنے ساتھ جونیرس کو شریک رکھیں اور ان سے تیاری بریف کا بھی کام لیں تاکہ بوقت ضرورت تبدیل تاریخ کی استدعا کے عوض وہ پیروی مقدمہ کے لئے امادہ ہو جایا کریں۔ یہ امر باعث مسرت ہے کہ اس مبارک دور عثمانی میں قیام یونیورسٹی کی وجہ سے ہمارے ملک میں بھی مثل برطانیہ ہند پیشہ وکالت بالاشتراک IN-PARTNERSHIP انجام دینے کا طریقہ باضابطہ طور پر رائج ہو گیا ہے۔ چنانچہ بلدہ حیدرآباد میں یہ پہلی مثال ہے کہ سنہ ۱۳۴۴ف میں مولوی عبدالرحیم صاحب۔ یم۔ اے۔ یل۔ یل۔ بی (علیگ) و مولوی عبدالرؤف صاحب بی۔ اے۔ یل یل۔ بی عثمانیہ نے شراکتی کام "رحیم اینڈ رؤف پلیڈرس" کے نام سے باضابطہ طور پر آغاز کیا ہے اور سنہ ۱۳۴۲ف میں مولوی جلیل احمد صاحب یم۔ اے۔ ایل ایل۔ بی (علیگ) و مولوی سید محمد محسن صاحب بی۔ اے۔ یل یل۔ بی (علیگ) نے دوسری شراکت قایم کی اور یہ ہر دو شراکتیں کامیابی سے چل رہی ہیں۔

۵۔ جبار یار جنگ میموریل لائبریری

اس کا ذکر ابھی اوپر کیا جا چکا ہے۔ توضیحاً نواب جبار یار جنگ مرحوم کے حالات بضمن میر مجلسان عدالت عالیہ باب ششم میں ملاحظہ ہوں۔

۲۔ عدالتی امتحانات و لا کلاس

الف۔ امتحان جوڈیشل

سابق میں ممالک محروسہ سرکار عالی میں کوئی ایسا عدالتی امتحان نہ تھا جس کی کامیابی کے بعد امیدواران صیغہ عدالت مستحق خدمات عدالتی قرار دئے جا سکیں۔ عموماً وکیل یا ذی علم اشخاص جن کو عربی فارسی وخصوصاً علم فقہ میں کچھ دسترس ہو وہ عدالتی خدمات کے اہل تصور کئے جاتے تھے ۱۲۹۹ف م ۱۸۹۰ء میں امتحان جوڈیشل مقرر ہوا۔ اور بذریعہ زرولیوشن محکمہ سرکار عالی صیغہ عدالت نشان (۲۴) بابتہ ۱۲۹۹ف م ۱۸۹۰ء اس امتحان کے قواعد جاری کئے گئے۔ اس امتحان میں دوم وسوم تعلقدار تحصیلدار یا سررشتہ داران عدالتہائے اضلاع شریک ہو سکتے تھے۔ ان کے علاوہ دوسرے اشخاص کے لئے تصدیق اعلیٰ خاندان وپچیس سال کی عمر اور دو سال تک لا کلاس کی حاضری وصداقت نامہ نیک چلنی وصحت جسمانی ضروری تھا۔ امتحان جوڈیشل میں علاوہ قوانین وفیصلہ نگاری کے زبان ملکی کا بھی ایک پرچہ ہوتا تھا فیصد (۵۰) نمبر حاصل کرنے والا درجہ اعلیٰ میں کامیاب کیا جاتا تھا اور فیصد (۳۳) نمبر لیکر

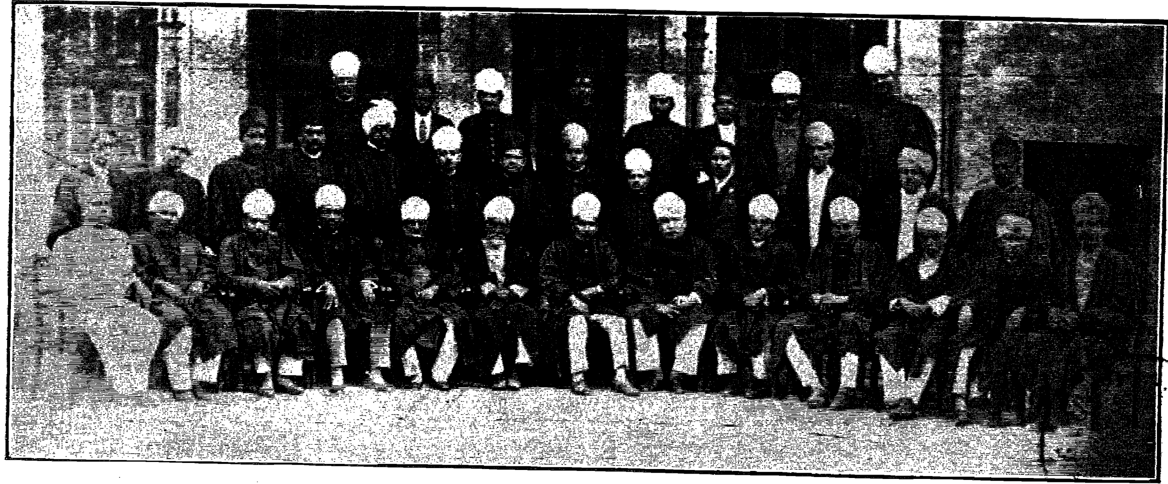
کامیاب ہونے والے کو جوڈیشل درجہ ادنیٰ کی سند ملتی تھی۔ جوڈیشل درجہ اعلیٰ کامیاب کو سند وکالت درجہ اول اور بدرجہ ادنیٰ کامیاب کو سند وکالت درجہ دوم ملسکتی تھی۔ چنانچہ اس وقت ملک میں کامیابی امتحان جوڈیشل کی بناء پر اکثر لوگ وکیل درجہ اول و دوم ہیں۔ سات سال تک وکالت کرنے کے بعد وکیل درجہ دوم کو سند وکالت درجہ اول ملتی ہے۔ یہ امتحان گروپ واری تھا۔ اور اس کی تکمیل کئی کئی سال میں یکجائی تھی۔ چونکہ ہمارے ہاں امتحان وکالت بھی ہوتا تھا اور عثمانیہ یونیورسٹی سے بھی لاگریجوئٹ نکلنے لگے تھے اس لئے ۱۳۳۱ف م ۱۹۲۲ء میں یہ تجویز ہوئی کہ امتحان جوڈیشل موقوف کردیا جائے اور ۱۳۳۲ف م ۱۹۲۳ء کا امتحان آخری امتحان قرار دیا جائے تاکہ سابق کے غیر فارغ الامتحان امیدوار بھی اپنے مضامین کی تکمیل کرلیں۔ جو بجائے خود ان کے لئے ایک بہت بڑی رعایت تھی

علاوہ ازیں دوسرے تمام شرائط شرکت بھی اوٹھا دئے گئے اور ہر کس و ناکس کو امتحان میں شرکت کی اجازت ملگئی جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ امیدواران امتحان کی تعداد تین ہزار تک پہنچ گئی اور ملک میں سیکڑوں وکیل پیدا ہوگئے۔ یہ ظاہر ہے کہ تمام شرکاء کامیاب نہیں ہوسکتے تھے اس لئے فیل شدہ امیدواروں کی درخواست پر شرکت کا ایک مزید موقع دیا گیا۔ ۱۳۳۲ف میں دو امتحان ہوئے مگر پھر بھی ناکام طلباء کا شور و غوغا باقی رہا۔ نظرثانی کا طریقہ بھی رائج کیا گیا۔ مگر فیل ہونے والے برابر فیل ہوتے رہے۔ اور کسی طرح امتحان سے فارغ نہ ہوسکے۔ یہاں تک کہ ۱۳۳۳ف م ۱۹۲۴ء میں بھی امتحان ہوا اور پھر ۱۳۳۴ف م ۱۹۲۵ء

تک اس کا سلسلہ چلتا رہا۔ جس کے بعد یہ امتحان موقوف ہو گیا۔ اس طرح یہ سہل ترین اور پست معیار کا امتحان ہمیشہ کے لئے معدوم کر دیا گیا۔ صرف انھیں امیدواروں کو سند وکالت دیگئی جو ۱۳۳۳ف م ۱۹۲۴ء تک فارغ ہو گئے اور ۱۳۳۴ف م ۱۹۲۵ء کے فارغ شدہ پیشہ وکالت کے مجاز قرار نہیں دئے گئے البتہ ملازمت کے لئے یہ کامیابی کچھ کام دیکتی ہے۔

ب۔ لا کلاس

امتحان جوڈیشل و امتحان وکالت کا طریقہ رائج اور اس کے مدارج معین ہونے کے بعد ضرورت اس کی تھی کہ لا کلاس بھی قایم کی جائے تاکہ امیدواران وکالت درجہ اول و دوم یا امتحان جوڈیشل میں شریک ہونیوالے اشخاص وہاں جاکر قانونی لکچر سنا کریں چنانچہ ۱۳۰۹ف م ۱۹۰۰ء میں جب قانون وکلاء نافذ ہوا تو حسب دفعہ (۵) قانون مذکور حیدرآباد میں ایک لا کلاس قایم ہوئی جس میں دو لکچرار مقرر کئے گئے۔ اور وکالت درجہ اول کے امیدوار اس لا کلاس میں شریک ہونے لگے۔ شایقین قانون کے لئے حیدرآباد میں پہلے سے قانونی کمیٹیاں موجود تھیں جن میں اور اضافہ ہو گیا۔ سب سے پہلی قانونی کمیٹی مولوی شرف الدین احمد صاحب اور بعد مولوی میر ابراہیم علی صاحب وکیل نے ۱۲۹۰ف میں قایم کی تھی۔ ۱۳۱۷ف م ۱۹۰۸ء میں اس قسم کی کمیٹیوں کی تعداد (۱۱) تھی۔ ۱۳۳۰ف م ۱۹۲۱ء لغایتہ ۱۳۳۴ف م ۱۹۲۵ء جس زمانہ میں امتحان جوڈیشل میں امیدوار بکثرت شریک ہوتے تھے اور ملک میں اس کے شرکا کا سیلاب امنڈ رہا تھا اس وقت مولوی میر ابراہیم علی صاحب مرحوم وکیل بازار کوکہ کی کمیٹی بہت مشہور



اراکین انجمن وکلاء ـ صدر عدالت اورنگ آباد



اركان انجمن وكلا — صدر عدالت گلدگم شريف

تھی۔ صاحب موصوف کے شاگرد اب بھی بحیثیت وکیل ایک کثیر تعداد میں موجود ہیں۔
بلدہ حیدرآباد کے علاوہ اورنگ آباد و گلبرگہ شریف میں بھی لا کلاس تھی اور طلباء کی
فیس وغیرہ سے خانگی طور پر وہاں کے لکچراروں کی تنخواہ کی پابجائی ہوتی تھی۔ جناب
میر مجلس صاحب نے اصلاح لا کلاس کے لئے اپنی پہلی جوڈیشیل رپورٹ بابتہ ۱۳۲۷ف
م ۱۹۱۸ء میں سرکار کو بدیں الفاظ توجہ دلائی کہ: "موجودہ لا کلاس قانونی تعلیم کی گویا تضحیک ہے"
اس کے بعد ۱۳۲۸ف کی جوڈیشیل رپورٹ میں اس کی اہمیت کا اظہار فرمایا اور جدید
قواعد مرتب کرکے روانہ فرمائے۔ بالآخر ۱۳۲۹ف م ۱۹۲۰ء میں لا کلاس کی اسکیم منظور ہوگئی
اورنگ آباد و گلبرگہ شریف کی لا کلاس برخواست کردیگئیں اور صرف بلدہ کی لا کلاس قایم
رکھی گئی لکچراروں کی تعداد بجائے دو کے چار کردی گئی اور انکی تنخواہوں میں بھی اضافہ کیا گیا

ج۔ امتحان زبان ملکی

اگرچہ اس امر پر قدیم سے زور دیا جاتا رہا ہے کہ عہدہ داران و اہلکاران عدالت کا
ملکی زبان سے واقف ہونا ضروری ہے اور اس مقصد کے حصول کے لئے گشتیات کے
ذریعہ ہدایات ہوتی رہتی تھیں مگر باقاعدہ طور پر زبان ملکی کا کوئی علحدہ امتحان مقرر نہ تھا
جوڈیشیل کے امتحان میں شریک ہونے والے زبان ملکی کی بھی تکمیل کرلیتے تھے مگر اس امتحان
سے زیادہ تر عہدہ دار ہی فائدہ اوٹھاتے تھے۔ اور اہلکاران کو اس میں شرکت کا موقع
کم ملتا تھا اس لئے ۱۳۲۲ف م ۱۹۱۳ء میں یہ امتحان قایم ہوا جو ہر سال عدالت عالیہ میں مرہٹی

تلنگی و کنڑی زبانوں میں لیا جاتا ہے۔

د۔ امتحان عمال عدالت

جیسا کہ دوسرے محکمہ جات سرکار عالی میں ڈپارٹمنٹل امتحان ہوتے ہیں اسی طرح "امتحان عمال عدالت" عدالت عالیہ میں لیا جاتا ہے۔ اور بوقت تقرر بر خدمت اہلکاری یا ترقی کامیاب شدہ اشخاص کو ترجیح دی جاتی ہے۔ بوقت واحد جملہ مضامین (معمولی قوانین۔ حساب۔ خلاصہ نگاری۔ زبان ملکی) میں کامیابی کے لئے فیصد (۴۰) نمبر حاصل کرنا لازمی ہے۔

سنہ ۱۳۲۸ ف م سنہ ۱۹۱۹ء میں جب کہ جدید دستور العمل نظما، جاری ہوا اس میں اس امتحان کا نام "امتحان عمال" قرار دیا گیا۔ اور ابتدائی تقرر کے موقع پر اس امتحان کی کامیابی لازمی قرار دی گئی اور گشتیات کے ذریعہ بھی اس امر پر زور دیا گیا ہے کہ تا وقتیکہ امتحان عمال میں کامیاب نہ ہو کسی شخص کا تقرر عمل میں نہ آئے۔ اس شرط سے گریجوٹس یا خاص قابلیت رکھنے والے مستثنیٰ ہیں۔ یہ امتحان سالانہ عدالت عالیہ میں ہوتا ہے جس میں عموماً نقل نویس و امیدوار و اہلکاران عدالت شریک ہونے لگے ہیں کیونکہ اب ان کو معلوم ہو چکا ہے کہ بغیر کامیابی امتحان کوئی مواقع ترقی و تقرر کے نہیں ہیں جس کی وجہ سے عمال کے معیار قابلیت میں روز افزوں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔

اگر یہی رفتار قایم رہے تو کچھ عرصہ میں عمال کی حالت اور بہتر ہو جائے گی۔

باب ششم

شاہزادگان والا تبار و مشاہیر سلطنت جنھوں نے اصلاح و انتظام عدالت میں دلچسپی یا عملی حصہ لیا

۱۔ شاہزادگان والا تبار

(۱) میجر جنرل ہز ہائینس والا شان نواب اعظم جاہ بہادر ولیعہد سلطنت آصفیہ و پرنس آف برار

والاشان نواب میر حمایت علیخاں بہادر اعظم جاہ سپہ سالار عساکر آصفی بتاریخ ۸ محرم ۱۳۲۵ھ تولد ہوئے۔ قابل اور فاضل اساتذہ و اتالیقوں کے زیر نگرانی، اردو، فارسی، عربی اور انگریزی میں آپ کی تعلیم اعلیٰ پیمانہ پر ہوئی حصول تعلیم کے بعد عملی تجربات اور مشاہدات کے لئے آپ نے دفاتر معتمدین سرکار کے کام کا معائنہ بنظر امعان فرمایا۔ اضلاع میں بھی دورے فرمائے اور اس طرح ہر قسم کے دفتری معلومات بہم پہنچائے۔ فوجی ٹریننگ بھی آپ نے باقاعدہ طور پر حاصل فرمائی۔ پولو اسپورٹس و دیگر قسم کے کھیلوں کے ماہر اور شکار کے بیحد شائق ہیں چنانچہ آپ نے چھ ہفتہ کے قلیل عرصہ میں ۲۵ شیروں کا

شکار کیا۔ تھوڑی مدت میں سررشتہ فوج میں آپ نے نمایاں منظیم پیدا کردی ہے۔ محکمہ عدالت سے آپ کو بہت دلچسپی ہے۔ چنانچہ عدالت عالیہ کا آپ نے ایک مرتبہ معائنہ فرمایا اور بہ ضمن دورۂ ورنگل اجلاس سشن پر رونق افروز ہو کر کئی گھنٹوں تک ایک مقدمہ کی تحقیقات اور اس کے فیصلہ کی سماعت فرمائی۔ بزمانہ معتمدی راقم آپ نے عدالت عالیہ کے سالانہ عصرانہ ۱۳۴۱ف میں بھی بمعیت حضرت شہزادی دُرِّشہوار دُردانہ بیگم صاحبہ قدم رنجہ فرما کر عزت بخشی۔ اس موقع پر حضرت شہزادی صاحبہ نے بہ ہمراہی دی، آنریبل، سر ڈنکن میکنزی۔ کے سی آئی ای صاحب عالی شان بہادر عمارت عدالت عالیہ کا نہایت دلچسپی سے تفصیلی معائنہ فرمایا۔ پرنس والاشان دو مرتبہ یورپ کی سیاحت بھی فرماچکے ہیں۔ آپ کی شادی بتاریخ ۱۲۔ نومبر ۱۹۳۱ع خلیفۃ المسلمین عبدالمجید خاں سابق سلطان ترکی کی صاحبزادی عُلیا دُردانہ بیگم دُرِّشہوار صاحبہ سے بمقام نائیس" واقع فرانس ہوئی اس طرح خاندان آصفی و خاندان عثمانی کے اتحاد کا ایک نیا باب تاریخ عالم میں قایم ہوا۔ بتاریخ یکم آذر ۱۳۴۳ف شہزادہ مکرم جاہ بہادر کی ولادت باسعادت ہوئی۔ نومبر ۱۹۳۶ع میں جب کہ سلطنت برطانیہ نے ملک برار کو مملکت آصفیہ کا ایک جزو تسلیم فرمایا تو آپ کو "ہز ہائنس پرنس آف برار" کے معزز خطاب سے ملقب کیا گیا اور حضور شہزادی دُردانہ بیگم صاحبہ کا خطاب "ہز ہائنس پرنسز آف برار" قرار پایا۔ آپ اور شہزادی صاحبہ رعایا کے ہر طبقہ و فرقہ میں انتہا درجہ ہر دلعزیز ہیں علمی و ملکی کاموں میں سرپرستی فرماتے ہیں شہزادی صاحبہ کو تعلیم و ترقی نسواں سے خاص دلچسپی ہے۔ اور آپ کی سادہ زندگی اس طبقہ کے لئے قابل تقلید ہے۔

(۲) والاشان شہزادہ نواب میر شجاعت علیخان معظم جاہ بہادر

والاشان نواب میر شجاعت علی خان بہادر ولیعہد دولت آصفیہ کے برادر اصغر ہیں آپ کی تعلیم و تربیت بھی بڑے وسیع پیمانہ پر ہوئی اور آپ نے مختلف محکمہ جات و دفاتر کی کارروائیوں کا معائینہ فرما کر اپنے معلومات میں بہت کچھ اضافہ فرمایا ہے۔ سررشتہ عدالت سے آپ کو بھی خاص دلچسپی ہے عدالت عالیہ اور عدالت سشن ورنگل کے اجلاس پر مقدمات کی تحقیقات اور طریقۂ کار کو خاص توجہ سے ملاحظہ فرما کر عدالتی معلومات حاصل فرمائے مجلس آرائش بلدہ کو آپ کے صدارت کی عزت حاصل ہے۔ اس سررشتہ کے کاروبار سے آپ کو بیحد دلچسپی ہے چنانچہ محکمۂ آرایش بلدہ نے آپ کی سرپرستی و ہدایت سے شہر کی آرایش اور غرباء کی آرام و راحت کے کئی کام کیئے ہیں۔ آپ یورپ کی سیاحت بھی فرما چکے ہیں اور ہندوستان کے بڑے بڑے مقامات کا معائنہ بھی فرمایا ہے۔ آپ کی شادی سلطان مراد خاں ثانی فرمانروائے ترکی کی نواسی اور خلیفۃ المسلمین عبد المجید خان سابق سلطان ترکی کی برادرزادی علیا فرحت بیگم شہزادی نیلوفر صاحبہ سے بتاریخ ۱۲؍ نومبر ۱۹۳۱ء بمقام "نیس" واقع فرانس ہوی۔ آپ اردو، فارسی کے قادر الکلام شاعر ہیں اور فنون لطیفہ سے خاص ذوق رکھتے ہیں۔ عام رعایا کے دلوں میں آپ اور علیا شہزادی نیلوفر صاحبہ کی خاص عقیدت ہے۔

۱۱ نومبر ۱۹۵۲ء

۲۔ مدار المہامان و صدر اعظمان

اگرچہ قیام سلطنت آصفیہ سے اب تک جس قدر مدار المہام اور صدر اعظم ہوئے ہیں

ان کی مجموعی تعداد (۲۶) ہے لیکن اس تاریخ کے موضوع کے لحاظ سے چھ مدارالمہام اور (۳) صدر اعظموں کے تذکرہ کی یہاں ضرورت پائی جاتی ہے ۔

(۱) نواب منیر الملک

نواب منیر الملک مرحوم نواب میر عالم کے داماد تھے۔ بزمانہ نواب سکندر جاہ آصف جاہ ثالث نواب میر عالم کے انتقال کے بعد بتاریخ ۵ رجب ۱۲۲۴ھ م ۱۸۰۹ء مدار المہام ہوئے اور تقریباً چوبیس سال تک خدمت پر سرفراز رہے۔ بزمانہ نواب ناصر الدولہ آصف جاہ رابع آپ کو امیر الامراء کا خطاب ملا۔ آپ کے زمانہ میں راجہ چندو لال جو آپ کے قبل سے مدار المہام بھی ہو گئے۔ مختار کل تھے ۱۲۳۱ف م ۱۸۲۲ء میں آپ نے بلدہ حیدرآباد میں ایک دیوانی عدالت قائم کی تھی۔ جو آخر میں دیوانی بزرگ کہلانے لگی تھی۔ نواب صاحب ممدوح کی وفات ۱۰ شعبان ۱۲۴۸ھ م ۱۸۳۳ء کو ہوئی۔

(۲) ۔مہاراجہ چندو لال

مہاراجہ چندو لال بڑے فیاض وعلم دوست اور شعرا کے بڑے قدر دان تھے۔ دہلی کے مشہور شاعر ذوق کو بھی آپ نے حیدرآباد طلب کیا تھا مگر انھوں نے دہلی کو چھوڑنا گوارا نہیں کیا ایک غزل لکھ بھیجی جس کا مقطع یہ تھا :۔

ان دنوں گرچہ دکن میں ہے بہت قدر سخن
کون جائے ذوق پر دلی کی گلیاں چھوڑ کر

نواب منیر الملک کے زمانہ میں بھی مہاراجہ چندولال سیاہ و سفید کے مالک تھے ۱۷ ر شعبان ۱۲۴۸ھ م ۱۸۳۲ء کو مدارالمہام ہوئے۔ ۱۲۴۷ھ م ۱۸۳۰ء میں انھوں نے بلدہ میں عدالت فوجداری قائم کی۔ انہیں کے زمانہ میں عدالتوں کا دستور العمل بھی مرتب ہوا تھا۔ مہاراجہ ۱۱ ر شعبان ۱۲۵۹ھ م ۱۸۴۳ء تک وزیر سلطنت رہے اور ۱۸ ر ربیع الثانی ۱۲۶۱ھ م ۱۸۴۵ء کو وفات ہوئی۔

(۳) نواب سراج الملک

نواب سراج الملک کا عہد وزارت پہلی مرتبہ ۱۹ ر آذر ۱۲۵۶ف سے ۲۵ ر دے ۱۲۵۷ف بار دوم ۱۱ ر تیر ۱۲۶۰ف سے ۹ تیر ۱۲۶۲ف تک رہا۔ نواب صاحب ممدوح نے بلدہ کی عدالتوں کے اختیارات بڑھائے اور بلدہ کے سوائے اضلاع کی عدالتوں کا بھی جن کا اس وقت تک کچھ انتظام نہیں ہوا تھا ۱۲۵۶ف م ۱۸۴۷ء میں انتظام کیا۔ اضلاع میں (ماصہ) ماہوار کے میر عدل اور تعلقات میں (صہ) کے منصف مامور کئے اسی سال کچھ قواعد و ضوابط بھی جاری ہوئے۔ سود کا تعین کیا گیا کہ ایک روپیہ سیکڑہ سے زیادہ نہ دلایا جائے۔ سارقین کے ہاتھ کاٹنے کا طریقہ موقوف کیا۔ رسم ستی کو ممنوع قرار دیا۔ چونکہ اس زمانہ کے لوگ عدالتوں میں جانا برا سمجھتے تھے اس لئے نواب صاحب ممدوح نے اپنے مکان پر ایک سررشتہ جس کا نام سررشتہ عرایض تھا قایم کیا۔ اور اس کے جج خود نواب صاحب تھے۔ بعد میں یہی سررشتہ عدالت دیوان خانہ یا عدالت خورد کہلانے لگا۔ نواب صاحب کی وفات ۹ ر تیر ۱۲۶۲ف م ۱۸۵۳ء کو ہوئی۔ آپ کو عدالتی معاملات سے بڑی دلچسپی تھی اور بہت اصلاحات فرمانا چاہتے تھے۔

(۴) نواب سر سالار جنگ اعظم

سر سالار جنگ مختار الملک نواب میر تراب علی خان ۲ جنوری ۱۸۲۹ء میں بمقام حیدرآباد تولد ہوئے ۔ اپنے عم بزرگوار نواب سراج الملک مدار المہام وقت کی زیر نگرانی تعلیم و تربیت پائی ۱۲۶۱ھ م ۱۸۴۵ء میں ملک تلنگانہ میں ضلع کھمم کے تعلقدار مقرر ہوئے پھر نواب سراج الملک نے اپنا مشیر مقرر کیا ۔ ۲۱ شعبان ۱۲۶۹ھ م ۱۳ اپریل ۱۲۶۲ف م ۱۸۵۳ء کو نواب ناصر الدولہ مرحوم نے منصب جلیلہ وزارت پر سرفراز فرمایا ۔ یہ زمانہ بڑا پر آشوب تھا ۔ ریاست بہت مقروض ہوگئی تھی ۔ عربوں اور پٹھانوں سے سودی قرضے لئے جاتے اور تعلقے بطور کفالت ان کے حوالہ کردئے گئے تھے ۔ نواب سالار جنگ نے جس حسن تدبیر سے گورنمنٹ کا اعتماد قائم کیا اور عربوں اور پٹھانوں سے تعلقے واپس لئے اور ملک میں انتظام قائم کیا اس کی نظیر بمشکل ملے گی ۔ آپ بڑے جوہر شناس تھے اور قابل ترین اشخاص کو اعلیٰ خدمات پر مامور فرماتے تھے آپ نے اس ریاست ابد مدت میں اپنی دور اندیشی اور تدبر سے ایک تنظیم پیدا کر دی اور انتظام حکومت کو بلند معیار پر پہنچا دیا جس کی داد نہ صرف ہندوستان بلکہ یورپ کے مدبرین دئے بغیر نہیں رہ سکتے ۔

سر رشتہ عدالت کی اصلاح و ترقی کا دور آپ ہی کے زمانہ سے شروع ہوتا ہے ۔ عدالت دیوانی بلدہ جس کا دفتر نواب صاحب ممدوح کے ایک محل میں تھا عدالت حسینی خانہ کے نام سے مشہور تھی آپ کے عہد تک دیوانی و فوجداری ہر قسم کے مقدمات کی سماعت مدار المہام وقت کیا کرتے تھے نواب صاحب ممدوح باوجود ہر طرح مقتدر ہونے کے اپنی وسعت نظری و فراغ دلی کی

وجہ سے CONCENTRATION OF POWERS اجتماع اختیارات کے دلدادہ نہ تھے چنانچہ ملک و رعایا کی فلاح و بہبود کے نظر کرتے آپ نے اپنے بہت کچھ اختیارات عدالتوں کے تفویض فرمائے آپکے اس عمل کو انتزاع اختیارات کی اسکیم کا پیش خیمہ کہنا بیجا نہ ہوگا۔ ۱۲۶۴ ف م ۱۲۷۱ھ م ۱۸۵۵ء میں ایک نئی عدالت "بادشاہی عدالت" کے نام سے قایم فرمائی اور کوتوال بلدہ کے عدالتی اختیارات کو جو بہت وسیع تھے محدود فرمایا نیز ایک عدالت مجلس مرافعہ صدر کے نام سے بھی قایم فرمائی جو ترقی کرتے مجلس عالیہ عدالت کے نام سے موسوم ہوگئی۔ ۱۲۷۷ف م ۱۲۸۴ھ م ۱۸۶۸ء میں تمام ملک کو اضلاع میں تقسیم کیا اور ہر ضلع کے لئے ایک حاکم مقرر کرکے ان کو دیوانی و فوجداری اختیارات بھی عطا کئے۔ ۱۲۹۱ف م ۱۲۹۸ھ م ۱۸۸۱ء میں مجلس عالیہ عدالت کے فیصلے قطعی قرار دئے گئے۔ نواب صاحب ممدوح ہی کے زمانہ میں قوانین و قواعد مرتب ہونے شروع ہوئے۔ ملک کی بعض غیر ضروری عدالتیں مثلاً محکمۂ قضا ہائے عروب" اور "عدالت گونیدراؤ" جو اسی عہد میں قایم ہوئیں تھیں برخاست کردی گئیں یوں تو ریاست کا ہر محکمہ نواب سر سالار جنگ بہادر کا رہین منت ہے لیکن صیغہ عدالت بطور خاص آپ کا زیر بار احسان ہے۔ نواب صاحب ممدوح نے صیغۂ عدالت میں جو اصلاحات فرمائے ہیں ان کا تفصیلی ذکر کتاب ہذا کے باب سوم میں جس کا عنوان "عدالتوں کا قیام و ارتقاء" ہے قبل ازیں آچکا ہے تاریخ داں اشخاص اور آنیوالی نسلیں اس کا صحیح اندازہ کرسکیں گی کہ باوجود دشواریوں اور دقتوں کے اس بیدار مغز ہستی نے کیسی کیسی اہم اصلاحات عمل میں لائیں۔ آپ کی وفات بتاریخ ۲۹۔ ربیع الاول سنہ ۱۳۰۰ھ م فروردی ۱۲۹۲ف م ۱۸۸۳ء بمقام حیدرآباد ہوی۔

(۵) نواب عماد السلطنت

عماد السلطنت نواب میر لائق علی خان سر سالار جنگ اعظم کے فرزند تھے آپ ۱۲۷۶ھ م ۱۸۶۰ء میں حیدر آباد میں پیدا ہوئے ۱۲۹۱ھ م ۱۲۸۶ف م ۱۸۸۰ء میں تعلیم کے لئے انگلستان گئے سال ۱۳۰۱ھ م ۱۲۹۴ف م ۱۸۸۴ء میں اپنے نامور باپ کی وفات کے بعد وزارت سے سرفراز ہوئے اور مختار الملک و عماد السلطنت خطاب عطا ہوا۔ سر سالار جنگ اعظم نے جن اصلاحات عدالتی کی ابتداء فرمائی تھیں وہ بہت کچھ آپ کے زمانہ میں پایۂ تکمیل کو پہنچیں ۱۳۰۴ھ م ۱۲۹۶ف م ۱۸۸۷ء میں آپ وزارت سے مستعفی ہو گئے ۱۳۰۶ھ م ۱۲۹۸ف م ۱۸۸۹ء میں آپ نے وفات پائی۔

(۶) نواب بشیر الدولہ سر آسمانجاہ

محمد ظہیر الدین خان رفعت جنگ بشیر الدولہ عمدۃ الملک اعظم الامراء نواب سر آسمانجاہ کے۔ سی۔ آئی۔ ای۔ نواب فخر الدین خان شمس الامراء امیر کبیر کے فرزند تھے ۱۲۵۶ھ م ۱۲۴۹ف م ۱۸۴۴ء میں پیدا ہوئے ۱۲۸۶ھ م ۱۲۰۹ف م ۱۸۶۹ء میں صدر المہام عدالت مقرر ہوئے ابتداً مجلس عالیہ عدالت کے فیصلہ جات کا مرافعہ صدر المہام عدالت و معتمد عدالت ملکر سماعت کرتے تھے لیکن کچھ عرصے بعد نواب صاحب نے یہ مداخلت کم کردی ۱۹ رمضان ۱۳۰۰ھ م ۱۴ شہریور ۱۲۹۲ف م ۲۵ جولائی ۱۸۸۳ء کو جب نواب صاحب کو ان کے تدبر اور تجربہ کے مدنظر Council of REGENCY کا رکن بنایا گیا تو صدر المہامی عدالت کا کام ملاحظہ کرنیکی فرصت نہ رہی

اس وجہ سے اس عہدہ سے دست بردار ہو گئے جس کے بعد عہدہ صدر المہامی عدالت تخفیف کر دیا گیا۔ ۱۲۹۴ف م ۱۸۸۴ء میں تبقریب سالگرہ عمدۃ الملک اعظم الامرا امیر کبیر آسمانجاہ کا خطاب مرحمت ہوا۔ ۱۳۰۳ف م ۱۸۹۳ء میں مدار المہامی پر سرفراز ہوئے ۱۲۹۶ف م ۱۸۹۴ء میں گورنمنٹ انگریزی سے خطاب کے۔ سی۔ آئی۔ ای عطا ہوا۔ ۱۳۰۲ف م ۱۹۰۰ء میں آپ نے وزارت سے علیحدگی اختیار کرلی۔ ۲۶ صفر ۱۳۱۶ف م ۱۹۰۵ء میں وفات پائی۔

(۷) نواب سالار جنگ بہادر میر یوسف علیخان

نواب صاحب ممدوح کے والد بزرگوار نواب عماد السلطنت اور جد نامدار سر سالار جنگ اعظم تھے۔ مملکت آصفیہ کی وزارت سالہائے دراز تک آپ کے خاندان سے وابستہ رہی ہے آپ ایک ماہ کے تھے کہ پدر بزرگوار کا سایہ عاطفت آپ کے سر سے اٹھ گیا۔ حضرت غفران مکان آصفجاہ سادس نے اپنی نگرانی خاص میں آپ کو اعلیٰ تعلیم دلوائی۔ ۱۳۲۵ھ میں آپ کے خاندانی خطاب سالار جنگ عطا ہوا۔ حضرت بندگانعالی موجودہ فرمانروائے دکن نے آپ کو بتاریخ ۲۵ رجب ۱۳۳۰ھ م ۱۹۱۲ء منصب مدار المہامی سے سرفراز فرمایا۔ اور نواب عماد الملک[1] مرحوم۔ سی۔ یس۔ آئی۔ اور نواب سر فریدون الملک[2]۔ کے۔ سی۔ آئی۔ ای۔ آپکے مشیران خاص مقرر ہوئے

---

[1] آپ کو حضرت غفران مکان کی استادی کا شرف حاصل تھا۔ آپ عرصہ تک ناظم تعلیمات رہے بعد وظیفہ سکریٹری آف اسٹیٹ کی کونسل کے رکن مقرر کئے گئے۔ آپ انگریزی عربی و فارسی کے بڑے ادیب فاضل تھے۔ نواب عقیل جنگ بہادر و نواب مہدی یار جنگ بہادر اراکین باب حکومت آپ کے صاحبزادے ہیں۔

[2] اپنی (۴۰) سالہ مدت ملازمت میں چار مدار المہامان کے با اعتماد پرائیوٹ سکریٹری رہے۔ اس کے بعد صدر المہام اور صدر اعظم رہے۔ نواب رستم جنگ بہادر وظیفہ یاب ناظم کروڑگیری آپ کے صاحبزادے ہیں۔

۲۵ شعبان ۱۳۳۲ھ م ۱۹۱۴ء کو آپ مستقل مدار المہام ہوئے اور مشیران خاص کی خدمت باقی نہ رہی۔ بتاریخ ۱۱ محرم ۱۳۳۳ھ م ۱۹۱۵ء آپ بحصول رخصت خدمت مدار المہامی سے سبکدوش ہوئے۔

آپ کے زمانہ مدار المہامی میں سمت ورنگل و میدک میں عدالتی فرائض کی انجام دہی کے لئے دو سشن جج تین نظمار دیوانی اور متعدد منصف جدید مامور ہوئے۔ آج کل آپ اپنی ذاتی جاگیرات کے انتظام میں مصروف ہیں جن کا محاصل تقریباً اٹھارہ لاکھ روپیہ سالانہ ہے اور جن میں مختلف شہر وقصبات ہیں۔ آپ ہی کے علاقہ میں شہرہ آفاق وعجوبہ روزگار تاریخی غارہائے اجنٹہ واقع ہیں۔ جن کو دیکھنے کے لئے اقطاع عالم سے سیاح چلے آتے ہیں ان کے تحفظ کے لئے سررشتہ آثار قدیمہ کے ذریعہ ہمارے بادشاہ ذی جاہ قدر دان فنون لطیفہ LOVER of FINE ARTS نے لاکھوں روپے صرف کئے ہیں آپکی جاگیر میں تمام ضروری محکمہ جات باقاعدہ طور پر قائم ہیں اور ایک عدالت سشن دو عدالت ہائے ضلع (۸) عدالت تعلقہ ہیں۔

نواب صاحب ممدوح بہت فیاض اور علوم وفنون کے بڑے قدر دان اور فنون لطیفہ سے خاص ذوق رکھتے ہیں۔ آپ کے پاس نہایت قدیم اسلحہ و نادر الوجود اشیا اور نایاب قلمی کتب کا ایک بڑا ذخیرہ ہے جو قابل دید ہے۔ آپ کے اخلاق کا ہر شخص گرویدہ ہے۔

(۸) نواب موئید الملک سر علی امام

سر علی امام مرحوم پٹنہ کے ایک نامی گرامی بیرسٹر تھے۔ جو ویسرائے بہادر کی کونسل کے ممبر قانونی بھی رہ چکے تھے۔ ۱۱ مہر ۱۳۲۸ف کو بیافت سات ہزار کلدار اور بارہ سو کلدار

الونس صدر اعظم مقرر ہوئے۔ آپ کے زمانہ میں "باب حکومت" کا قیام عمل میں آیا اور عہدہ مدار المہامی صدر اعظمی کے لقب سے موسوم کیا گیا۔ ۱۳۲۹ف م ۱۹۲۰ء میں موئید الملک کا خطاب ہوا۔ آپ کے زمانہ میں سب سے بڑی اصلاح "انتزاع اختیارات عدالتی" عمل میں آئی۔ آبان ۱۳۳۱ف م ۱۹۲۲ء میں آپ خدمت سے مستعفی ہو کر اپنے وطن کو چلے گئے اور حسب سابق وکالت کرنے لگے۔ قومی اور سیاسی معاملات میں آپ نے بہت کچھ حصہ لیا آپ کا انتقال ہو چکا ہے۔

(۹) یمین السلطنتہ مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر

راجہ راجایان یمین السلطنتہ ہز اکسلنسی مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر کے۔سی۔ایس۔ آئی۔جی۔سی۔آئی۔ای سابق صدر اعظم دولت آصفیہ آپ کا سلسلہ نسب شہنشاہ اکبر کے مشہور و معروف وزیر راجہ ٹوڈرمل تک پہونچتا ہے۔ آپ کے نانا مہاراجہ نرندر پرشاد اور اُن سے قبل آپ کے مورث اعلیٰ راجہ چندولال اس ریاست ابدمدت کی وزارت و دیگر مناصب جلیلہ پر فائز رہ چکے ہیں۔ آپ ۱۲۷۹ م ۱۲۷۲ف میں تولد ہوئے اولاً عربی۔ فارسی۔ انگریزی۔ مرہٹی اور سنسکرت میں آپ نے خانگی طور پر کافی دستگاہ حاصل کی پھر مدرسہ عالیہ میں باقاعدہ طور پر انگریزی تعلیم پائی ۱۳۱۱ م ۱۳۰۲ف م ۱۸۹۳ء میں حضرت غفران مکان نے آپ کا خاندانی خطاب راجہ راجایان مرحمت فرمایا۔ اور خدمت پیشکاری فوج[1] سے سرفراز کیا۔

---

[1] پیشکاری فوج زمانہ سابق میں ایک بڑی معزز خدمت تھی جس کا تعلق زیادہ تر افواج کی تقسیم تنخواہ و عزل و نصب اہالیان فوج سے تھا۔ اس خدمت کو خاص امتیاز حاصل ہے اس ریاست ابدمدت میں تا حال یہ عہدہ قائم ہے جس کی تنخواہ ماہانہ چھ ہزار روپیہ ہے۔

اس کے بعد آپ وزیر فوج مقرر ہوئے سنہ ۱۳۰۰ف م ۱۲۹۰ء میں مجلس امراء کے رکن ہوئے
سنہ ۱۳۱۱ف م ۱۹۰۲ء میں مدارالمہامی پر فائز ہوئے سنہ ۱۳۲۲ف م ۱۹۱۲ء میں وزارت
سے آپ نے استعفاء دیدیا۔ مگر پیشکاری فوج قایم رہی۔ چند سال بعد ممالکات آصفیہ کو
آپ کی خدمات کی پھر ضرورت ہوئی اور بتاریخ ۲۳ اردی سنہ ۱۳۳۶ف م ۱۹۲۳ء صدارت عظمیٰ
کا بزرگ ترین منصب آپ کے تفویض فرمایا گیا۔ آپ کے عہد وزارت میں متعدد اصلاحات
و ترقیات عمل میں آئیں۔ مثلاً بلدہ میں عدالت خفیفہ قایم ہوئی۔ رقبہ ریزیڈنسی بازار کا الحاق
علاقہ سرکار عالی سے ہوا اور وہاں کے دیوانی و فوجداری مقدمات عدالت ہائے بلدہ میں
رجوع ہونے لگے۔ عدالت عالیہ میں ایک زاید رکن کا تقرر عمل میں آیا جس کی وجہ سے
اراکین کی تعداد (۸) ہوگئی۔ عدالتوں کی تنقیح کے لئے انسپکٹنگ افسر کا تقرر ہوا۔ آپ ہی
کے وجشاں دور میں وہ اہم قواعد تقرر و ترقی عہدہ داران عدالت نافذ ہوئے جن کی
بدولت آج ہماری عدالتیں دیگر متمدن ممالک کی عدالتوں کے ہم پایہ ہوگئیں ہیں آپ ہی
کے صدارت عظمیٰ میں قانون عدالت عالیہ بھی نافذ ہوا۔ آپ اخلاق حمیدہ و اوصاف پسندیدہ
میں اپنی آپ نظیر ہیں خلق و مروت کے مجسمہ ہیں۔ آپ کی وسیع المشربی کی مثال اس وقت
بمشکل سے ملے گی۔ آپ فقراء سے بیحد عقیدت اور شعراو باکمال اصحاب سے خاص محبت رکھتے
ہیں۔ اور اردو فارسی کے قادر الکلام شاعر ہیں۔ بتاریخ ۹ اردی بہشت سنہ ۱۳۳۶ف آپ نے بوجہ
پیرانہ سالی اس اہم منصب سے سبکدوشی حاصل کرنے معروضہ پیش کیا جو حضرت اقدس و اعلیٰ نے بادل ناخواستہ منظور فرمایا۔

(۱۰) نواب حیدر نواز جنگ بہادر۔ رائیٹ آنریبل سر اکبر نذر علی حیدری۔ پی۔ سی۔ کے۔ ٹی۔ ایل ایل ڈی

صدر المہامی فینانس سے بتاریخ ۹ اردی بہشت ۱۳۴۶ف م ۱۴ ارمارچ ۱۹۳۷ء آپکو صدارت عظمیٰ کے منصب جلیلہ پر

سرفراز فرمایا گیا۔ بجواب اڈریس بتقریب جشن سیمین آپ کے گراں قدر خدمات کے نسبت یہ ارشاد خداوندی ہوا کہ۔

"خدا کا شکر ہے کہ ملک کی مالی حالت باوجود اس عام کساد بازاری کے جو گزشتہ چند سال سے تمام عالم میں پھیلی ہوئی ہے

بہت تشفی بخش ہے اور باوجود ان کثیر مصارف کے جو ہر ایک صیغہ میں عاید ہوئے ہیں اور جو ملک کی ترقی کیلئے

ناگزیر ہے ریاست کا خزانہ معمور اور اس کا ساکھ بڑھا ہوا ہے۔ اور یہ صدر المہام فینانس سر اکبر حیدری کی

ان تھک کوشش اور ملک و مالک کی خیر سگالی کا نتیجہ ہے جس میں کہ انھوں نے اپنی عمر کا ایک بڑا حصہ صرف

کیا ہے ورنہ ظاہر ہے کہ بغیر مالی استحکام کے کسی قسم کی ترقی کسی ملک میں ممکن نہیں ہو سکتی لہذا میں محکمہ متعلقہ کی اس کارگذاری

کو بہت قابل قدر سمجھتا ہوں اور ریاست کی مالی حالت سے مطمئن ہوں جس کی وجہ سے ترقیاں ہر شعبہ میں ممکن ہوئیں اور جو ثابت ہو رہی ہیں"

آپ کا تفصیلی تذکرہ بسلسلہ معتمدین عدالت باب ہذا کے صفحہ (۲۲۸) پر کیا گیا ہے۔

۳۔ معین المہامان و صدر المہامان عدالت

(۱) نواب بشیر الدولہ سر آسمان جاہ بہادر

آپ پہلے صدر المہام عدالت ہیں بضمن مدار المہامان آپ کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

(۲) نواب صفدر جنگ فخر الملک بہادر

خورداد ۱۲۹۸ف میں آپ معین المہام عدالت و کوتوالی ہوئے آپکا تذکرہ باب ہفتم میں کیا گیا ہے

۱۹ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ م ۱۴ آبان ۱۳۴۳ ف م ۱۹۳۴ء کو وفات پائی۔ آپ بہت وسیع الاخلاق اور بڑے فیاض امیر تھے۔ آپ کا مقبرہ قابل دید ہے۔

(۳) نواب ولی الدولہ بہادر

ولایت جنگ ولی الدولہ نواب محمد ولی الدین خان نواب سر وقار الامراء امیر پائیگاہ کے فرزند تھے۔ ۱۲۹۵ھ م ۱۲۸۸ ف م ۱۸۷۸ء میں تولد ہوئے۔ گیارہ برس کی عمر میں تعلیم کیلئے انگلستان گئے اور تقریباً بارہ سال تک وہاں رہے۔ ۱۳۱۷ھ م ۱۳۰۹ ف م ۱۹۰۰ء میں انگلستان سے واپس آکر ڈیرہ ڈون کے فوجی کالج میں داخل ہوئے۔ ۱۳۲۹ھ م ۱۳۲۱ ف م ۱۹۱۲ء میں معین المہام فوج مقرر ہوئے۔ شوال ۱۳۳۵ھ م مہر ۱۳۲۷ ف م ۱۹۱۸ء میں نواب فخر الملک کے خدمت سے سبکدوش ہونے پر معین المہام عدالت ہوئے۔ ۱۳۳۸ھ م ۱۳۲۹ ف م ۱۹۲۰ء میں باب حکومت قائم ہونے پر صدر المہام عدالت مقرر ہوئے۔ ۱۳۴۱ھ م ۱۳۳۲ ف م ۱۹۲۳ء میں صدر اعظمی کی خدمت جلیلہ پر فائز ہوئے سررشتہ جات کی تقسیم جدید پر ۱۳۴۶ھ م ۱۳۳۷ ف م ۱۹۲۸ء میں صدر المہام فوج و تعلیمات وغیرہ مقرر ہوئے۔ ذیقعدہ ۱۳۵۳ھ م ۱۳۴۴ ف م ۱۹۳۵ء میں بغرض ادائی فریضہ حج حجاز تشریف لے گئے۔ اور بمقام مدینہ طیبہ چند روز علیل رہ کر وفات پائی۔ آپ کی تدفین جنت البقیع میں عمل میں آئی۔ اس مبارک خطہ میں قدرت اور آپ کی قسمت نے تیرہ صدی سے آپ کے قبر کی جگہ محفوظ رکھی تھی یہ واقعہ آپ کی نیک بختی کا ایک بین ثبوت ہے۔

(۴) نواب سر امین جنگ بہادر

نواب سر امین جنگ بہادر مولوی احمد حسین صاحب ایم۔اے۔بی۔ایل۔کے۔سی۔ایس۔آئی کے والد خطیب حاجی محمد قاسم صاحب مرحوم مدراس کے مشہور تاجر تھے۔آپ ۱۸۶۳ء م ۱۲۷۲ف میں بمقام وانمباڑی تولد ہوئے۔ ۱۸۹۰ء م ۱۲۹۹ف میں آپ نے مدراس ہائیکورٹ میں وکالت شروع کی۔ ۱۸۹۱ء م ۱۳۰۰ف میں ڈپٹی کلکٹر ہوئے۔ ۱۳۰۲ف میں حیدرآباد تشریف لائے اور مددگار معتمد پیشی خداوندی کی اہم خدمت پر مامور ہوئے۔ ۱۸۹۹ء م ۱۳۰۸ف میں معتمد پیشی مبارک ہوئے۔ ۱۹۰۵ء م ۱۳۱۴ف میں چیف سکریٹری مقرر ہوئے۔اور ۱۹۱۱ء م ۱۳۲۰ف میں سرکار انگریزی سے سی۔ایس۔آئی۔کا خطاب ملا۔ ۱۹۱۳ء میں صدرالمہام پیشی خداوندی کے منصب عالیہ سے سرفراز فرمائے گئے۔ ۱۹۱۸ء م ۱۳۲۷ف میں امین جنگ خطاب عطا ہوا۔ ۱۹۲۲ء م ۱۳۳۱ف میں کے۔سی۔آئی۔ای ہوئے۔اوائل ۱۳۳۶ف سے صدرالمہامی عدالت کے فرائض بھی آپ کے تفویض رہے جن کو آپ نے نہایت خوش اسلوبی سے ۱۳۳۸ف تک انجام دیا۔ ۱۹۳۵ء م ۱۳۴۴ف میں آپ خدمت صدرالمہامی پیشی سے بحصول وظیفہ سبکدوش ہوئے۔اس طویل ۴۰ سالہ مدت میں اپنے اہم فرائض کو جس عمدگی سے آپ نے انجام دیا ہے وہ اپنی آپ نظیر ہے۔آپ اب محکمہ معزز کمیٹی صرفخاص مبارک کے سینیر رکن ہیں۔آپ کا علمی مذاق بہت اعلیٰ ہے۔اور انگریزی ادب سے آپ کو خاص شغف ہے اور آپ کے

"قانونی معلومات نہایت وسیع اور آپ کو قانون سے طبعاً دلچسپی ہے۔ آپکی تصنیف "نوٹس آن اسلام" ایک معرکتہ الآرا کتاب ہے۔ آپ علمی اخلاقی و معاشرتی جلسوں میں خاص حصہ لیتے اور آپ کے بیش بہا مضامین اکثر رسالوں میں شایع ہوتے ہیں آپ کے اخلاق حمیدہ کا ہر شخص معترف ہے۔

(۵) نواب لطف الدولہ بہادر

نواب محمد لطف الدین خان لطافت جنگ لطف الدولہ بہادر امیر پائیگاہ خورشید جاہی امرائے عظام سے ہیں۔ آپ کے والد ماجد نواب محمد حفیظ الدین خان۔ ظفر جنگ شمس الدولہ شمس الملک مرحوم حضرت غفران مکان کے پھوپی زاد بھائی تھے اور وزارت فوج کے عہدہ سے ممتاز تھے۔ آپ کے حالات کا تفصیلی ذکر بعنوان پائیگاہ اس کتاب کے باب ہفتم صفحہ (۲۷۰) پر کیا گیا ہے۔ آپ کے اجداد کے عدیم المثال کارناموں سے دکن کی تاریخیں بھری پڑی ہیں۔ آپ کی ولادت بمقام حیدرآباد دکن ۱۳۰۱ھ م ۱۲۹۳ف م ۱۸۸۳ء میں ہوئی بچپن ہی سے آپ کی تعلیم و تربیت کا انتظام قابل آتالیق فاضل اساتذہ جید علماء کے تفویض تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ عربی و فارسی کے بڑے عالم ہیں۔ آپ فن سپاہ گری نشانہ اندازی کے بھی ماہر ہیں۔ ۱۳۲۴ھ م ۱۳۱۶ف میں اپنے والد ماجد کے انتقال کے بعد موروثی علاقہ کی (جس کا محاصل تخمیناً (۱۰) لاکھ سالانہ ہے) عنان حکومت ہاتھ میں لی اور تھوڑے ہی عرصہ میں اپنے علاقہ کے تمام صیغہ جات کے انتظامات بائین بہین جدید اصول پر فرمائے جسکی وجہ سے چند سال میں آپکا اسٹیٹ (جسکو اس ملک کی اصطلاح میں پائیگاہ کہتے ہیں)

آپ کی خاص توجہ اور ذاتی نگرانی کی بدولت نظم ونسق میں علاقہ سرکار عالی کے ہم سطح ہوگیا۔ اعلیحضرت بندگان عالی کے تخت نشین ہونے کے بعد آپ کے اعزازات میں اور اضافہ ہوا۔ ۲۹ شوال ۱۳۳۵ھ م ۱۷ مہر ۱۳۲۶ ف م ۱۹۱۶ء کو صدر المہامی فوج کے منصب جلیلہ پر آپ سرفراز ہوئے۔ رجب ۱۳۳۶ھ م خورداد ۱۳۳۸ ف م ۱۹۱۵ء میں لطافت جنگ خطاب ملا۔ صفر ۱۳۳۸ھ م آذر ۱۳۲۹ ف م ۱۹۱۹ء میں جب باب حکومت کا قیام عمل میں آیا تو آپ اس کے رکن مقرر ہوئے۔ کچھ عرصے کے بعد صدر المہامی فوج سے صدر المہامی تعمیرات پر منتقل ہوئے۔ ۱۳۴۱ھ م ۱۳۳۲ ف م ۱۹۲۲ء میں لطف الدولہ کا خطاب عطا ہوا۔ بتاریخ ۲ امرداد ۱۳۳۷ ف م ۱۹۲۷ء میں صیغۂ عدالت و امور مذہبی کے صدر المہام مقرر ہوئے اور تا حال آپ اس عہدۂ جلیلہ پر فائز ہیں۔

آپ کے زمانہ صدر المہامی میں صیغۂ عدالت میں متعدد تغیرات و اصلاحات عمل میں آئیں۔ جن میں سے صرف چند کا مختصراً ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے :—

(۱) بوجہ الحاق رقبہ رزیڈنسی بازارات عدالت ہائے رزیڈنسی کے جملہ مقدمات عدالت ہائے بلدہ میں رجوع ہونے لگے۔

(۲) شہر حیدرآباد میں جداگانہ ایک عدالت خفیفہ قائم ہوئی جس سے ساہوکاروں تجارت پیشہ اشخاص و بیوپاریوں کو کاروبار اور لین دین میں بڑی آسانیاں ہوگئیں اضلاع میں بھی متعدد نظمائے ضلع اور بہت سے منصفین کو اختیارات خفیفہ عطا کئے گئے۔

(۳) نوٹری پبلک NOTARY PUBLIC مصدق دستاویزات کے اختیارات کا

استعمال دیوانی بلدہ میں شروع ہوا جس کی وجہ سے ساہوکاروں مہاجنوں اور بنکوں کو وہ تمام سہولتیں حاصل ہوگئیں جو برٹش انڈیا کے بڑے بڑے شہروں میں حاصل ہیں۔

(۴) مقدمات کے عاجلانہ انفصال کے لئے عدالت عالیہ میں ایک زاید رکن کا تقرر عمل میں آیا۔

(۵) عدالت ہائے تحت کی تنقیح اور اس میں یکسانیت عمل قایم کرنے کے لئے انسپکٹنگ افسر کی جدید خدمت کی منظوری حاصل کی گئی۔

(۶) بلدہ کی حد تک خاص خاص مقدمات سشن کی تحقیقات بذریعہ JURY جوری عمل میں لانے کا طریقہ مثل برٹش انڈیا کے رائج کیا گیا۔

(۷) مقدمات سشن میں DUPLICITY of Trial یعنی تکرار تحقیقات کا سابقہ طریقہ موقوف کر دیا گیا جس کی وجہ سے مقدمات کا جلد تر تصفیہ ہونے لگا۔

(۸) قانون عدالت عالیہ میں ایک اہم ترین ترمیم عمل میں آئی جس کی روسے وہ تمام مقدمات جن کو اب تک تین اراکین جلسہ کاملہ میں سماعت فرماتے تھے اب صرف دو اراکین جلسہ متفقہ میں سماعت کرنے لگے جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ اراکین کی اوسی سابقہ تعداد سے زیادہ جلسہ ہائے متفقہ و منفردہ ترتیب پانے کی وجہ سے دوراں میں معتدبہ کمی ہوگئی۔

(۹) قانون عدالت ہائے دیوانی میں بھی ایک اہم ترمیم ہوئی جس کی وجہ سے بغرض تقسیم کار و سہولت اہل مقدمات سمت ورنگل و سمت میدک میں نظمائے ضلع کو بیس بیس ہزار روپیہ اور منصفین کو دو ہزار روپیہ کی مالیت کے مقدمات کی سماعت کے اختیارات دیدے گئے۔

(۱۰) آپ نے بکمال دور اندیشی و رفتار زمانہ و ضروریات آئندہ کو محسوس فرما کر "قواعد تقرر و ترقی عہدہ داران عدالت" مرتب فرمائے جن کی منظوری شہریور ۱۳۴۴ ف م ۱۹۳۵ء میں بارگاہ خسروی سے صادر ہوئی۔ ان قواعد کی رو سے ہماری عدالتوں کا معیار قابلیت بلند ہوگیا۔ اور اب وہ اُسی سطح پر پہونچ گئیں۔ جو اس وقت برٹش انڈیا کی عدالتوں کی ہے۔

(۱۱) طبقہ وکلاء کے معیار قابلیت و وقار کو بلند کرنے کے لئے لائق و ممتاز وکلاء کو اڈوکیٹ بنانے کے قواعد مرتب ہوئے۔ اس سے طبقہ وکلاء میں جو اچھے نتائج مترتب ہورہے ہیں وہ محتاج بیان نہیں۔

(۱۲) مختلف مقامات پر عدالتوں کے لئے نئی عمارتیں تیار کی گئیں جن میں خاص طور پر صدر عدالت ضلع و منصفی کی مشترکہ (Combined Buildings) وہ دو شاندار عمارتیں ہیں جو بصرفہ کثیر مستقر صوبہ اورنگ آباد و مستقر صوبہ ورنگل میں تعمیر ہوئی ہیں۔ آپ نے بلدہ کی عدالتوں کی تعمیر کیلئے بنفس نفیس اراضی مجوزہ و عمارات موجودہ کا معائنہ فرمایا اور اب اوس کی جانب خاص توجہ فرمائی جارہی ہے۔

نواب صاحب ممدوح ذہانت۔ ذکاوت۔ معاملہ فہمی و نکتہ رسی میں خاص شہرت رکھتے تھے۔ ہر کارروائی کے امثلہ کو بذات خود معائنہ فرماتے تھے۔ اور ہر شخص کا عرض حال نہایت توجہ سے سماعت فرماتے تھے۔

آپ اعلیٰ درجہ کے خوش نویس۔ نہایت حلیم الاخلاق بڑے فیاض اور بہت ہی خوش مزاج امیر تھے۔ فریمیسن لاج کے بھی آپ ایک قدیم و ممتاز رکن تھے۔ کچھ عرصہ قبل آپ بوجہ ناسازی مزاج چھ ماہ کی رخصت پر علاج اور تبدیل آب و ہوا کی غرض سے یورپ تشریف لے گئے

اور آپ کی جگہ عالیجناب نواب فخر یار جنگ بہادر فی الحال بحیثیت صدر المہام عدالت و امور مذہبی
کارفرما ہیں

نواب فخر یار جنگ بہادر

مولوی فخر الدین احمد خان نواب فخر یار جنگ ۱۲۹۲ھ میں ضلع جالندھر میں پیدا ہوئے
آپ کے والد مولوی غلام احمد خان صاحب جالندھر میں ایک بڑے جاگیردار تھے۔ نواب فخر یار جنگ
کی ابتدائی تعلیم سیالکوٹ میں ہوئی علی گڑھ کالج سے آپ نے بی اے کیا۔ کچھ عرصہ تک اپنی
جاگیرات میں زراعتی تجربات بھی حاصل کئے۔ پھر محکمۂ سیاسیات ہند میں ملازم ہو کر دربار کابل
کے سفیر کے ساتھ کام کیا۔ من بعد ریاست پٹیالہ میں مجسٹریٹ ہوئے۔ کچھ عرصہ بعد سرکار
انگریزی کے محکمۂ فینانس میں مامور ہوئے۔ ۱۳۲۲ف میں علاقہ سرکار عالی میں مددگار صدر محاسب
شاخ تعمیرات مقرر ہو کر حیدرآباد تشریف لائے۔ دو سال بعد نائب صدر محاسب ہوئے اور
۱۳۲۵ف میں صدر محاسبی کی اہم خدمت پر فائز ہوئے۔ جہاں آپ نے بڑی بڑی اصلاحات فرمائیں
۱۳۲۸ف میں معتمدی فینانس کی ذمہ دارانہ خدمت پر مامور فرمائے گئے۔ علاقہ سرکار عالی میں پرامیسری نوٹ
اور کرنسی نوٹوں کا اجرا آپ ہی کی تحریک پر ہوا۔ جس غیر معمولی قابلیت۔ پابندی ضابطہ و فرض شناسی
سے ہمیشہ آپ نے اپنے فرائض انجام دئے ہیں وہ محتاج بیان نہیں ہیں۔ بتاریخ ۱۶ جون ۱۹۲۳ء
فخر یار جنگ کا خطاب عطا ہوا۔ دی ۱۳۴۶ف میں آپ منصرمانہ طور پر صدر المہامی عدالت
اور اردی بہشت میں صدر المہامی فینانس کے عہدہ جلیلہ سے ممتاز فرمائے گئے۔ دو مرتبہ حج سے مشرف



نواب فخر یار جنگ بہادر
صدر المہام فنانس سرکار عالی

ہو چکے ہیں۔ ترتیب تا بیم اکیبل و تدوین ضابطہ ملازمت آپ کے زمانہ معتمدی کی بہترین یادگار ہیں۔

۴۔ معتمدین عدالت

(۱) مولوی محمد موید الدین خاں صاحب

۱۲۷۲ف م ۱۲۷۹ھ ۱۸۶۳ء میں بزمانہ نواب سر سالار جنگ اولی عدالتوں کی مزید نگرانی کے لئے دفتر معتمدی عدالت قایم ہوا تھا جس پر مولوی محمد موید الدین خاں سب جج دہلی مامور کئے گئے یہ سب سے پہلے معتمد عدالت ہیں۔ نواب فتح نواز جنگ میر مجلس عدالت عالیہ اپنی جوڈیشل رپورٹ ۱۲۹۴ف م ۱۸۸۵ء میں ان کے نسبت تحریر کرتے ہیں کہ یہ نہایت محنتی و جفاکش شخص تھے انھوں نے اپنے زمانہ معتمدی میں بہت کچھ کام کیا بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ اکثر عمدہ اصلاحوں کی ابتدا انھوں نے کی۔ ملاحظہ ہو جوڈیشل رپورٹ صفحہ ۱۲ "تاریخ دکن" مولفہ ڈپٹی مولوی عبدالعلیم نصراللہ خان صاحب ناظم فوجداری مطبوعہ ۱۲۹۴ھ ہجری۔

(۲) مولوی محمد امین الدین خان صاحب

مولوی موید الدین خان کے بعد ان کے فرزند محمد امین الدین خان معتمد عدالت مقرر ہوئے۔

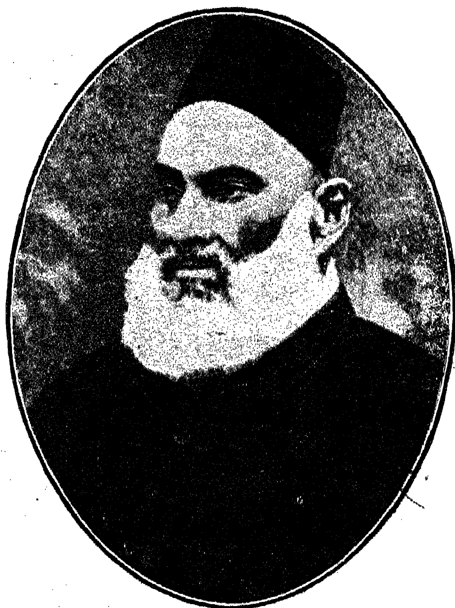
(۳) نواب وقار الملک بہادر

مولوی مشتاق حسین صاحب امروہہ کے رہنے والے تھے۔ نواب سالار جنگ کے زمانہ

میں حیدرآباد آئے۔ اولاً دیوانی بلدہ کے ناظم مقرر ہوئے۔ ۱۲۹۲ھ م ۱۲۸۶ف م ۱۸۷۷ء میں صدرالمہام عدالت کے منصرم اور ۱۲۹۵ھ م ۱۲۸۸ف م ۱۸۷۸ء میں مستقل معتمد مقرر ہوئے اس کے بعد خدمت سے علیحدہ ہو کر اپنے وطن چلے گئے۔ چار سال بعد پھر حسب الطلب سرکار حیدرآباد آئے اور ۱۴۔ ربیع الاول ۱۳۰۱ھ م ۱۸ اسفندار ۱۲۹۳ف م ۱۸۸۳ء کو معتمد عدالت و کوتوالی ہوئے۔ ۱۳۰۱ھ م ۱۲۹۴ف م ۱۸۸۴ء میں رکن مجلس مال مقرر ہوئے۔ ۱۳۰۲ھ م ۱۲۹۵ف م ۱۸۸۵ء میں نواب انتصار جنگ خطاب ملا۔

بزمانہ سرآسمانجاہ ۱۳۰۸ھ م ۱۳۰۰ف م ۱۸۹۱ء میں وقارالملک خطاب عطا ہوا اور بڑی بڑی خدمات سے سرفراز ہوئے۔ ۸۔ ۱ ربیع الاول ۱۳۱۰ھ م ۱۳ آذر ۱۳۰۲ف م ۱۸۹۳ء کو بعطائے وظیفہ خدمت سے سبکدوش ہوئے۔ زمانہ معتمدی عدالت میں آپ نے ممالک محروسہ کا دورہ کرکے عدالتوں کے متعلق تفصیلی رپورٹ مرتب کی اور گشتیات و احکام جاری کرکے صیغہ عدالت کی بہت کچھ اصلاح کی ان کی نسبت نواب فتح نواز جنگ میر مجلس عدالت عالیہ نے اپنی جوڈیشل رپورٹ ۱۲۹۴ف م ۱۸۸۴ء میں تحریر فرمایا ہے کہ۔

"نواب صاحب مرحوم (سر سالار جنگ) نے اب اپنے قدیم اصول پر کہ لائق عہدہ دار گورنمنٹ انگریزی سے لیکر کے مقرر کریں۔ پیروی کرکے مولوی مشتاق حسین حال نواب انتصار جنگ بہادر کو معتمد صدرالمہام عدالت مقرر فرمایا اس لائق قابل قدر شخص نے زمانہ معتمدی میں صیغہ عدالت کی اصلاح اور رعایا کی ایک نئی بنیاد ڈالی اپنی بے انتہا محنت اور فطری لیاقت سے انھوں نے اس ملک میں بہت سی ضروری اصلاحیں کیں۔ ان کی یادداشت



لوی مشتاق حسین خان بہادر نواب انتصار جنگ
وقار الدولہ وقار الملک



نواب عماد جنگ بہادر اول سابق ہوم سکریٹری و مشیر قانونی

۱۸۸۸ء ۱۲۹۵ف کی "عدالتی انتظام" بہت ہی مشہور ہے۔ اون کی جانفشانی سے عدالتوں کا طرز کارروائی بالکل بدل گیا اور اون کی تحریرات سے عدالتوں کو اپنی کارروائی میں آزادی حاصل ہوئی۔ جو اس وقت تک میسر نہ تھی ان کی نسبت اپنی مداخلت کو روکا۔ اور حکام عدالت کی تنخواہوں میں اضافہ کیا"

(جوڈیشل رپورٹ ۱۲۹۴ف صفحہ (۱۹)

حیدر آباد سے جانے کے بعد مولوی مشتاق حسین ایم۔ اے۔ او۔ کالج علیگڈھ کے آنریری سکرٹری ہوئے اور اپنا وقت زیادہ تر قومی و ملکی خدمات میں صرف کرنے لگے آپ کی وفات بمقام امروہہ بتاریخ ۲۸ جنوری ۱۹۱۶ء م ۲۶ فروردی ۱۳۲۶ف ہوئی۔ آپ کی مفصل سوانح عمری نواب صدر یار جنگ بہادر مولوی محمد حبیب الرحمن خاں شیروانی نے تحریر فرمائی ہے جس میں آپ کی ملکی و قومی و سیاسی خدمات کا تفصیلی تذکرہ موجود ہے۔ یہ کتاب "وقار حیات" کے نام سے شائع ہوئی ہے۔

(۴) نواب عماد جنگ اولی

نواب صاحب کا نام مولوی محمد صدیق تھا۔ آپ نہ صرف حافظ قرآن بلکہ عربی و فارسی کے بڑے عالم اور نہایت روشن خیال اور خاص کیارکٹر کے شخص تھے۔ نواب سالار جنگ اعظم نے جن کی جوہر شناسی کی مثال مشکل ملسکتی ہے آپ کی قابلیت اور ذہانت کی بناء پر اولاً آپ کا تقرر کم عمری میں خدمت مددگار معتمدی عدالت پر فرمایا۔ اور اپنی پیشی میں رکھا۔ دو ہی سال بعد آپ کا تقرر نظامت اول دیوانی بلدہ پر کیا گیا۔ آپ پہلے انگریزی داں شخص تھے جو اس خدمت پر مامور ہوئے اس خدمت سے ترقی کرتے ہوئے ۱۲۷۸ قم ۱۸۷۱ء میں رکنیت عدالت عالیہ پر فائز ہوئے

اور اس وقت کے طریقۂ عمل کے بموجب آپ رزیڈنسی کورٹ کے اجلاس میں بھی شریک ہوتے رہے برٹش انڈیا کے عدالتوں کا طریقہ کار معلوم کرنے کی غرض سے آپ مدراس تشریف لے گئے۔ جہاں کے چیف جسٹس نے آپ کو وہاں کے طریقۂ عمل اور تمام ضروری عدالتی امور کے متعلق معلومات حاصل کرنے میں بڑی مدد دی۔ بعد واپسی آپ کی تحریک پر یہاں کے اجلاسوں اور دیگر ضروریات کے لحاظ سے ایک عالیشان عمارت پتھر گٹی پر حاصل کی گئی۔ جو روو موسیٰ کی طغیانی یعنی ۱۳۱۷ھ ف تک کام دیتی رہی۔

۱۲۹۳ھ ف م ۱۸۸۴ء میں رکنیت عدالت عالیہ سے آپ بزمانہ وزارت نواب عماد السلطنہ معتمدی عدالت و امور عامہ پر منتقل ہوئے۔ ۱۲۹۶ھ ف میں آپ کو عماد جنگ کا خطاب عطا ہوا۔ و ۱۲۹۹ھ ف میں بزمانہ وزارت نواب سرآسماں جاہ آپ باضافہ تنخواہ مستقل میر مجلس مقرر کئے گئے اور ۱۹۸۳ء تک اس خدمت پر فائز رہے۔ آپ نے مدراس ہائیکورٹ کے مماثل یہاں بھی مختلف امور میں باقاعدگی پیدا کی اور قانون کی پابندی اور احکام کی تعمیل میں ممکنہ کوشش فرمائی۔ اوسی زمانہ میں آپ نے دستور العمل مجلس عالیہ عدالت مرتب فرمایا۔ ۱۳۰۲ھ ف م ۱۸۹۳ء میں آپ پھر معتمدی عدالت پر تشریف لے گئے۔ کچھ عرصہ تک آپ نے بحیثیت صوبیدار گلبرگہ شریف محکمہ مال کے فرائض بھی ادا کئے جس کے تحت علاوہ مال کے عدالتی و کوتوالی و دیگر محکمہ جات بھی تھے۔ من بعد حسب فرمان خسروی چند سال تک آپ معتمد فینانس بھی رہے۔ جہاں بہت کچھ آپ نے اصلاح فرمائی۔ حالانکہ اس زمانہ میں ملک کی مالی حالت خطرناک تھی۔ آبان ۱۳۱۳ھ ف م ۱۹۰۴ء م رجب ۱۳۲۱ھ میں جب کہ

معتمد عدالت وکوتوالی تھے۔ آپ کی وفات یکم آبان ۱۳۱۴ف م رجب ۱۳۲۲ھ کو ہوئی۔

آپ مسلسل چھ وزارتوں میں اعلیٰ عہدوں پر کارفرما رہے مختلف سررشتوں کے نظم ونسق میں قابل قدر حصہ لیا۔ مگر زیادہ تر آپ کا تعلق سررشتہ عدالت ہی سے رہا۔ جہاں کے قوانین وضوابط زیادہ تر آپ ہی کی نگرانی میں مرتب ہوئے۔ آپ کے نسبت یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ جدید طریقہ کار وتنظیم سررشتہ عدالت کے بانی آپ ہی سمجھے جاسکتے ہیں۔ آخر وقت تک آپ مجلس وضع قوانین کے معتمد اور مشیر قانونی رہے۔ تقریباً (۴۳) سال مدبری دوراندیشی اور سچی خیرخواہی سے اپنے آقا اور ملک کی خدمت انجام دی بحیثیت ایک اعلیٰ دماغ افسر اور اعلیٰ اصولی عہدہ دار ہونے کے آپ کا طرز عمل اور آپ کی وجاہت ومتانت لوگوں کے دلوں پر اب تک نقش ہے اور ملکی عہدہ داراں کی کارگذاری کی بہترین یادگار ہے۔ جو مرتبہ آپ کو مالک وملک کی نظروں میں حاصل تھا اوس کی نظیر نہیں ملتی۔ تزک محبوبیہ وغیرہ میں بھی آپ کے حالات موجود ہیں مولوی عبدالعلیم نصراللہ خاں صاحب مصنف "تاریخ دکن" (مطبوعہ ۱۲۹۴ھ) نے حالات عہدہ داران کے سلسلہ میں یہ تحریر فرمایا ہے کہ "دریجا دو منشی گرامی اند یکے منشی میر مہدی حسین صاحب و دیگر منشی محمد صدیق صاحب کہ ہر دو درکار خود فرد یل جوہر فرد"

(۵) نواب فتح نواز جنگ بہادر

مولوی مہدی حسین خاں ابتداً ۱۲۹۲ف م ۱۲۹۹ھ م ۱۸۸۲ء میں ناظم عدالت دیوانی بلدہ مقرر ہوئے ۱۲۹۳ف م ۱۳۰۰ھ م ۱۸۸۳ء میں یہ ماہوار دو ہزار روپیہ رکن مجلس عالیہ عدالت

ہوئے ۱۲۹۴ف م ۱۳۰۲ھ م ۱۸۸۵ء میں ولایت جاکر بیرسٹری کا امتحان کامیاب کیا ۱۲۹۸ف میں ولایت سے واپس آئے ۱۲۹۹ف م ۱۳۰۷ھ م ۱۸۹۰ء میں میر مجلسی سے معتمدی عدالت پر منتقل ہوئے ۱۳۰۲ف م ۱۳۱۰ھ م ۱۸۹۳ء میں خدمت سے سبکدوش ہوئے اور لکھنؤ میں وکالت شروع کی۔ اس سے قبل جوڈیشل رپورٹ مرتب نہیں کیجاتی تھی۔ سب سے پہلی جوڈیشل رپورٹ بابتہ ۱۲۹۴ف م ۱۳۰۲ھ م ۱۸۸۵ء آپ نے لکھی جو ایک نہایت کارآمد اور دلچسپ رپورٹ ہے جس سے عدالتوں کے سابقہ حالات و کیفیت کا پتہ چلتا ہے نواب صاحب کے زمانہ میں گشتیات و احکام بھی جو ابتک منتشر حالت میں تھے مدون ہوئے۔ اور عدالتی رجسٹرات و تختہ جات کے نمونہ قائم کئے گئے۔ آپ کے زمانہ میں سررشتہ عدالت میں بہت کچھ اصلاح ہوئی۔

(۶) نواب ہرمز جنگ بہادر

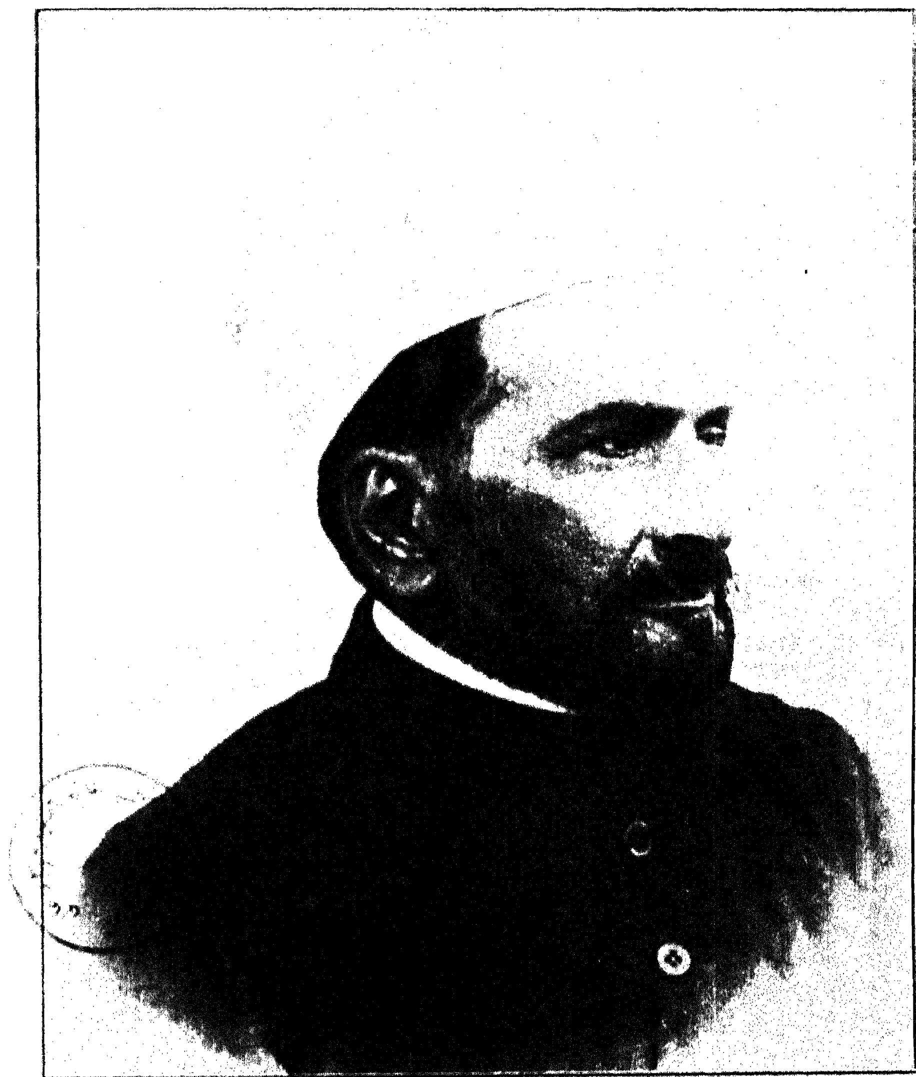
۱۳۰۴ف م ۱۳۱۲ھ سے ۱۳۰۷ف م ۱۳۱۵ھ م ۱۸۹۸ء تک معتمد عدالت رہے۔ اور ہرمز جنگ کا خطاب پایا۔ ۱۳۳۸ھ م ۱۳۲۹ف م ۱۹۲۰ء میں انتقال ہوا۔

(۷) مولوی محمد عزیز مرزا صاحب

مولوی محمد عزیز مرزا صاحب مرحوم ماہ ذیحجہ ۱۲۸۰ھ م ۱۲۷۳ف م ۱۸۶۴ء میں پیدا ہوئے آپ علیگڈھ کالج کے قدیم و لائق ترین طلبا میں سے تھے۔ ۱۳۰۴ھ م ۱۲۹۶ف م ۱۸۸۷ء میں دفتر عدالت معتمدی میں مترجم ہوئے۔ ۱۳۰۸ھ م ۱۳۰۰ف م ۱۸۹۱ء میں دوم مددگار معتمد ہوئے۔ ۲۳ شوال ۱۳۱۲ھ م ۳ خورداد ۱۳۰۵ف م ۱۸۹۶ء کو معتمدی عدالت پر منصرمانہ تقرر ہوا ۱۳۱۴ھ م ۱۳۰۶ف



مولوی عزیز مرزا بی-اے — سابق ہوم سکریٹری



نواب جیون یار جنگ بہادر سابق مضرم صدر مجلس عدالت عالیہ
جنکی یادگار میں جیون یار جنگ میموریل لائبریری کمرۂ وکلاء عدالت عالیہ
میں قائم ہے

م ۱۸۹۷ء میں ناظم کورٹ آف وارڈز مقرر کئے گئے۔ ۱۳۱۹ھ م ۱۳۱۱ف م ۱۹۰۲ء میں اول تعلقدار ہوئے۔ آذر ۱۳۱۴ف م ۱۳۲۳ھ م ۱۹۰۵ء میں منصرم رکن مجلس عالیہ عدالت ہوئے ۱۳۲۵ھ م ۱۳۱۵ف م ۱۹۰۶ء میں منصرم معتمد عدالت ہوئے۔ ۱۷ اردی بہشت ۱۳۱۶ف م ۱۹۰۷ء میں مستقل معتمد عدالت ہوئے۔ دی ۱۳۱۹ف م رمضان ۱۳۲۷ھ م ۱۹۰۹ء میں بحصول وظیفہ خدمت سے سبکدوش ہوئے۔ ربیع الاول ۱۳۳۰ھ م فروردی ۱۳۲۱ف م ۱۹۱۲ء میں بمقام لکھنو وفات ہوئی۔ مرحوم بڑے خوش اخلاق و علم دوست تھے بعض کتب و رسائل ان کی تالیفات سے شائع ہو چکے ہیں۔ آپ ایک با اصول ہر دلعزیز عہدہ دار تھے۔

آپ زمانہ طالب علمی میں بھی قومی امور میں بہت حصہ لیتے تھے اور وظیفہ کے بعد ہی خاص طور پر علیگڑھ کالج کی ترقی و فلاح میں مصروف ہو گئے تھے۔ آپ کے ایک فرزند مولوی ابوسعید مرزا صاحب بیارسٹر کا تقرر حسب فرمان خسروی حال ہی میں رکنیت عدالت عالیہ پر ہوا ہے۔ دوسرے فرزند مولوی احمد مرزا صاحب اسپیشل انجینئر آبرسانی اور ایک فرزند مولوی سجاد مرزا صاحب پرنسپل ٹریننگ کالج ہیں۔

(۸) نواب سربلند جنگ بہادر

آپ کا تذکرہ زمرۂ میرمجلسان عدالت عالیہ میں بہ صفحہ (۲۳۳) کیا گیا ہے۔

(۹) نواب سر نظامت جنگ بہادر

آپ کا تذکرہ زمرہ میرمجلسان عدالت عالیہ میں کیا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو صفحہ نشان (۲۳۵ تا ۲۳۹)۔

(۱۰) نواب حیدر نواز جنگ بہادر رائٹ آنریبل سر اکبر نذر علی حیدری - پی سی کے - ٹی - ایل ایل ڈی

نواب سر حیدر نواز جنگ بہادر بمبئی کے مشہور و معروف تاجر سیٹھ نذر علی صاحب کے فرزند ہیں ۱۸۶۹ء م ۱۲۷۸ ف میں بمقام بمبئی آپ کی ولادت ہوئی۔ آپ کی ملازمت کی ابتدا، سرکار انگریزی میں تنقیح حساب کے ایک افسر کی حیثیت سے ۱۸۸۸ء م ۱۲۹۷ ف میں ہوئی ترقی کرتے ہوئے ۱۹۰۰ء م آذر ۱۳۰۹ ف میں آپ ڈپٹی اکونٹینٹ جنرل DEPUTY ACCOUNTENT GENRAL ہو گئے۔ ۱۹۰۵ء م ۱۳۱۴ ف میں آپ کی خدمات حیدرآباد میں مستعار لی گئیں اور یہاں صدر محاسبی پر تقرر ہوا۔ ۱۹۱۱ء م ۲۵ امرداد ۱۳۲۰ ف میں آپ معتمدی عدالت۔ امور عامہ پر مامور ہوئے۔ جہاں آپ نے محکمۂ عدالت میں بہت سے مفید اصلاحات فرمایں۔ اور عثمانیہ یونیورسٹی کی تبیاد ڈالی۔ ۱۹۲۰ء م ۱۳۲۹ ف میں آپ کو حکومت ہند نے واپس طلب کر لیا۔ اور وہاں اکونٹینٹ جنرل کے عہدہ جلیلہ پر فائز ہوئے۔ یہ ایک ایسی خدمت تھی جو اس سے پیشتر کسی ہندوستانی کو نصیب نہیں ہوئی تھی۔ کچھ عرصہ کے بعد وہاں سے وظیفہ حاصل کر کے آپ حیدرآباد تشریف لائے اور ۱۹۲۱ء م ۱۳۳۰ ف میں صدر المہام فینانس اور ۹ اردی بہشت ۱۳۴۶ ف کو صدر اعظمی کے منصب جلیلہ پر سرفراز فرمائے گئے۔ آپکی سیاست و تدبر مسلم ہیں ۱۹۳۵ء میں آپ کو گورنمنٹ انگریزی نے دی رائٹ آنریبل کا معزز خطاب عطا فرمایا ہے۔ کئی مرتبہ آپ بحیثیت صدر وفد حیدرآباد گول میز کانفرنس کی شرکت کے لئے انگلستان تشریف لیجا چکے ہیں۔ ملک برار کے تصفیہ کے ضمن میں بھی جو نومبر ۱۹۳۶ء میں ہوا آپ نے بیش بہا خدمات انجام دیں۔ حیدرآباد کا ہر محکمہ تعلیمات۔ ریلوے

معدنیات ۔ برقیات ۔ فینانس اور بالخصوص عدالت آپ کے رہین منت ہیں زمانہ معتمدی عدالت سے صدر المہامی فینانس تک مختلف طریقوں سے محکمہ عدالت کی اصلاح و ترقی کے بارہ میں ہمیشہ آپ کو دلچسپی رہی ہے اور صیغہ عدالت کی ہر اصلاح جس کا تعلق فینانشل FINANCIAL امور سے تھا آپ ہی کی توجہ سے تکمیل کو پہنچی ہے ۔ آپ ہمدردی و اخلاق کا مجسم نمونہ ہیں بیدار مغزی نصفت پسندی ۔ متعدی حاضر دماغی دہردلعزیزی آپ ہی کا حصہ ہے ۔

(۱۱) نواب ذو القدر جنگ بہادر

مولوی مرزا محمد ذو القدر بیگ ایم ۔ اے بیرسٹر ایٹ لا نواب سرور الملک کے فرزند اکبر ہیں ۱۳۰۹ف م ۱۳۱۷ھ میں ناظم دوم عدالت فوجداری بلدہ مقرر ہوئے ۱۳۱۴ف م ۱۳۲۲ھ میں ناظم اول فوجداری بلدہ ہوئے اور خورداد ۱۳۱۶ف م ربیع الاول ۱۳۲۴ھ میں رکنیت مجلس عالیہ عدالت پر فائز ہوئے ۔ جہاں آپ تقریباً (۹) سال تک کارفرما رہے ۔

۱۳۲۴ف م ۱۳۳۲ھ میں بحصول وظیفہ آپ لکھنؤ تشریف لے گئے ۱۳۲۶ف م ۱۹۱۷ء میں اردو کانفرنس منعقدہ لکھنؤ کی مجلس استقبالیہ کے صدر منتخب ہوئے ۔ بتاریخ ۲۵ بہمن ۱۳۳۰ف م ۱۹۲۱ء آپ معتمد عدالت و کوتوالی کی خدمت پر مامور ہوئے ۔ ۲۶ بہمن ۱۳۳۲ف م ۱۹۲۳ء کو رکنیت مجلس عدالت عالیہ پر تشریف لائے اور ۲۴ مردی ۱۳۳۵ف م ۱۹۲۶ء کو معتمد فوج ہوئے اور ۳ فروردی ۱۳۳۶ف م ۱۹۲۷ء کو معتمد عدالت ہوئے ۔ اس کے بعد ۲۹ اسفندار ۱۳۳۸ف م ۱۹۲۹ء کو وظیفہ پر سبکدوش ہوئے ۔ بتاریخ ۵ اسفندار ۱۳۴۲ف م ۱۹۳۳ء آپ کو پھر

معتمدی عدالت و کوتوالی و امور عامہ کی خدمت پر مامور فرمایا گیا۔ آپ کی تصنیف تمالف اندلس کا دوسرا ایڈیشن اضافہ کے ساتھ اب پھر شایع ہوا ہے۔ آپ آج کل رخصت قبل وظیفہ پر ہیں اور مولوی محمد اظہر حسن صاحب بی۔ اے۔ آپ کی جگہ کارفرما ہیں۔

(۱۲) نواب اکبر یار جنگ بہادر

آپ کا تفصیلی تذکرہ بسلسلہ اراکین مجلس عالیہ عدالت صفحہ (۲۴۰) پر کیا گیا ہے۔

(۱۳) مولوی محمد اظہر حسن صاحب

آپ مولوی مظہر حسن صاحب سب جج اودھ کے فرزند اور خان بہادر عنایت حسین خان صاحب مرحوم کوتوال بلدہ کے نواسہ اور نواب یوسف جنگ و نواب فصیح جنگ سابق معتمد مال کے ہمشیرزادے ہیں۔ آپ نے علی گڈھ کالج سے بی۔ اے۔ کیا۔ ملازمت کے مختلف مدارج طے کرتے ہوئے آذر ۱۳۳۲ ف میں نائب معتمدی عدالت کی خدمت پر ترقی پائی اور نواب ذوالقدر جنگ بہادر کے رخصت قبل وظیفہ حاصل کرنے پر حسب فرمان خسروی آپکا منصرمانہ تقرر اسفندار ۱۳۴۶ ف میں خدمت معتمدی عدالت پر فرمایا گیا۔ اس محکمہ کا وسیع تجربہ آپکو حاصل ہے۔ آپ جفاکش اور ذی خلق عہدہ دار ہیں۔

۵۔ میر مجلسان عدالت عالیہ

(۱) مولوی محمد فضل اللہ صاحب

مولوی محمد فضل اللہ مرحوم اولاً بزمانہ نواب سراج الملک مدارالمہام ۱۲۹۴ھ تا ۱۳۰۵ ف میں عدالت دیوانی



نواب ذوالقدر جنگ بہادر ایم-اے بیرسٹر اٹ لا
سابق ہوم سکریٹری



مولوی اظہر حسین بی-اے
معتمد عدالت و امور عامہ

بزرگ کے ناظم مقرر ہوئے تھے ۱۲۸۰ھ م ۱۲۷۳ف جب عدالت مجلس مرافعہ صدر یا عدالت عالیہ بلدہ میں قایم ہوئی تو ۱۲۸۱ھ م ۱۲۷۴ف میں آپ اسکے میر مجلس مقرر ہوئے اسوقت میر مجلس کی تنخواہ پانسو روپیہ تھی کچھ عرصے کے بعد چھ سو روپیہ ہوگئی آپ ہی پہلے میر مجلس ہیں آپکا انتقال ۱۲ ذیقعدہ ۱۲۸۳ھ م ۱۸ اردی بہشت ۱۲۷۶ف میں ہوا

(۲) مولوی احمد علیخاں صاحب

مولوی احمد علیخاں "مجلس عالیہ عدالت" کے قیام کے وقت ۱۲۷۴ف میں رکن مقرر ہوئے تھے اردی بہشت ۱۲۷۶ف م ۱۲۸۳ھ میں میر مجلس ہوئے اور ۱۲۸۴ھ میں خدمت سے سبکدوش ہوئے۔

(۳) مولوی محمد کریم الدین صاحب

۱۲۷۴ف میں بوقت قیام مجلس مرافعہ آپ کا تقرر بھی رکنیت پر ہوا تھا اس کے بعد جب مولوی احمد علیخاں خدمت سے سبکدوش ہوئے تو آپ میر مجلس مقرر ہوئے اور ۱۲۸۵ھ م ۱۲۷۸ف تک میر مجلس رہے اس کے بعد مجلس برخواست ہوگئی۔

(۴) نواب قاسم یار جنگ بہادر

۱۲۸۶ھ م ۱۲۷۹ف میں مسجدی بیگ المخاطب بہ نواب قاسم یار جنگ جو سررشتہ مال میں صدر تعلقدار تھے میر مجلسی پر منتقل کئے گئے اور بلحاظ تنخواہ صوبہ داری ان کی تنخواہ گیارہ سو روپیہ مقرر ہوئی۔ ۱۲۸۸ھ م ۱۲۸۱ف میں آپ کی وفات ہوئی۔ سررشتہ مال و عدالت میں آپ ہردلعزیز عہدہ دار تھے۔

(۵) مولوی فدا حسین خان صاحب

مولوی فدا حسین خان صاحب اودھ کے مشہور قانون داں وکیل تھے۔ ۱۲۸۵ھ م ۱۲۷۸ف میں آپ کو قوانین بنانے کے لئے طلب کیا گیا تھا اور بارہ سو روپیہ آپ کی تنخواہ قرار پائی۔ ۱۲۸۸ھ م ۱۲۸۱ف میں خدمت میر مجلسی پر مامور ہوئے۔ بتاریخ ۲۹ ربیع الاول ۱۲۹۸ھ م ۱۶ فروردی ۱۲۹۲ف میں آپ کا انتقال ہوا۔ قانون سازی کی ابتدا آپ ہی سے ہوئی۔

(۶) نواب عماد جنگ اول

نواب صاحب کا ذکر معتمدین عدالت کے سلسلہ میں کیا جا چکا ہے۔ رجب ۱۲۹۹ھ م تیر ۱۲۹۱ف میں چند روز آپ منصرم میر مجلس رہے۔ نواب فتح نواز جنگ کے بعد ۱۰ بارہ ۱۲ دی ۱۲۹۱ف سے ۲۲ ربیع الاول ۱۳۰۳ھ م ۱۳۰۲ف تک میر مجلس رہے۔

(۷) مولوی حافظ عبدالکریم خاں صاحب

حافظ عبدالکریم خان صاحب جو علاقہ بنگال میں سب جج تھے یہاں طلب کئے گئے اور ۱۴ رجب ۱۳۰۲ھ م امرداد ۱۲۹۲ف میں پندرہ سو روپیہ پر میر مجلس مقرر ہوئے (جریدہ امرداد ۱۲۹۲ف) آپ اس خدمت پر صرف ایک سال نو ماہ کارگذار رہے جمادی الثانی ۱۳۰۳ھ م اردی بہشت ۱۲۹۴ف میں آپ کی وفات ہوئی۔ آپ ایک فرض شناس عہدہ دار تھے۔

(۸) نواب فتح نواز جنگ بہادر

نواب فتح نواز جنگ ۲۶ جمادی الاول ۱۳۰۲ھ م ۷ اردی بہشت ۱۲۹۴ف سے

۱۱سر دی ۱۲۹۹ف تک میر مجلس رہے۔ ان کا ذکر معتمدین عدالت کے سلسلہ میں کردیا گیا ہے۔

(۹) مولوی میر افضل حسین صاحب

مولوی میر افضل حسین صاحب لکھنو کے رہنے والے تھے۔ حیدرآباد میں اول وکالت کیا کرتے تھے پھر نواب سر آسمانجاہ کی پائیگاہ میں رکن مجلس ہوگئے۔ ۱۲۹۴ف میں رکن مجلس عدالت عالیہ ہوئے ۱۳۰۲ف میں جب نواب عماد جنگ اول میر مجلس عدالت عالیہ معتمدی عدالت پر تشریف لے گئے تو ان کی جگہ آپ منصرم میر مجلس ہوئے۔ اس کے بعد ۱۳۰۴ف میں جب مولوی خدا بخش خاں مرحوم کا تقرر میر مجلسی پر ہوا تو آپ رکنیت پر واپس ہوگئے۔ تیر ۱۳۰۷ف میں مولوی خدا بخش خاں کے چلے جانے کے بعد پھر میر مجلس ہوئے ۱۳۱۶ف میں ان کی وفات ہوئی۔ آپ نے قانونی دماغ پایا تھا۔ آپ کا علم فقہ اور عربی قابلیت مسلم تھی۔ آپ کے فیصلہ جات کی اب بھی قدر کی جاتی ہے

(۱۰) مولوی خدا بخش خاں صاحب

مولوی خدا بخش خانصاحب شہر بانکی پور صوبہ بنگال کے ایک مشہور وکیل تھے آپ کے کتب خانہ کا ہندوستان کے بہترین کتب خانوں میں شمار ہوتا تھا۔ ۱۳۰۴ف میں کسی مقدمہ کی پیروی کے لئے حیدرآباد آئے تھے اور میر مجلسی پر مامور کئے گئے۔ ۱۳۰۷ف میں اپنے وطن واپس ہوگئے۔

(۱۱) نواب سر بلند جنگ بہادر

افضل العلماء حاجی مولوی حمید اللہ خاں سر بلند جنگ ایم۔ اے۔ بیرسٹر ایٹ لا حاجی سمیع اللہ خاں صدر اعلیٰ سی۔ ایم۔ اے سشن جج و سکریٹری یم اے۔ او۔ کالج علیگڈھ کے

فرزند تھے۔ بتاریخ ۱۷ مارچ ۱۸۶۴ء م ۱۹ اردی بہشت ۱۲۷۳ف بمقام آگرہ پیدا ہوئے۔ کرائسٹ کالج کیمبرج سے ڈگری اور لنکنس ان سے سند بارسٹری حاصل کی۔ ہندوستان واپس آکر الہ آباد ہائیکورٹ میں پراکٹس شروع کی ۱۳۰۳ف میں رکنیت مجلس عالیہ عدالت پر بماہوار دو ہزار آپ کا تقرر ہوا ۱۳۱۳ف م ۱۹۰۴ء میں معتمدی عدالت و کوتوالی و امور عامہ پر مامور ہوئے ۱۵ تیر ۱۳۱۷ف م ۱۹۰۹ء میں میر مجلس عدالت عالیہ مقرر ہوئے۔ ۲۱ مردے ۱۳۲۲ف میں وظیفہ پر سبکدوش ہوئے۔ آپ کے فرزند اکبر الحاج ڈاکٹر محمد اللہ خان صاحب ایم اے ال ال ڈی بیرسٹر ایٹ لا سمت اورنگ آباد کے سشن جج ہیں جو متعدد قانونی کتب کے مصنف بھی ہیں۔

(۱۲) نواب حاکم الدولہ بہادر

مولوی مصلح الدین محمد نواب حضور نواز جنگ حاکم الدولہ۔ ایم۔ اے بیرسٹر ایٹ لا۔ مولوی حافظ محمد عبداللہ رکن مجلس عالیہ عدالت کے بڑے فرزند اور نواب رفعت یار جنگ و نواب عماد جنگ اولیٰ کے ہمشیر زادہ تھے ۱۸۶۸ء میں حیدرآباد میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کچھ دنوں گرامر اسکول میں ہوئی ۱۸۸۰ء میں علیگڈھ گئے بعد مدرسہ اعزہ و نظام کالج میں تعلیم پائی اور ۱۸۸۵ء میں بہ عطائے اسکالرشپ انگلستان بھیجے گئے۔ ٹرینٹی ہال کیمبرج سے ڈگری اور مڈل ٹمپل سے بیرسٹری کی سند حاصل کر کے ۱۸۹۱ء میں واپس ہوئے اور بمبئی میں مسٹر بدرالدین طیب جی مرحوم کے ساتھ عملی کام سیکھتے رہے ۱۳۰۲ف میں آپ کا تقرر نظامت عدالت ضلع ناندیر پر ہوا۔ اس کے بعد درجہ بدرجہ ترقی کرتے ہوئے ۲۵ مردے ۱۳۱۴ف کو رکنیت پر فائز ہوئے۔ ۲۲ مردی ۱۳۲۲ف

م ۱۹۱۲ء کو آپ کا میر مجلسی پر تقرر ہوا جہاں آپ نہایت توجہ اور مستعدی سے اپنے اہم فرائض کی انجام دہی میں مصروف رہے۔ ماتحت عدالتوں اور حکام کے طرز عمل پر سخت نگرانی رکھتے تھے آپ ایک خوش مزاج اور ہر دلعزیز عہدہ دار تھے اپنے ماموں نواب رفعت یار جنگ اول کے قائم کردہ نظام کلب کی ترقی و استحکام میں آپ نے بڑا حصہ لیا۔ چنانچہ آپ ہی کی کوششوں سے کلب کو وہ عمارت ملی جس میں آج تک کلب قائم ہے۔ آپکو فن تعمیر سے بڑی دلچسپی تھی چنانچہ "بلاوسٹا" کی خوشنما عمارت جو اس وقت پرنس والاشان کی قیام گاہ ہے وہ آپ کا ذاتی مکان و مسکن تھا ۱۴ اسفندار ۱۳۲۵ف م ۱۹۱۶ء ۴۷ سال کی عمر میں آپ کی وفات ہوئی۔

(۱۳) مولوی سید محی الدین خانصاحب

مولوی سید محی الدین خان کا ابتدائی تقرر مددگاری معتمد عدالت کی خدمت پر ۲۱ خورداد ۱۲۹۲ف کو ہوا۔ ترقی کرتے ہوئے بتاریخ ۳ اردی بہشت ۱۳۰۴ف رکنیت عدالت عالیہ پر مامور ہوئے بتاریخ ۳ اردی بہشت ۱۳۰۴ف بیافت تنخواہ رکنیت عدالت عالیہ سشن جج اورنگ آباد پر تعیناتی عمل میں آئی ۱۱ مہر ۱۳۲۴ف کو رکنیت عدالت پر واپس ہوئے۔ ۱۵ اسفندار ۱۳۲۵ف کو میر مجلسی پر منصرمانہ تقرر ہوا۔ بتاریخ ۷ خورداد ۱۳۲۵ف وظیفہ پر علیحدہ ہوئے۔

(۱۴) نواب سر نظامت جنگ بہادر

مولوی نظام الدین احمد نواب سر نظامت جنگ ایم۔ اے ال ال۔ بی کینٹب بیارسٹر نواب رفعت یار جنگ اولی (صوبہ دار ورنگل) کے فرزند اور نواب عماد جنگ اولی معتمد عدالت و امور عامہ

و میر مجلس عدالت عالیہ کے حقیقی بھتیجے ہیں۔ بتاریخ ۱۱ر خورداد ۱۲۸۰ف حیدرآباد میں تولد ہوئے
آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت اپنے فاضل پدر بزرگوار کی خاص نگرانی میں ہوئی جو عربی و فارسی
کے بڑے عالم و فاضل تھے۔ آپ نے مدرسہ اعزہ میں جو آپ کے والد ماجد کا قائم کردہ تھا اپنے
برادر بزرگوار نواب رفعت یار جنگ ثانی کے ساتھ (جن کا تذکرہ باب ہفتم میں کیا گیا ہے)
تعلیم پائی۔ آپ تیرہ سال کی عمر میں امتحان میٹرک کامیاب ہوئے اور ۱۸۸۷ء میں بعطائے
وظیفہ آپ کو انگلستان بھیجا گیا۔ ۱۸۹۱ء میں ٹرنٹی کالج کیمبرج سے بیس سال کی عمر میں بی۔ اے
ال ال۔ بی۔ آنرز کی ڈگریاں حاصل کیں اور ہندوستان واپس تشریف لائے۔ ایک سال بعد
سرکار عالی نے بیارسٹری کا عملی تجربہ حاصل کرنے کے لئے آپ کو پھر بعطائے وظیفہ لندن بھیجا۔
ابتدائے ۱۸۹۶ء میں حیدرآباد واپس ہوئے اور مدراس ہائیکورٹ میں پراکٹس شروع کی ۱۳۰۶ف
میں نظامت ضلع پربھنی کی خدمت پر مامور ہوئے۔

۱۳۰۷ف میں آپ معتمد مجلس عالیہ عدالت ہوئے ۱۳۰۸ف میں ناظم اول فوجداری بلدہ
اور ۱۳۱۱ف میں مجلس وضع قوانین کی انڈر سکریٹری Under Secretary مقرر ہوئے
۱۳۱۵ف میں بپیشگاہ حضرت غفران مکان سے جشن جوبلی چہل سالہ کے موقع پر آپکو نظامت جنگ
خطاب عطا ہوا۔ ۱۳۱۶ف میں آپ کا تقرر بحیثیت رکن مجلس عالیہ عدالت عمل میں آیا ۱۹۰۱ء
میں آپ معتمد عدالت و امور عامہ کے فرائض منصبانہ طور پر انجام دیتے رہے۔ ۱۸ر خورداد ۱۳۲۵ف
میں میر مجلس عدالت عالیہ اور ۲ر فروردی ۱۳۲۷ف میں معتمد سیاسیات۔ ۱۵ر دی ۱۳۲۹ف

میں صدر المہام سیاسیات مقرر ہوئے۔ جس کے اہم و نازک فرائض کو دس سال تک بڑی خوبی کے ساتھ انجام دیا۔

وکٹوریہ آرفینیج (یتیم خانہ) کے عرصہ تک آپ اعزازی معتمد رہ چکے ہیں۔ حیدرآباد میں سکہ کا مسئلہ ایک عرصہ دراز سے کسی قدر پریشانی کا باعث تھا۔ اُس کا تصفیہ حضرت غفران مکان کے زمانہ میں ہمیشہ کے لئے کر دیا گیا۔ چنانچہ سیرین واکر معین المہام فینانس نے ۱۳۱۶ف میں جبکہ قانون متعلقہ نافذ ہوا آپ کی قیمتی رائے کا اعتراف کرتے ہوئے یہ تحریر کیا ہے کہ "سب سے زیادہ مدد اور مفید مشورہ مجھے نواب نظامت جنگ بہادر سے ملا"۔ طغیانی رود موسیٰ کے موقع پر جو خدمات آپ نے انجام دیں ان کا اعتراف منجانب سرکار ایک سند کی شکل میں فرمایا گیا۔ آپ ہی نے بیت المعذرین کے قیام کی کارروائی تکمیل کو پہونچائی اور ایسے اصول پر اس کو قائم کیا کہ ہمیشہ کے لئے سرکاری امداد کا وہ محتاج نہ رہے۔ چنانچہ مولوی سید خورشید علی صاحب ناظم دیوانی اسی اصول پر عمل پیرا ہیں۔

آپ کے معتمدی عدالت کے زمانہ کی پیش کردہ اسکیم سے ہی "انتزاع اختیارات" کی بنا پڑی کیونکہ آپ نے یہ تحریک کی کہ "جب تک تحصیلداروں سے عدالتی اختیارات نہ لے لئے جائیں اور جدید منصف مامور نہ ہوں عدالتی کام میں اصلاح ناممکن ہے"۔ آپ کی یہ واجبی تحریک جو اسکیم انتزاع اختیارات کی پیش خیمہ تھی اس طرح منظور ہوئی کہ ہر سال چند منصف مقرر کئے گئے۔ اور سررشتہ عدالت میں اصلاح شروع ہوگئی بارگاہ خسروی سے صوبہ ورنگل و میدک کے لئے دو سشن جج بھی مامور ہوئے۔ اور اول تعلقداران اضلاع سے دیوانی مقدمات کا تعلق اٹھا لیا گیا۔

اوران کے بجائے تین نظمائے دیوانی اور پانچ منصفیان قائم ہوئیں اور یہ بھی طے پایا کہ جملہ منصفین کی تعداد تاوقتیکہ (۲۱) نہ ہو جائے۔ ہر سال تین منصف مقرر کئے جائیں۔ نواب صاحب ممدوح کی اس تحریک کا تذکرہ ۱۳۲۲ف کی جوڈیشل رپورٹ میں حال میں مجلس نواب مرزا یار جنگ نے جن الفاظ میں فرمایا ہے وہ خالی از دلچسپی نہیں ہے۔

دریائے کرشنا و تنگھبدرا کی تقسیم آب کے متعلق حکومت مدراس اور سرکار عالی کے مابین ایک زمانہ دراز سے نزاع چلی آرہی تھی۔ اس کا تصفیہ جو مفید ریاست ہوا وہ آپ ہی کی سعی بلیغ کا نتیجہ تھا۔ چنانچہ اس کارگزاری کے متعلق بارگاہ خسروی سے ذریعہ فرمان مبارک اظہار خوشنودی فرمایا گیا۔ سررشتہ آرائش بلدہ سے جس کا قیام ۱۹۱۳ء میں عمل میں آیا آپ کو خاص تعلق رہا ہے۔ چنانچہ ابتداء سے اب تک اس کے اعزازی معتمد کی حیثیت سے شہر کی جدید آبادیوں نئے سرکاری مکانات اور وسیع سڑکوں کی تعمیر۔ باغ ورین اور دیگر عمارات کی تزئین میں آپ کی بیش قیمت رائے کو بہت بڑا دخل رہا ہے۔

صداقت بے لوثی و ایثار آپ کے کیرکٹر کے نمایاں پہلو ہیں۔ آپ نے اس اصول کے مدنظر کہ ملک کی خدمت بجائے خود ایک اعزاز ہے جو مقدار صلہ پر منحصر نہیں اور ملک کی حقیقی خدمت کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔ اپنے جذبہ صادق کے تحت اپنی سابقہ تنخواہ رکنیت عدالت عالیہ ہی پر گیارہ سال تک اہم فرائض صدر المہامی کو نہایت خلوص و خیر خواہی سے انجام دیا۔ اور ۱۳۲۸ف میں اپنی خواہش سے وظیفہ پر سبکدوش ہو گئے۔ ۱۹۱۹ء میں آپ کو

او۔ بی۔ ای۔ کا تمغہ عطا ہوا۔ اس کے بعد ۱۳۴۳ف میں سی۔ آئی۔ ای۔ اور ۱۹۲۹ء میں نائٹ ہڈ KNIGHTHOOD یعنی سر کے اعزاز سے سرفراز ہوئے۔ مدرسہ اعزہ اور اس کے انتظام میں غیر معمولی دلچسپی لیتے ہیں۔ آپ جامعہ عثمانیہ کے سینیٹ کے ممبر اور مختلف علمی اداروں کے صدر رہ چکے ہیں۔ آپ کا کانوکیشن GONVOCATION اڈریس بڑی قدر کی نظروں سے دیکھا گیا۔ حیدرآباد کی (POETRY) پوئٹری سوسائٹی کے تقریباً (۶) سال سے آپ صدر ہیں۔ آپ انگریزی کے ادیب اور ممتاز شاعر ہیں۔ آپ کی انگریزی نظموں کا مجموعہ انگلستان میں شائع ہو کر خاص مقبولیت حاصل کر چکا ہے۔ اعلیحضرت بندگان عالی کی اردو دیوان و غزلیات کا ترجمہ بھی آپ نے انگریزی میں کیا ہے۔ آپ دو مرتبہ حج و زیارت سے مشرف ہو چکے ہیں اور علیا حضرت ملکہ دکن دام اقبالہا کے حج کے موقع پر ہمراہیاں خاص میں تھے۔ گذشتہ سال آپ نے تیلیم خانہ سرونگر میں اپنے ذاتی صرفہ سے ایک خوشنما مسجد تعمیر کرا دی ہے۔

(۱۵) نواب جبار یار جنگ بہادر

مولوی سید محمد غلام جبار نواب جبار یار جنگ مرحوم دی ۱۲۷۴ف میں تولد ہوئے آپ عربی کے منتہی اور فقہ کے جید عالم تھے۔ اولاً علاقہ انگریزی میں وکالت کیا کرتے تھے پھر حیدرآباد میں سند وکالت حاصل کر کے وکالت شروع کی اور چند سال میں یہاں کے قابل ترین وکلا میں آپ کا شمار ہو گیا۔ ۱۱ مہر ۱۳۲۴ف کو جبکہ آپ کی وکالت انتہائی عروج پر تھی بارگاہ خسروی سے آپ کا انتخاب سشن ججی اورنگ آباد پہ ہوا۔ ۶ خورداد ۱۳۲۵ف کو آپ منصرم رکن مجلس عالیہ عدالت

ہوئے۔ اور ۱۶ اسفندیار فروردی ۱۳۲۷ف سے ۲۸ مہر ۱۳۲۷ف تک منصرانہ میر مجلس عدالت عالیہ کے فرائض انجام دئے۔ اس کے بعد اپنی اصلی خدمت سشن ججی پر واپس ہوئے۔ بتاریخ ۱۴ آذر ۱۳۲۸ف بحیثیت رکنیت عدالت عالیہ پر فائز ہوئے۔ ۲۱ دی ۱۳۳۱ف کو آپ وظیفہ پر سبکدوش ہوئے۔ بعد وظیفہ ۱۳۳۳ف میں چند ماہ کے لئے پھر منصرمانہ رکن عدالت عالیہ ہوئے۔ خورداد ۱۳۳۵ف میں وفات پائی۔ آپ کے فرزند مولوی سید محمد عسکری حسن صاحب ایم اے آکسن بیرسٹر ایٹ لائے جو حیدرآباد کے قابل و ممتاز بیرسٹر ہیں نواب صاحب کی وصیت کی بنا پر مرحوم کی یادگار میں "جیار یار جنگ میموریل لیبریری" عدالت عالیہ کے کمرۂ انجمن وکلا میں قایم کی ہے۔ جس کے لئے کثیر التعداد کتب اور معتدبہ رقم وقف کی گئی ہے۔

(۱۶) نواب مرزا یار جنگ بہادر

مولوی مرزا سمیع اللہ بیگ صاحب کا وطن قصبہ امیٹھی ضلع لکھنو ہے آپ ۱۸۲۵ء م ۱۲۸۴ف میں پیدا ہوئے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار مولوی مرزا منعم بیگ صاحب سے گھر پر حاصل کی۔ پھر اپنے بڑے بھائی ڈاکٹر اصغر بیگ صاحب کے پاس بریلی چلے گئے۔ اور وہاں انگریزی تعلیم شروع کی۔ ۱۸۹۰ء م ۱۲۹۹ف میں وہیں سے انٹرنس پاس کیا۔ اس کے بعد لکھنو آگئے۔ یہاں کرسچین کالج سے ایف۔ اے اور کیانگ کالج سے بی۔ اے اور ال۔ ال۔ بی۔ میں نمایاں کامیابی حاصل کرکے مولوی محمد تقی صاحب نصیر آبادی کے ساتھ ڈیڑھ سال تک رائے بریلی میں وکالت کی۔ وکیل صاحب موصوف کے انتقال کے بعد لکھنو آگئے۔

جہاں بطور خود وکالت شروع کی۔ چند روز میں آپ کی معاملہ فہمی نکتہ سنجی۔ قانون دانی و صائب کا اس قدر شہرہ ہوا کہ بڑے بڑے مقدمات کثرت سے آنے لگے اور آپ کو جوڈیشل کمیٹی کے مقدمات اپیل کے سوائے ماتحت عدالتوں میں پیروی کے لئے فرصت نہ رہی ۱۹۱۵ء م ۱۳۲۵ف میں آپ عدالت مذکور میں ایڈوکیٹ بنائے گئے۔ اور ۱۹۱۶ء م ۱۳۲۶ف میں مجلس وضع قوانین کے رکن منتخب ہوئے۔

آپ کی قابلیت کی شہرت حیدرآباد تک پہنچی اس زمانہ میں نواب سر نظامت جنگ بہادر کے محکمہ سیاسیات میں چلے جانے کی وجہ سے مجلس عالیہ عدالت کی میر مجلسی تقرر طلب تھی۔ حضرت بندگان عالی کی نظر انتخاب آپ پر پڑی اور بمشاہرہ دو ہزار پانچسو روپیہ کلدار اور ایک سو روپیہ الونس پانچ سال کے لئے آپ کا تقرر میر مجلسی پر فرمایا۔ چنانچہ مہر ۱۳۲۷ف م جولائی ۱۹۱۷ء میں آپ نے اس خدمت جلیلہ کا جائزہ حاصل کیا۔ اوس وقت سے محکمہ عدالت کی تاریخ میں ایک نئے باب کا آغاز ہوتا ہے۔ آپ نے اس اہم خدمت کے فرائض کو جس غیر معمولی قابلیت اور جانفشانی سے انجام دیا ہے اس کا تذکرہ جوڈیشل رپورٹ ۱۳۳۱ف م ۱۹۲۲ء کے ریویو میں عالیجناب سر صدر اعظم بہادر نے حسب ذیل الفاظ میں فرمایا ہے:—

"مندرجہ صدر ترقیات ایسی ہیں جو ان کے زمانۂ میر مجلسی کو کامیاب ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں۔ چنانچہ انہیں وجوہ سے وہ پیشگاہ اقدس و اعلیٰ سے بہ مرحمت شاہانہ (مرزا یار جنگ) کے معزز خطاب سے سرفراز فرمائے گئے اور ان بعد ازراہ قدردانی مدت ملازمت میں توسیع فرمائی گئی۔"

سنہ ۱۳۳۹ف م ۱۹۲۰ء میں ہمارے جوہر شناس بادشاہ نے پانچ سو روپیہ کلدار کا اضافہ فرما کر آپ کی تنخواہ تین ہزار کلدار قرار دی اور توسیع مدت ملازمت سے سرفراز فرمایا۔ اس وقت آپ کو خدمت میر مجلس پر متمکن ہوئے تقریباً (۱۹) سال ہوتے ہیں حضرت اقدس اعلیٰ کے عہد معدلت مہد میں غیر معمولی ترقی اور عظیم ترین اصلاحات اس عرصۂ مدت میں محکمہ عدالت کی ہوئی ہیں اس کی مثال تاریخ پیش نہیں کر سکتی اور یہ تمام آپ ہی کی مفید تجربات کا نتیجہ اور سعی پیہم کا ثمرہ ہیں آپ کا تجربہ علمی۔ وسیع معلومات۔ قانونی غیر معمولی تحمل و برداشت۔ متانت و جفاکشی اور آپکے اخلاق حمیدہ عہدہ داران عدالتی کے لئے باعث تقلید ہیں۔ آپ نے سالہائے گزشتہ میں متعدد مرتبہ رجسٹر حقیت داران اراضی Record of Rights کے رایج کرنے کی جانب حکومت کو متوجہ کیا تاکہ عدالتین (بجائے اس متضاد اور حیرت انگیز زبانی شہادت کے جس کی چھان بین انہیں کرنی پڑتی ہے) سرکاری رجسٹرات سے انصاف رسانی میں مدد لے سکیں۔ چنانچہ اب حال ہی میں قانون حقیت داران اراضی نافذ ہو گیا ہے۔ اور قانون مذکور کے رجسٹر کی ترتیب کا کام شروع کیا گیا ہے اور اس کی تکمیل کے لئے صوبہ بمبئی کے ایک تجربہ کار وظیفہ یاب عہدہ دار مامور کیے گیے ہیں۔

آپ صرف عدالت ہی کے ماہر خصوصی نہیں ہیں بلکہ فن تعلیم کا بھی کافی تجربہ رکھتے ہیں ایک زمانہ میں آپکا جولان گاہ میدان سیاست بھی رہا ہے۔ آپ کی کتاب "ہند عہد اورنگ زیب میں" ہندوستان بھر میں خاص مقبولیت و شہرت حاصل کر چکی ہے۔ آپ حیدرآباد کے ایجوکیشنل

اور اساتذہ کے کانفرنسوں میں صدر بھی رہ چکے ہیں۔ حال ہی میں آپ کے لئے لکھنو یونیورسٹی
کے وائس چانسلری کا عہدہ پیش کیا گیا تھا مگر آپ نے اس ریاست ایڈ مدت کے صیغہ عدالت
کو جس سے آپ کو تقریباً (۱۹) سال سے گہرا تعلق رہا ہے اور جس کی ترقی و اصلاح میں آپ
ہمہ تن منہمک رہے ہیں چھوڑنا گوارہ نہیں فرمایا۔ آپ مختلف و متعدد علمی اداروں کے میر ادر
عثمانیہ یونیورسٹی سنیٹ UNIVERSITY-SENATE حیدرآباد سیول سرویس بورڈ کے
رکن اور فری مسن لاج FREEMASON LODGE کے ایک سرگرم ممبر TEMPRANCE
ٹمپرنس سوسائٹی (انجمن ترک مسکرات) کے پرسیڈنٹ بھی ہیں۔ جب سے آپ نے ملک کے اس مفید
کام کو اپنے ہاتھ میں لیا ہے۔ اس سوسائٹی میں ایک نئی جان پڑگئی ہے۔ ترک مسکرات کے
بارہ میں آپ کے پرجوش اپیل حال ہی میں شایع ہوئے ہیں جن کا عوام پر بہت اثر ہو رہا ہے۔

(۶)۔ اراکین عدالت عالیہ و انسپکٹنگ افسر

میر مجلس صاحبان کے تذکرہ کے بعد اراکین صاحبان کا تذکرہ بھی تاریخی نقطہ نظر سے
خالی از دلچسپی نہ ہوگا کیونکہ صیغہ عدالت کی اصلاح میں اراکین کا بھی بڑا حصہ ہوتا ہے برطانیہ ہند
کی ہائیکورٹوں میں میر مجلس اور اراکین کے نام اور تاریخ تقرر پیتلی تختی پر کندہ کرائی جاکر آویزاں
کئے جاتے ہیں۔ یہاں چونکہ اس کا رواج نہیں ہے اور نہ پچھلے زمانہ میں کوئی سیول لسٹ
مرتب ہوتی تھی۔ اسلئے باوجود کوشش جن اراکین کے جائزہ کی تاریخ معلوم نہ ہوسکی صرف ان

زمانہ کارگذاری کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے ۔

(۱) مولوی احمد علی صاحب

آپ کا مختصر تذکرہ میر مجلساں کے سلسلہ میں قبل ازیں آچکا ہے آپ ۱۲۷۴ف م ۱۸۶۵ء سے ۱۲۷۶ف م ۱۸۶۷ء تک رکن رہے ۔ ملاحظہ ہو صفحہ (۲۳۱)

(۲) مولوی محمد کریم الدین صاحب

آپ کا ذکر بھی میر مجلساں عدالت عالیہ کے ضمن میں پہلے ہو چکا ہے ۱۲۷۴ف م ۱۸۶۵ء سے ۱۲۷۷ف تک آپ رکن رہے ۔ ملاحظہ ہو صفحہ (۲۳۱)

(۳) مولوی حیدر علی صاحب

آپ ایک قابل شخص تھے اور کتاب نقش الکلام کے مولف تھے بوقت قیام مجلس مرافعہ صدر رکنیت پر مامور ہوئے اور ۱۲۷۸ف م ۱۸۶۹ء تک کارگزار رہے جبکہ مجلس برخواست ہو گئی ۔

(۴) مولوی عظیم الدین صاحب

آپ کا تقرر بھی ۱۲۷۴ف م ۱۸۶۵ء میں رکنیت پر ہوا ۔ اور تخفیف مجلس مرافعہ صدر تک

کارگزار رہے۔ مجلس مرافعہ صدر کا ذکر قبل ازیں باب سوم میں کیا جا چکا ہے۔

(۵) مولوی جمال الدین صاحب

آپ کا تقرر بھی ۱۲۷۴ف م ۱۸۶۵ء میں ہوا تھا ۱۲۷۸ف م ۱۸۶۹ء میں خدمت سے سبکدوش کئے گئے۔

(جریدہ مورخہ ۹ رمضان ۱۲۸۶ھ)

(۶) مولوی حمید الدین صاحب صدیقی

۱۲۷۶ف م ۱۸۶۷ء سے ۱۲۷۸ف م ۱۸۶۹ء تک رکن رہے۔

(۷) مولوی محمد سعید صاحب

آپ ناظم دیوانی بزرگ تھے ۱۲۷۹ف م ۱۸۷۰ء جب مجلس مرافعہ صدر دوبارہ قائم ہوئی اوس وقت آپ کو رکنیت پر ترقی دی گئی۔

(۸) مولوی محمد صدیق صاحب نواب عماد جنگ اولیٰ

۱۲۷۹ف م ۱۸۷۰ء سے ۱۲۹۳ف م ۱۸۸۴ء تک رکن رہے توضیحاً ملاحظہ ہو۔

(۹) مولوی احمد علیخان صاحب تنگر گنجی

آپ ۱۲۷۹ف م ۱۸۷۰ء میں رکن ہوئے۔ آپ کی ختم مدت رکنیت کا پتہ نہیں چلتا ۱۲۹۴ف م ۱۸۸۵ء میں جو ارکان تھے ان میں آپ کا نام نہیں ہے۔

(حاکم التواریخ و جوڈیشل رپورٹ ۱۲۹۴ف)

(۱۰) مولوی حسن رضا صاحب

۱۲۷۹ف میں آپ کو نظامت فوجداری بلدہ سے رکنیت پر ترقی دی گئی اور ۱۲۹۴ف م ۱۸۸۵ء تک کارگزار رہے۔ اس کے بعد محکمۂ انعام میں منتقل ہو گئے۔

(جوڈیشل رپورٹ ۱۲۹۴ف صفحہ ۲۸)

(۱۱) مولوی سید شریف الحسن صاحب

مجلس مرافعہ صدر منعقدہ ۱۲۷۹ف م ۱۸۷۰ء میں آپ کو نظامت دیوانی بلدہ سے رکنیت پر ترقی دی گئی اور ۲۶ امرداد سنہ ۱۳۰۰ف تاریخ وفات تک مامور رہے۔ مگر اس کا پتہ نہ چل سکا کہ کس تاریخ آپ نے رکنیت کا جائزہ حاصل کیا۔

(۱۲) مولوی عبدالمنان صاحب

آپ ۱۲۷۹ف م ۱۸۷۰ء میں رکن ہوئے کب تک رہے پتہ نہیں چلتا۔ ۱۲۹۴ف م ۱۸۸۵ء کی فہرست ارکان میں آپ کا نام نہیں پایا جاتا غالباً آپ کی رکنیت ختم ہوگئی تھی۔

(۱۳) مولوی سید ولی احمد صاحب

تاریخ آغاز رکنیت معلوم نہیں ہوتی ہے۔ البتہ ۱۲۹۴ف م ۱۸۸۵ء میں وظیفہ پر علیحدہ ہونا پایا جاتا ہے۔

(۱۴) مولوی سید بدرالدین صاحب

آپ کی تاریخ تقرر بھی معلوم نہیں ہوتی البتہ اس کا پتہ چلتا ہے کہ ۱۲۹۳ف میں آپ رکن تھے اور تیر ۱۲۹۳ف م ۱۸۸۴ء میں آپ کی تنخواہ چھ سو روپیہ سے آٹھ سو ہوئی تھی، اور ۱۲۹۴ف م ۱۸۸۵ء میں آپ محکمۂ انعام میں منتقل ہوگئے۔

(جریدہ مورخہ ۳۱ تیر ۱۲۹۳ف و جوڈیشل رپورٹ بابتہ ۱۲۹۴ف م ۱۸۸۵ء)

(۱۵) مولوی حافظ محمد عبداللہ صاحب

آپ کی تاریخ تقرر رکنیت کا پتہ نہیں چلتا مگر تیر ۱۲۹۳ف م ۱۸۸۴ء میں آپ کی

تنخواہ چھ سو سے آٹھ سو قرار پائی زبان فارسی میں اعلیٰ قابلیت رکھتے تھے۔ اور آپکو وقار
عدالت کا بے حد خیال تھا ۱۲۹۴ف میں محکمہ مال میں منتقل ہوئے۔ نواب حاکم الدولہ میر مجلس
آپ کے فرزند تھے۔ جن کا تذکرہ بسلسلہ میر مجلسان کیا جا چکا ہے۔

(جریدہ مورخہ ۱۳ تیر ۱۲۹۳ف جوڈیشل رپورٹ ۱۲۹۴ف)

(۱۶) مولوی علی رضا خاں صاحب

آپ کی تاریخ تقرر کا پتہ نہیں چلتا تیر ۱۲۹۳ف م ۱۸۸۳ء میں آپ رکن تھے اور
آپ کی تنخواہ آٹھ سو سے ایک ہزار ماہانہ قرار پائی تھی فروردی ۱۳۰۳ف م ۱۸۹۴ء تاریخ انتقال
تک آپ رکن رہے۔ اس سے زیادہ مواد باوجود تلاش دستیاب نہ ہو سکا۔

(جریدہ مورخہ ۱۳ تیر ۱۲۹۳ف و جریدہ مورخہ ۱۷ امر فروردی ۱۳۰۳ف)

(۱۷) مولوی محمد حسن خاں صاحب

آپ مولوی نظام الدین حسن خاں صاحب رکن عدالت عالیہ کے والد ماجد اور
ڈاکٹر نواب ناظر یار جنگ کے جد امجد تھے آپ ۱۸۱۶ء م ۱۲۹۸ف میں تولد ہوئے
اور آذر ۱۳۲۳ف م اکتوبر ۱۹۱۴ء میں بعمر (۹۸) سال وفات پائی۔ آپ کے (۳) فرزندان
مولوی نظام الدین حسن رکن عدالت عالیہ۔ مولوی یحییٰ حسن مجسٹریٹ و منصف مومن آباد اور
مولوی علی الدین حسن ناظم عدالت ضلع تھے۔
آپ سرکار عظمت مدار کی ملازمت میں تخمیناً (۲۰) سال کی عمر میں داخل ہوئے۔ غدر کے

زمانہ میں آپ فرخ آباد کے منصف تھے اور من بعد سب جج ہو گئے اور ۵۵ سال کی عمر میں وظیفہ حسن خدمت پر علیحدہ ہوئے بلحاظ تجربہ و قابلیت و ضروریات ملک نواب سالارجنگ مرحوم نے طلب کر کے آپ کا ابتدائی تقرر دیوانی بزرگ پر فرمایا۔ جہاں آپ نے دیوانی و فوجداری کام کیا اور عدالتی تنظیم میں مدد دینے کے بعد آپ رکن عدالت عالیہ مقرر کیے گئے۔ تخمیناً (۱۲) سال خدمت انجام دیتے رہے اور رکنیت سے ۱۲۹۵ف میں وظیفہ حسن خدمت پر سبکدوش ہوئے اس کے بعد بقیہ حصہ عمر آپ نے درس و تدریس اور بحیثیت آنریری مجسٹریٹ اپنے وطن میں بسر کیا۔ اور آخری لمحہ تک برابر آپ کے گرد طلباء کا ہجوم رہا کرتا تھا۔ جن کو علم طب فقہ و حدیث کی تعلیم دی جاتی تھی۔ آپ کے اکثر شاگردوں نے اپنے فن میں شہرت حاصل کی

زمانہ ملازمت میں جہاں جہاں آپ متعین رہے آپ کی راست بازی و دیانت اور صاف گوئی ضرب المثال تھی آپ کا سلسلہ نسب سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔

(جریدہ مورخہ ۳۱ تیر ۱۲۹۳ف و جوڈیشل رپورٹ ۱۲۹۴ف صفحہ ۲۸)

(۱۸) مولوی سید اقبال علی صاحب

آپ اودھ میں قائم مقام سب جج تھے۔ اوائل ۱۲۹۵ف م ۱۸۸۶ء میں رکن مجلس عدالت عالیہ ہوئے مہر ۱۳۰۰ف میں شریک معتمد مالگذاری ہوئے مزید حالات معلوم نہ ہو سکے۔

(جوڈیشل رپورٹ ۱۲۹۴ف و حاکم التاریخ)

(۱۹) نواب سکندر نواز جنگ بہادر

مولوی حافظ احمد رضا خان صاحب نواب سکندر نواز جنگ عظیم آباد کے رہنے والے تھے ریاست بھوپال میں مدارالمہام رہ چکے تھے۔ صاحب عالیشان کی سفارش پر فروردی ۱۲۹۷ف میں رکن مجلس عالیہ عدالت ہوئے ۱۳۱۵ف م ۱۹۰۶ء میں اعطائے وظیفہ دو سو روپیہ ماہانہ خدمت سے علحدہ کئے گئے۔ (تو زک محبوبیہ)

(۲۰) مولوی محمد اللبین خاں صاحب

آپ ۱۲۹۳ف م ۱۸۸۳ف میں دفتر بندوبستی میں بمشاہرہ دو سو روپیہ آتا جی تھے ۱۲۹۵ف م ۱۸۸۵ء میں اسٹیٹ کمشنر اور پھر کمشنر برار ہوئے بتاریخ ۶؍ شہریور ۱۳۰۰ف م ۱۸۹۱ء مجلس عدالت عالیہ کے رکن ہوئے اور آذر ۱۳۱۴ف میں اپنی اصلی خدمت پر واپس ہوئے۔

(جریدہ مورخہ ۴ آذر ۱۳۱۴ف)

(۲۱) مولوی نظام الدین حسن صاحب

مولوی نظام الدین حسن صاحب بی۔ اے۔ بی۔ یل۔ محمد حسن خان رکن مجلس عدالت عالیہ کے فرزند اکبر تھے ۱۸۵۳ء میں آپ کی ولادت ہوئی ابتدائی تعلیم بریلی الہ آباد اور لکھنؤ میں ہوئی اس کے بعد آپ نے۔ بی۔ اے۔ کلکتہ یونیورسٹی سے کامیاب کیا لکھنؤ میں ایک سال وکالت کے بعد آپ کا تقرر صوبہ برار میں اسسٹنٹ کمشنری پر ہوا۔ پھر ڈپٹی کمشنر ہوئے اور ۱۹۰۷ء میں وظیفہ پر سبکدوش ہوئے آپ کی خدمات سرکار انگریزی سے مستعار لئے گئے تھے اور بتاریخ ۲۸ تیر ۱۳۰۱ف

رکنیت مجلس عدالت عالیہ پر بمشاہرہ ڈیڑھ ہزار روپئے مامور کئے گئے۔ آپ کی حسن کارگذاری کے مدنظر آپ کی مدت ملازمت میں وقتاً فوقتاً توسیع ہوتی رہی۔ ۲۴ر دی ۱۳۱۲ف تک آپنے فرائض رکنیت انجام دئے آپ کی باقاعدگی اور اصول کی پابندی حیدرآباد میں ضرب المثل ہے عدالتوں کی کارروائیوں کی اصلاح کے متعلق آپ نے بکثرت گشتیات جاری کرائیں اکثر نمونہ جات درجسٹرات وتختہ جات وسوالات تنقیح آپ ہی کی ایجاد ہے آپ کے زمانہ رکنیت میں عدالت ہائے تحت کی تنقیح کا کام کلیتاً میر مجلس وقت نے آپ ہی کے سپرد فرمایا تھا۔

(۲۲) مولوی سیّد محی الدین خان صاحب

آپ کا ذکر میر مجلسوں کے سلسلہ میں کیا جاچکا ہے آپ ایک دفعہ ۱ر دی ۱۳۰۲ف م ۱۸۹۳ء سے ۱۳ر ار دی بہشت ۱۳۰۴ف م ۱۸۹۵ء تک رکن مجلس عدالت عالیہ رہے دوسری مرتبہ ۱۱ر مہر ۱۳۲۴ف م ۱۹۱۴ء سے ۴ ار اسفندار ۱۳۲۵ف م ۱۹۱۵ء تک رکن رہے۔

(۲۳) نواب سربلند جنگ بہادر

آپ ۸ر ار دی بہشت ۱۳۰۴ف م ۱۸۹۵ء سے ۲۸ تیر ۱۳۱۳ف م ۱۹۰۴ء تک رکن رہے توضیحاً آپ کے حالات زمرہ میر مجلسان عدالت عالیہ میں ملاحظہ ہوں۔

(۲۴) بخشی رگھناتھ پرشاد صاحب

بخشی صاحب کا سال ولادت ۱۲۶۸ف م ۱۸۵۹ء ہے کلکتہ سے بی۔ اے کامیاب کیا ۱۲۹۶ف میں مددگار معتمد مال ہوئے مختلف خدمات پر کارگزار رہنے کے بعد

بتاریخ ۲۲ شہریور ۱۳۰۴ف م ۱۸۹۵ء آپ کا تقرر رکنیت پر ہوا اور دی بہشت ۱۳۱۶ف میں وفات پائی

(۲۵) نواب وقار نواز جنگ بہادر

۱۳۰۹ف میں آپ کا تقرر رکنیت مجلس عالیہ عدالت پر ہوا۔ اور آبان ۱۳۱۰ف م ۱۹۰۱ء تک فرایض رکنیت انجام دیے۔

(۲۶) نواب حاکم الدولہ بہادر

آپ ۲۵ ردی ۱۳۱۲ف م ۱۹۰۳ء سے ۱۲ ردی ۱۳۲۲ف م ۱۹۱۲ء تک رکن رہے۔ آپ کا ذکر ممبر مجلسان عدالت عالیہ کے ضمن میں کیا گیا۔

(۲۷) مولوی محمد عزیز مرزا صاحب

آذر ۱۳۱۴ف میں آپ کا منصرمانہ تقرر رکنیت پر ہوا۔ اور ۱۶ اردی بہشت ۱۳۱۶ف م ۱۹۰۷ء تک کارفرما رہے توضیحاً ملاحظہ ہوں حالات معتمدین عدالت۔

(۲۸) مولوی میر قمر الدین صاحب

مولوی میر قمر الدین حیدرآباد کے ایک مشہور وکیل تھے۔ بتاریخ ۳۰ مہر ۱۳۱۴ف م ۱۹۰۵ء آپ کا تقرر رکنیت پر ہوا اردی بہشت ۱۳۱۶ف م ۱۹۰۷ء میں آپ کا انتقال ہوا۔

(۲۹) نواب ذوالقدر جنگ بہادر

آپ دو مرتبہ رکن مجلس عدالت عالیہ ہوئے پہلی دفعہ ۱۳۱۶ف م ۱۹۰۷ء سے ۱۳۲۴ف م ۱۹۱۵ء تک اور دوسری مرتبہ ۲۶ بہمن ۱۳۳۲ف م ۱۹۲۳ء سے ۲۴ ردی ۱۳۳۵ف تک رکن رہے۔

آپ کے حالات زمرہ معتمدین عدالت و کوتوالی میں ملاحظہ ہوں ۔

(۳۰) نواب سر نظامت جنگ بہادر

آپ خورداد ۱۳۱۶ف م ۱۹۰۷ء سے مہر آذر ۱۳۱۹ف م ۱۹۱۰ء تک رکن مجلس عالیہ عدالت رہے ہیں ۔ آپ کا تذکرہ بضمن میر مجلسان عدالت عالیہ کیا گیا ہے ۔

(۳۱) پنڈت زنگیا نائیڈو

آپ بیرسٹر تھے ۲۰ مہر ۱۳۱۶ف م ۱۹۰۷ء میں آپ کا تقرر رکنیت پر ہوا مہر ۱۳۱۷ف م ۱۹۰۸ء میں انتقال ہوا ۔

(۳۲) رائے بالمکند صاحب

آپ حیدرآباد کے ایک قدیم اور معزز ملکی خاندان کے مشہور و ذی عزت فرد تھے مترجم انگریزی مجلس عدالت عالیہ کی خدمت سے ترقی کرتے ہوئے آپ رکنیت تک پہونچے اور ۱۹ مہر ۱۳۱۷ف م ۱۹۰۸ء سے ۱۶ اردی ۱۳۲۹ف تک رکن مجلس عدالت عالیہ رہے جہاں آپ نے اپنے اہم فرائض کو نہایت خوش اسلوبی اور جان فشانی کے ساتھ انجام دیا اور بڑی ہر دلعزیزی حاصل کی بعد وظیفہ بھی سرکاری کمیشن کے رکن ہوتے رہے ۱۳۳۳ف م ۱۹۲۴ء میں ایک مرتبہ منصرمانہ تھوڑے دن کے لئے پھر رکن مجلس عالیہ عدالت بھی ہوئے آپ ایک زبردست سوشل ریفارمر اور بالخصوص اچھوت اقوام کے بڑے ہمدرد تھے بتاریخ مہر فروردی ۱۳۳۵ف انتقال ہوا ۔ آپ کے فرزند رائے سری کشن صاحب ہیں جو نہ صرف ایک قابل

بیرسٹرایٹ لا ہیں بلکہ اپنے والد بزرگوار کے رفاہ عام کے کاموں میں اپنا قیمتی وقت صرف کرتے ہیں

(۳۳) مولوی محمد عبد الغفور صاحب

آپ حیدرآباد کے ایک بڑے مشہور اور قابل وکیل تھے مجلس عالیہ عدالت میں
۱۳۱۹ف م ۱۹۱۰ء سے ۱۳۲۳ف م ۱۹۱۴ء تک منصفانہ خدمت رکنیت انجام دی آپ کا
آبدار خانہ حیدرآباد میں بہت مشہور تھا آپ کی ایک بافیض اور مخیر ہستی تھے -

(۳۴) مولوی سید ہاشم صاحب بلگرامی

آپ نواب عماد الملک کے فرزند تھے امرداد ۱۲۷۸ف م جولائی ۱۸۶۹ء میں پیدا ہوئے
ابتدائی تعلیم آپ کی مدرسہ اعزہ حیدرآباد میں ہوئی پھر علی گڈھ چلے گئے وہاں سے ولایت گئے
اور اکسفورڈ یونیورسٹی سے ایم - اے کی ڈگری لی اور بیرسٹری کی سند حاصل کی واپسی پر چند سال
تک برار میں کارآموزی کی ۲۲ تیر ۱۳۰۸ف میں علاقہ سرکار عالی میں معتمد صفائی چادر گھاٹ
کی خدمت پر مامور ہوئے - دی ۱۳۱۰ف میں مددگار عدالت ضلع ورنگل ہوئے اور بتدریج
ترقی کرتے ہوئے ۲۵ امرداد ۱۳۲۰ف کو رکن عدالت ہوئے آپ کا انتقال قبل از وقت
۱۳۲۴ف م ربیع الثانی ۱۳۳۵ھ میں ہوا - آپ ایک قابل جج اور تجربہ کار عہدہ دار تھے -

(۳۵) ڈاکٹر نواب سراج یار جنگ بہادر

مولوی سید سراج الحسن صاحب - ایم - اے - ایل - ایل - ڈی بیرسٹرایٹ لا وطن شہر اٹاوا ہے

تاریخ ولادت ۱۸ ماہ مہر ۱۲۸۲ف م ۱۸۷۳ء ہے آپ کی ملازمت کا آغاز ۱۵ اسفندار ۱۳۰۹ف م ۱۹۰۰ء سے سررشتہ تعلیمات سرکار عالی میں ہوا اور نظامت تعلیمات تک ترقی کی اس کے بعد ۲۱ آذر ۱۳۲۲ف م ۱۹۱۳ء کو رکنیت مجلس عالیہ عدالت پر مامور ہوئے ۱۳۳۳ف م ۱۹۲۴ء میں خطاب سرفراز ہوا ۱۰ ماہ مہر ۱۳۴۰ف م ۱۹۳۱ء کو بہ حصول وظیفہ خدمت رکنیت سے سبکدوش ہوئے مگر بکمال قدر شناسی اسی سنہ میں آپ کا تقرر رکنیت جوڈیشل کمیٹی پر فرمایا جہاں تا حال کارفرما ہیں آپ بکثرت علمی ڈگریاں رکھتے ہیں حسن اخلاق میں اگلے بزرگوں کا نمونہ ہیں۔ آپ کے فرزند مولوی سید غلام پنجتن صاحب بی۔ اے۔ ال ال۔ بی مددگار معتمد عدالت و کوتوالی ہیں۔ جو عرصہ تک پیشہ وکالت بھی کامیابی کے ساتھ انجام دے چکے ہیں۔

(۳۶) نواب جبّار یار جنگ بہادر

آپ پہلی مرتبہ ۲۶ خورداد ۱۳۲۵ف م ۱۹۱۵ء سے ۱۵ فروردی ۱۳۲۵ف تک رکن رہے توضیحاً ملاحظہ ہو تذکرہ میر مجلسان عدالت عالیہ۔

(۳۷) نواب جیون یار جنگ بہادر

مولوی مرزا محمد حیدر جیون بیگ خان نواب جیون یار جنگ بہادر۔ بی۔ اے بیرسٹر ایٹ لا نواب سردار الملک مرحوم کے فرزند ہیں ۱۲۸۹ف م ۱۸۷۹ء میں حیدرآباد میں پیدا ہوئے حیدرآباد و بمبئی میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد ۱۳۰۹ف م ۱۹۰۰ء میں ولایت تشریف لے گئے اور کیمبرج یونیورسٹی سے بی۔ اے کیا۔ اور بیرسٹری کی ڈگری حاصل کی۔ صدر مددگاری

عدالت سے ترقی کرتے ہوئے بتاریخ ۱۴ اسفندار ۱۳۲۶ ف م ۱۹۱۷ء رکنیت عدالت عالیہ پر فائز ہوئے۔ خان بہادر کا خطاب آپ کو طفولیت میں عطا ہوا تھا ۱۳۳۳ ف م ۱۹۲۴ء میں جیون یار جنگ کے خطاب سے سرفراز ہوئے۔ آپ سینیر رکن اور جناب میر مجلس صاحب کے غیاب میں میر مجلسی کے فرائض منصبانہ انجام دیتے ہیں۔ آپ نے سوانح امیر تیمور زبان انگریزی میں لکھی ہے نیز اپنے والد مرحوم نواب سرور الملک کی خود نوشتہ سوانح عمری کا ترجمہ زبان انگریزی میں کیا ہے جو "مائی لائف" کے نام سے شایع ہوا ہے نیز تالیف حیدرآباد کے نظم و نسق اور سیاسیات کی دلچسپ کتاب ہے۔

(۳۸) نواب سعد جنگ بہادر

نواب جلال الدین محمد نواب سعد جنگ مولوی حافظ محمد عبد اللہ رکن مجلس عالیہ عدالت کے فرزند اور نواب حاکم الدولہ مرحوم میر مجلس کے چھوٹے بھائی تھے ۲۶ فروردی ۱۲۸۶ ف م ۱۸۷۷ء کو تولد ہوئے۔ آپ کی اعلیٰ تعلیم ولایت میں ہوئی جہاں سے آپ بحصول سند بیرسٹری حیدرآباد واپس ہوئے ۱۳۱۸ ف م ۱۸۹۹ء میں خطاب عطا ہوا آپ نظامت ضلع و اسپیشل جسٹریٹ و نظامت صوبہ کے خدمات نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیتے ہوئے بتاریخ یکم فروردی ۱۳۲۷ ف م ۱۹۱۷ء میں رکنیت مجلس عدالت عالیہ پر فائز ہوئے آپ کی خداداد ذکاوت اور قانونی قابلیت مسلمہ تھی اور آپ اپنے خاندانی روایات کا سچا نمونہ تھے آپ نے تمام زمانہ ملازمت میں وقار عدالت کے قایم رکھنے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھا۔ آپ حد درجہ ہر دلعزیز تھے اور سرکاری عہدہ دار بھی آپ کو بڑی عزت کی نظروں سے دیکھتے تھے صرف (۴۲) سال کی عمر یعنی



نواب جیون یار جنگ بہادر
میر مجلس عدالت عالیہ



نواب ہاشم یار جنگ بہادر بی۔ اے۔ ال بی۔
معتمد مجلس وضع قوانین

سنہ ۱۳۲۸ف میں آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔

(۳۹) نواب اکبر یار جنگ بہادر

مولوی غلام اکبر خان صاحب کا وطن قصبہ قایم گنج ضلع فرخ آباد ہے آپ سنہ ۱۲۸۶ف م سنہ ۱۸۷۷ع
میں پیدا ہوئے آپ عربی فارسی ادب و منطق میں ید طولی رکھتے ہیں اولاً آپ نے اورنگ آباد میں
اور بعد حیدر آباد میں پرکٹس شروع کی چند ہی سال میں اپنی خداداد قابلیت ذکاوت حافظہ و معاملہ فہمی
کی وجہ سے آپ کا شمار لائق ترین وکلاء میں ہونے لگا۔ آپ انجمن وکلاء حیدر آباد کے سرگرم ممبر اور
معتمد بھی رہے ہیں آپ کے زمانہ معتمدی میں انجمن مذکور نے ایک باقاعدہ شکل اختیار کی ۱۳ خورداد سنہ ۱۳۲۷ف
م سنہ ۱۹۱۸ع کو سرکار نے ازراہ قدردانی آپ کو رکنیت مجلس عدالت عالیہ پر مامور فرمایا ۲۵ بہمن سنہ ۱۳۳۲ف
م سنہ ۱۹۲۳ع کو معتمدی عدالت و کوتوالی کی خدمت پر تقرر ہوا سنہ ۱۳۳۳ف م سنہ ۱۹۲۴ع میں خطاب سے سرفراز
ہوا بتاریخ ۳ فروردی سنہ ۱۳۳۶ف م سنہ ۱۹۲۷ع پھر رکنیت پر متعین فرمائے گئے اس کے بعد ۲۹ اسفندار سنہ ۱۳۳۸ف
کو پھر معتمدی عدالت پر تشریف لے گئے۔ اور تیسری مرتبہ بتاریخ ۱۵ اسفندار سنہ ۱۳۴۲ف م سنہ ۱۹۳۳ع
رکنیت پر واپس تشریف لائے جہاں اب تک کار فرما ہیں۔

(۴۰) نواب فاروق یار جنگ بہادر

مولوی محمد ابراہیم فاروقی الہ آباد کے رہنے والے تھے حیدر آباد کے ممتاز وکلاء میں سے تھے
۱۶ اردی سنہ ۱۳۲۹ف م سنہ ۱۹۲۰ع کو رکنیت پر تقرر ہوا سنہ ۱۳۳۳ف میں خطاب عطا ہوا ۱۲ بہمن سنہ ۱۳۳۵ف وظیفہ پر علیحدہ ہوئے۔

(۴۱) نواب ضیا یار جنگ بہادر

مولوی سید نور الضیاء الدین اورنگ آباد کے مشہور و معروف مشائخی خاندان کے فرد ہیں
عربی کے جید عالم اور زبردست فقیہ اور فارسی کے اعلیٰ درجہ کے شاعر ہیں نظامت دارالقضاء
سے ترقی کرتے ہوئے آپ مفتی عدالت عالیہ مقرر ہوئے من بعد ۱۲؍ ردی ۱۳۳۱ف کو رکنیت پر
فائز ہوئے ۱۳۳۸ف م ۱۹۲۹ء خطاب عطا ہوا ۱۳۳۰ف م ۱۹۲۰ء میں وظیفہ پر سبکدوش
ہوئے اور دارالترجمہ شعبہ فقہ کے رکن ہیں۔

(۴۲) پنڈت کیشو راؤ صاحب

آپ حیدرآباد کے سربرآوردہ و ممتاز وکلاء میں تھے۔ ۱۳۳۱ف میں رکنیت پر فائز اور ۱۳۳۶ف
میں بحصول وظیفہ سبکدوش ہوئے۔ آپ ملکی و سیاسی تحریکات میں بڑا حصہ لیا کرتے۔ وظیفہ کے
بعد بھی آپ پیشہ وکالت انجام دیتے رہے۔

(۴۳) نواب ہاشم یار جنگ بہادر

مولوی ہاشم معز الدین صاحب اگست ۱۸۷۸ء م ۱۲۸۷ف میں پیدا ہوئے۔ آپ بمبئی کے
ایک ایسے ذی مرتبت خاندان کے فرد ہیں جس کے خدمات مسلمانان بمبئی فراموش نہیں کرسکتے
آپ نواب سر حید نواز جنگ بہادر موجودہ صدر اعظم کے قریبی عزیز ہیں آپ نے سینٹ زیویر کالج
کے یم۔ اے اور بمبئی یونیورسٹی سے ال۔ ال۔ بی۔ کی ڈگری حاصل کی کچھ عرصہ تک بمبئی ہائیکورٹ
میں کامیابی کے ساتھ وکالت کرتے رہے۔ اس کے بعد سکندرآباد اور حیدرآباد کی عدالتوں

میں وکالت شروع کی ۱۹۰۷ء م ۱۳۱۷ف میں آپ مددگار ناظم عدالت ضلع اور ۱۳۱۹ف میں ناظم چہارم دیوانی بلدہ کے درمیانی مدارج طے کرتے ہوئے ۱۳۲۸ف میں ناظم اول دیوانی بلدہ اور ۱۳۲۹ف میں سشن جج ہوئے۔ اعلیٰ کارگذاری کے صلہ میں ۱۳۳۴ف میں رکنیت عدالت عالیہ اور ہاشم یار جنگ کے خطاب سے سرفراز فرمائے گئے ۱۹۲۹ء م ۱۳۳۹ف میں آپ معتمد مجلس وضع قوانین مقرر ہوئے۔ مشیر قانونی کی اہم خدمت بھی آپ سے متعلق کی گئی۔ آپ کے ان صفات کا مداح آپ کی نصفت پسندی فرض شناسی اصول کی پابندی طبقہ وکلاء اور عامۃ الناس میں مشہور ہے

(۴۴) ڈاکٹر نواب ناظر یار جنگ بہادر

الحاج ڈاکٹر ناظر الدین حسن ۱۲۹۱ف م ۱۸۸۱ء بمقام نیوتنی ضلع اناؤ متولد ہوئے۔ آپ کی تعلیم کی ابتدا علی گڈہ کالج میں ہوئی یہاں سے آپ نے بی۔ اے۔ کی ڈگری حاصل کی اس کے بعد ولایت تشریف لے گئے۔ کیمبرج سے ایم۔ اے اور ڈبلن سے ال۔ ال۔ ڈی کی ڈگریاں حاصل کیں اور ساتھ ہی بیرسٹری کی سند بھی لی ہندوستان واپس آکر لکھنو میں کچھ عرصہ تک پریکٹس کرتے رہے بلحاظ حقوق آبائی و قابلیت ذاتی ۱۳۲۸ف م ۱۹۱۸ء میں اعلحضرت بندگانعالی نے سشن ججی اورنگ آباد پر آپ کا تقرر فرمایا۔ بتاریخ ۱۲ بہمن ۱۳۳۵ف م ۱۹۲۶ء رکن عدالت عالیہ مقرر ہوئے۔ اور ۱۳۳۶ف م ۱۹۲۷ء میں خطاب سے سرفراز کئے گئے۔ آپ کے جد امجد مولوی محمد حسن خان مرحوم حیدر آباد میں رکن ہائیکورٹ تھے اور آپ کے والد ماجد مولوی نظام الدین حسن خان بھی رکنیت مجلس عالیہ عدالت پر فائز تھے۔ عدالت عالیہ کے کتب خانہ کے آپ صدر نشین ہیں تعمیر امکنہ

عدالت کا تعلق بھی آپ ہی سے ہے آپ حیدرآباد کے اکثر علمی ادبی و مذہبی مجالس میں صدارت کے لئے منتخب ہوتے ہیں آپ نے ترکی شمالی آفریقہ و مصر وغیرہ مختلف اسلامی ممالک کی سیاحت کی ہے حج و زیارت سے بھی مشرف ہو چکے ہیں۔ علی گڈھ اولڈ بوایز اسوسیشن سے خاص دلچسپی رکھتے ہیں

(۴۵) راجہ بہادر پنڈت گرراؤ صاحب

راجہ صاحب حیدرآباد کے معززین سے تھے ۱۲۷۸ف م ۱۸۶۹ء بمقام حیدرآباد پیدا ہوئے امتحان وکالت درجہ اول کامیاب کرنے کے بعد آپ نے پریکٹیس شروع کی اور خاص شہرت حاصل کی بتدریج ۲۵ امرداد ۱۳۳۶ف م ۱۹۲۷ء حسب فرمان خسروی رکنیت عدالت عالیہ پر آپ کا تقرر ہوا ۱۳۳۸ف م ۱۹۲۹ء میں آپ کو راجہ بہادر کا خطاب عطا ہوا ۲۳ تیر ۱۳۴۲ف م ۱۹۳۳ء کو آپ وظیفہ حسن خدمت پر سبکدوش ہوئے اور اسی تاریخ سے آپ کو رکن جوڈیشل کمیٹی مقرر فرمادیا گیا آپ کا انتقال ۱۳۴۵ف میں ہوا۔

(۴۶) نواب صمد نواز جنگ

مولوی عبدالصمد صاحب بی۔ اے۔ بیرسٹر ایٹ لا ۱۲۸۴ف میں بمقام حیدرآباد پیدا ہوئے ۱۳۰۷ف م ۱۸۹۸ء سے ملازمت کی ابتداء ہوئی ۱۳۱۶ف م ۱۹۰۷ء میں صدر مہتمم تعلقات ہوئے ۱۳۱۹ف م ۱۹۱۰ء میں بحیثیت ناظم ضلع صیغہ عدالت میں منتقل ہوئے اور بتدریج ترقی کرتے ہوئے ۲۴ فروردی ۱۳۳۸ف م ۱۹۲۹ء کو رکن مجلس عالیہ ہوئے ۱۳۳۹ف م ۱۳۳۰ف میں خطاب عطا ہوا ۱۵ فروردی ۱۳۴۱ف م ۱۹۳۳ء کو بحصول وظیفہ سبکدوش ہوئے اور ساتھ ہی ساتھ بموجب



نواب اکبر یار جنگ بہادر ۔ سابق معتمد عدالت
و امور عامہ حال رکن عدالت عالیہ



ڈاکٹر نواب ناظر یار جنگ بہادر ۔ ایم اے ۔ ال ال ۔ ڈی
رکن عدالت عالیہ



نواب اصغر یار جنگ بہادر ۔ بی اے ۔ ال ال بی ۔ بیرسٹر ایٹ لا
رکن عدالت عالیہ



راجہ بہادر رائے بشیشور ناتھ ۔ بی اے ۔ ال ال ڈی
رکن عدالت عالیہ حال رکن جوڈیشل کمیٹی



نواب میر عالم علی خان علی معظم یار (الحسن) بیرسٹرایٹ
سابق انسپکٹنگ افسر حال رکن عدالت عالیہ



نواب مصاحب جنگ بہادر
رکن عدالت عالیہ



راجہ وینکٹ لشمن نائیڈو بیرسٹرایٹ
رکن عدالت عالیہ



نواب غازی یار جنگ بہادر
سابق رکن عدالت عالیہ حال انسپکٹنگ افسر

فرمان اقدس و اعلیٰ آپ کا تقرر جوڈیشل کمیٹی کی رکنیت پر فرمایا گیا۔ ابھی اس رکنیت کا جایزہ حاصل کرنے نہ پائے تھے کہ بتاریخ ۴ تیر ۱۳۴۱ف اچانک آپکا انتقال ہو گیا آپ ایک قابل قدر ہر دلعزیز عہدہ دار تھے

(۴۷) نواب اصغر یار جنگ بہادر

مولوی محمد اصغر صاحب انصاری والتوبی (بی۔اے۔بیرسٹر ایٹ) یوسف پور ضلع غازی پور کے رہنے والے ہیں ابتدائی تعلیم غازی پور میں ہوئی میور سنٹرل کالج الہ آباد سے۔ایف۔اے اور علی گڈھ کالج سے بی۔اے کیا اور ال۔ال۔بی۔ابتدائی الہ آباد میں کامیاب کرکے اکسفورڈ تشریف لے گئے۔جہاں سے واپس آکر کچھ عرصہ تک الہ آباد میں اور پھر حیدرآباد میں پریکٹس کی وکلاء میں آپ بہت ہر دلعزیز تھے آپ نے طبقہ وکلاء کا اعزاز بڑھانے میں نمایاں حصہ لیا اور خود بڑے ممتاز اور سر برآوردہ بیرسٹر تھے۔آپ لاکلاس وحیدرآباد سیول سروس کے لکچرار رہے ہیں۔رکنیت عدالت عالیہ کے لئے حضرت اقدس و اعلیٰ کی نظر انتخاب آپ پر پڑی اور ۳ خورداد ۱۳۳۸ف م ۱۹۲۹ء کو آپ عدالت عالیہ کے رکن مقرر فرمائے گئے اور ۱۳۳۹ف م ۱۹۳۰ء میں آپ کو خطاب سرفراز فرمایا گیا ۱۳۴۴ف م ۱۹۳۵ء میں آپ حج و زیارت سے بھی مشرف ہو چکے ہیں۔

(۴۸) راجہ بہادر رائے بشیشور ناتھ صاحب

راجہ بہادر رائے بشیشور ناتھ۔بی۔اے۔ال۔ال۔بی لکھنو کے ایک ممتاز خاندان کے فرد ہیں ۱۲۹۴ف م ۱۸۸۵ء میں حیدرآباد میں تولد ہوئے لکھنو میں۔بی۔اے کیا اور آگرہ

کالج سے ال۔ال۔بی کی ڈگری حاصل کی آپ کی غیر معمولی قابلیت اور قانونی دماغ اور اخلاق حمیدہ کی وجہ سے محکمہ جات مال و عدالت میں آپ کی پراکٹس تھوڑے ہی عرصہ میں اس درجہ بڑھ گئی کہ آپ کا شمار حیدرآباد کے قابل ترین وکلاء میں ہوگیا آپ ال۔ال۔بی۔ اور لا کلاس کے لکچرار بھی تھے۔ بتاریخ ۱۲ر دی ۱۳۳۹ف م ۱۹۳۰ء حسب فرمان خسروی رکنیت عدالت عالیہ پر مامور فرمائے گئے اور ۱۳۴۰ف میں آپ کو بارگاہ خسروی سے راجہ بہادر کا خطاب عطا فرمایا گیا۔ عرصہ دراز تک آپ نے محکمہ صفائی میں بحیثیت نائب صدر اعزازی طور پر ملک کی خدمت کی ہے اب آپ عارضی طور پر جوڈیشل کمیٹی میں متعین فرمائے گئے ہیں۔

(۴۹) نواب صدّیق یار جنگ بہادر

مولوی اسد اللہ صاحب صدیقی ایک ذی علم گھرانے کے فرد تھے ۱۲۹۱ف م ۱۸۸۱ء میں بمقام حیدرآباد پیدا ہوئے۔ ۱۳۱۶ف م ۱۹۰۰ء آپ کا تقرر منصفی پر ہوا اور درجہ بدرجہ ترقی کرتے کرتے اپنی قابلیت و دیانت سے یکم آبان ۱۳۴۰ف م ۱۹۳۱ء کو رکن عدالت عالیہ ہوئے ۱۳۴۱ف م ۱۹۳۲ء کو خطاب سرفراز ہوا بتاریخ ۲۷ر امرداد ۱۳۴۴ف م ۱۹۳۵ء میں ناگہانی طور پر آپکا انتقال ہوا۔

(۵۰) نواب مُصاحب جنگ بہادر

مولوی میر مصاحب علی صاحب ۱۲۹۰ء میں شہر حیدرآباد میں پیدا ہوئے۔ حیدرآباد کے آپ سربرآوردہ وکلاء میں سے تھے ۱۳۲۲ف م ۱۹۱۳ء میں آپ کا تقرر خدمت اسپیشل مجسٹریٹی اضلاع پر ہوا۔ ۱۳۲۹ف م ۱۹۲۰ء میں ناظم اول دیوانی بلدہ ہوئے ۱۳۳۵ف میں سشن ججی گلبرگہ شریف پر تقرر ہوا چونکہ دیوانی

اور کثیر التعداد مقدمات خفیفہ کے عاجلانہ تصفیہ کے لئے آپ نہایت موزوں تھے اس لئے آپکو دیوانی بلدہ ہی میں بدستور متعین رکھا گیا۔ جہاں آپ نہایت ہر دلعزیز رہے بتاریخ ۲۴ نیر ۱۳۴۲ف م ۱۹۳۳ء رکنیت عدالت پر حسب فرمان خسروی ترقی ملی اور ۱۳۴۳ف م ۱۹۳۴ء میں خطاب عطا ہوا۔

(۵۱) مولوی میر عالم علی خان صاحب

مولوی میر عالم علی خان صاحب آکسفورڈ کے بی۔ اے جی۔ سی۔ ال اور بیرسٹر ہیں۔ ۱۱ردی ۱۲۹۸ف میں پیدا ہوئے۔ ولایت سے واپس آنے کے بعد آپ کی ملازمت بتاریخ ۱۱ر مہر ۱۳۱۵ف خدمت منصفی سے شروع ہوئی۔ معتمدی عدالت عالیہ وزاید سشن ججی وغیرہ کے مختلف مدارج طے کرتے ہوئے ۱۲ر آبان ۱۳۴۳ف کو انسپکٹنگ افسر کی جدید منظورہ خدمت پر مامور فرمائے گئے جس کا درجہ رکنیت عدالت عالیہ کے مماثل ہے۔ عدالت ہائے تحت کی تنقیح اور اصلاح آپ کے فرائض میں داخل ہے اس کام کا عملی تجربہ حاصل کرنے کے لئے آپ کو بمبئی و مدراس روانہ کیا گیا تھا۔

(۵۲) نواب غازی یار جنگ بہادر

مولوی غازی الدین احمد صاحب شمس العلماء نواب عزیز جنگ بہادر کے فرزند اکبر ہیں آپ بتاریخ ۲۴ر خورداد ۱۲۹۰ف م ۱۸۸۰ء حیدرآباد میں پیدا ہوئے۔ آپ کی ملازمت کا آغاز ۲۴ر فروردی ۱۳۱۵ف م ۱۹۰۶ء سے ہوا منصفی وغیرہ کے مختلف درجے طے کرتے ہوئے بتاریخ ۲۴ر اسفندار ۱۳۲۸ف باتباع فرمان خسروی حیدرآباد کی شرعی عدالت دارالقضاء بلدہ کے ناظم مقرر ہوئے ۱۸ر آذر ۱۳۳۸ف م ۱۹۲۹ء کو سشن ججی پر ترقی دی گئی۔ اس کے بعد بتاریخ ۳۰ر امرداد ۱۳۴۲ف

م ۱۹۳۵ء رکنیت عدالت عالیہ پر مامور ہوئے اور غازی یار جنگ کے خطاب سے سرفراز فرمائے گئے دو مرتبہ حج و زیارت سے بھی آپ مشرف ہو چکے ہیں۔

(۵۳) راجہ لکشمن ریڈی صاحب

آپ بمقام ونپرتی ۱۶ اکٹوبر ۱۸۹۰ء میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم حیدرآباد و پونا میں ہوئی اس کے بعد ولایت تشریف لے گئے۔ جنوری ۱۹۱۴ء میں بیرسٹری کامیاب کرکے ہندوستان واپس تشریف لائے اور سند وکالت حاصل کی ۱۹۱۵ء میں مدراس ہائیکورٹ کے ایڈوکیٹ ہوئے اور مدراس کے مشہور بیرسٹر مسٹر بارٹن کے ساتھ وکالت کرتے رہے ۱۹۱۸ء میں حیدرآباد واپس آئے یکم خورداد ۱۳۳۱ف کو وکیل سرکار ہوئے ۱۳۳۸ف میں زاید سشن جج گلبرگہ شریف پر آپ کا تقرر ہوا ۲۰ آبان ۱۳۴۰ف کو آپ نے سشن جج پر ترقی پائی ۹ آذر ۱۳۴۵ف کو آپ کا تقرر حسب فرمان خسروی رکنیت عدالت پر ہوا۔

(۵۴) مولوی محمد ابو سعید مرزا صاحب

آپ مولوی محمد عزیز مرزا صاحب سابق رکن عدالت عالیہ و معتمد عدالت و کوتوالی کے فرزند ہیں آپ ۵ خورداد ۱۳۰۰ف کو تولد ہوئے۔ ابتدائی تعلیم علی گڈھ کالج میں پائی ۱۹۱۲ء میں آپ نے سند بیارسٹری حاصل کی ۹ فروردی ۱۳۲۲ف کو آپ کا تقرر منصفی پر ہوا۔ نظامت پنجم و نظامت اول دیوانی بلدہ، فوجداری بلدہ اور سشن جج و نظامت عدالت خفیفہ پر ایک عرصہ تک کارگذار رہنے کے بعد تاریخ ۲۶ فروردی ۱۳۴۶ف رکن عدالت عالیہ ہوئے۔ آپکا تذکرہ باب سوم صفحہ (۱۰۵) پر کیا گیا ہے

ارشادِ ہمایونی

بجواب اڈریس پیش کردۂ جاگیرداران

بتقریب جشن سیمین مُبارک

(مورخہ ۵ - ذی حجہ ۱۳۵۵ھ م ۱۶ - فروردی ۱۳۴۶ف م ۱۷ - فبروری ۱۹۳۷ء عیسوی)

"میں جاگیرداروں کے سپاسناموں کی بطور خاص قدر کرتا ہوں - یہ شرفا کا ایک ایسا طبقہ ہے جو حیدرآباد کی ریاست کے ساتھ امتیازی خصوصیت رکھتا ہے - میرا بھی مثل میرے بزرگوں کے اصول یہی رہا ہے کہ حتی الامکان جاگیرات کو برقرار رکھا جائے اور فنا ہونے سے بچایا ہے - مگر یہ امر ایک حد تک خود جاگیرداروں کے ہاتھ میں ہے یعنی اگر وہ قرضہ کی زیرباری اور وراثت کی نزاع سے باز رہیں اور اپنی جاگیر کا انتظام عمدہ کریں اور بالخصوص اپنی جاگیر کی رعایا کی فلاح و بہبودی میں کوشاں ہوں تو مجھے اُمید ہے کہ ریاست کے لئے یہ طبقہ باعث تقویت ثابت ہوگا - میں نے صاحبزادۂ بسالت جاہ کو ان کے کالج کا پریزیڈنٹ بنایا ہے تاکہ میرے خاندان کی اس طبقہ سے وابستگی اور اس کے ساتھ دلچسپی ظاہر ہو -"

باب ہفتم

صرف خاصِ مبارک اور علاقہ غیر خالصہ کی عدالتیں

۱۔ علاقہ صرفخاص مبارک

ممالک محروسہ سرکار عالی کے غیر خالصہ رقبہ کا وہ حصہ جو تاجدارِ آصفی کے ذاتی مصارف کے لئے زمانہ قدیم سے مختص کیا گیا ہے علاقہ صرفخاص کہلاتا ہے۔ ہندوستان میں زمانہ دراز سے ہندو مسلمان تمام حکمرانوں کا یہ دستور چلا آرہا ہے کہ وہ اپنے اور اپنے ممبران خاندان کے ذاتی مصارف کے لئے ملک کا کچھ حصہ مخصوص کر دیتے ہیں۔ سلاطین مغلیہ اس قسم کی اراضیات کو "حویلی" کے نام سے موسوم کرتے تھے۔ دہلی کے مواضعات ہیتول اور بنگال کے "خاص محال" اسی قسم کے علاقوں کی مثالیں ہیں۔ انگلستان میں بھی اینگلو سیاکسن ANGLO SAXON. کے زمانہ میں بادشاہ وقت کے ذاتی مصارف کے لئے اراضیات مختص ہوتی تھیں جن کو

کراؤن لیانڈس .CROWN LANDS کہتے تھے۔

حضرت غفران منزل نواب ناصر الدولہ بہادر کے زمانہ میں جب اخراجات شاہی کی بروقت اجرائی میں دقت ہونے لگی تو آپ نے چند تعلقات کو علحدہ کرکے صرفخاص کے نام سے موسوم فرمایا۔ اس علاقہ میں وہ تمام محکمہ جات ہیں جو علاقہ دیوانی میں قایم ہیں ۔

سنہ ۱۲۶۸ف م سنہ ۱۸۵۸ء میں راجہ شوراپور نے جب بغاوت کی تو سلطنت برطانیہ نے اس کا علاقہ ضبط کرکے سلطنت آصفی میں شامل اور صرفخاص مبارک کے تفویض کردیا اسی طرح سنہ ۱۲۷۰ف م سنہ ۱۸۶۰ء میں جب بعض اضلاع برٹش گورمنٹ نے سرکار عالی کے تفویض کئے تو چند تعلقات کی آمدنی صرفخاص مبارک کے لئے مختص کردی گئی اس طور پر علاقہ مذکور میں کافی اضافہ ہوگیا۔ علاقہ صرفخاص مبارک کا رقبہ ۸۴۹۰ مربع میل (۱۸) تعلقوں میں منقسم ہے جس میں (۷) مفوضہ دیوانی (۴) زیرنگرانی دیوانی اور (۷) اطراف بلدہ سے موسوم ہیں ۔

مفوضہ تعلقوں کا انتظام بالکلیہ سرکار عالی کے تفویض ہے جملہ آمدنی خزانہ سرکار عالی میں جمع ہوکر سالانہ خزانہ صرفخاص مبارک میں منتقل کردی جاتی ہے ان کی مردم شماری ۵۷۰۸۶ ہے

زیرنگرانی تعلقوں کی صرف نگرانی سرکار عالی کے عہدہ داران اسمات سے متعلق ہے۔ عزل ونصب اور انتظامی امور صرفخاص مبارک کے تابع احکام ہیں انکی مردم شماری ۲۳۵۹۶۰ ہے

نواح بلدہ کے (۷) تعلقات بنام ضلع اطراف بلدہ ایک تعلقدار کے تحت ہیں جن کا مستقر بلدہ حیدرآباد جن کا رقبہ ۲۶۵۱ مربع میل اور مردم شماری ۴۹۹۶۶۱ ہے ۔



نواب دارا یار جنگ بہادر سابق صوبہ دار و
حال صدر المہام صرف خاص مبارک



راجہ بہادر وینکٹ راما ریڈی او۔بی۔ای اسپیشل افسر
صرفخاص مبارک وسابق کوتوال بلدہ

جملہ تعلقات کے تحصیلداروں کو عدالتی اختیارات حاصل ہیں جو باستثنائے تعلقات اطراف بلدہ عدالت ہائے اضلاع متعلقہ کے ماتحت ہیں ۔ مفوضہ (۷) تعلقات کے منجملہ (۳) میں منصفیان قایم ہیں جن کے منصف اور عملہ کی شرح تنخواہ وہی ہے جو سرکار عالی کی عدالتوں کی ہے ۔ ضلع اطراف بلدہ کے تعلقدار کو عدالت ضلع کے فوجداری اختیارات حاصل ہیں ۔ اور ایک جائنٹ مجسٹریٹ ناظم دیوانی ضلع بھی ضلع اطراف بلدہ میں مامور ہیں ڈیویژن افسران اطراف بلدہ ناظم فوجداری حصہ ضلع اور تحصیلداران اطراف بلدہ اپنے تعلقہ کے ناظم فوجداری و دیوانی ہوتے ہیں ۔ حال میں ضلع اطراف بلدہ میں دو منصفیان بھی قایم کی گئی ہیں ۔ اس مبارک دورِ عثمانی میں علاقہ صرفخاص مبارک کے تقریبًا ہر شعبہ میں اہم اصلاحات عمل میں آچکی ہیں ۔ اس علاقہ کا انتظام ایک کمیٹی کے تفویض ہے جو معزز کمیٹی صرفخاص مبارک کہلاتی ہے ۔ اس علاقہ کے اعلیٰ عہدہ دار حسب ذیل ہیں ۔

۱ ۔ نواب داراب جنگ بہادر صدرالمہام صرفخاص مبارک اس کمیٹی کے میر مجلس ہیں آپ علاقہ سرکار عالی کے وظیفہ یاب صوبہ دار ہیں ۔

۲ ۔ صاحبزادہ نواب تلاوت جنگ بہادر بی ۔ اے ۔ رکن کمیٹی ہیں آپ خانوادہ شاہی کے ممبر ہیں جو علاقہ سرکار عالی میں صدرالمہام تعمیرات اور صدرالمہام مالگذاری رہ چکے ہیں ۔

۳ ۔ نواب سرامین جنگ بہادر بھی رکن کمیٹی صرفخاص مبارک ہیں ۔

۴ ۔ راجہ بہادر وینکٹ راما ریڈی او ۔ بی ۔ ای ۔ اسپیشل افسر و سابق کوتوال بلدہ ۔

۵۔ مولوی محمد عبد القادر صاحب صدر محاسب صرفخاص مُبارک

۶۔ مولوی سید امجد حسین صاحب معتمد معزز کمیٹی صرفخاص مُبارک

اس علاقہ کی عدالتوں کے کام کی نگرانی عدالت عالیہ سے ہوتی ہے ۔ اور عہدہ داران وعملہ کا عزل ونصب ۔ تقرر و ترقی وغیرہ معزز کمیٹی سے متعلق ہے ۔ فہرست عہدہ داران حسب ذیل

۱۔ نواب نثار یار جنگ بہادر اول تعلقدار ناظم عدالت فوجداری ضلع اطراف بلدہ آپ علاقہ سرکار عالی کے وظیفہ یاب اول تعلقدار ہیں ۔

۲۔ صاحبزادہ نواب میر حشمت علی خان صاحب جائنٹ مجسٹریٹ ناظم دیوانی ضلع ۔

۳۔ احمد عبد البشیر خان صاحب منصف ۔ بی ۔ اے ۔ ال ۔ ال ۔ بی ۔ عثمانیہ ۔ آپ پہلے ڈگری یافتہ شخص ہیں جن کا تقرر اس علاقہ کی عدالت میں ہوا ۔

۴۔ مولوی عالم رائے جگنا تھ پرشاد صاحب منصف ۔

۵۔ تحصیلداران اطراف بلدہ میں رفیع الدین صاحب ۔ بی ۔ اے ۔ ال ۔ ال ۔ بی ۔ آپ تعلقہ کے ناظم فوجداری و دیوانی ہیں ۔

۲۔ علاقہ غیر خالصہ کی عدالتیں اور اُس کی تنظیم دَورِ عثمانی میں

ریاست حیدرآباد دکن باعتبار انتظام دو حصوں میں منقسم ہے ایک خالصہ جو صدر اعظم وقت سرکار عالی کی زیر نگرانی ہوتا ہے ۔ یہ حصہ ریاست کا تقریباً ⅔ ہے دوسرا غیر خالصہ جو براہ راست صدر اعظم کے تحت نہیں ہوتا ۔ یہ ریاست کا ⅓ حصہ ہے جو علاقہ صرفخاص مبارک کے علاوہ

تین حصوں پر مشتمل ہے - الف - پائیگاہ - ب - سمستان - ج - جاگیرات ممکن ہے کہ اہل
حیدرآباد ان علاقوں کی حالت وکیفیت سے واقف ہوں لیکن دیگر ممالک کے باشندوں
کے لئے ان کی مختصر تاریخ خالی از دلچسپی نہ ہوگی -

الف - پائیگاہ

علاقہ غیر خالصہ کا ایک حصہ پائیگاہ ہیں - لفظ پائیگاہ کے مختلف معنی بیان کئے جاتے
ہیں - بعضوں کا قول ہے کہ "پگاہ" مرہٹی زبان میں اصطبل کو کہتے ہیں - اس لحاظ سے وہ
جاگیرات جو امرائے عظام کے مصارف اصطبل یا اخراجات فوج کے لئے عطا ہوئیں وہ پائیگاہ
سے موسوم ہونے لگیں - ان پائیگاہوں کا رتبہ عام جاگیرداروں سے بلند ہے - والی پائیگاہ کو
امیر پائیگاہ کہتے ہیں - ممالک محروسہ سرکارعالی میں تین پائیگاہ ہیں - ابتداء میں یہ علاقہ ایک ہی امیر
کے زیر نگین تھا - امرائے پائیگاہ کے مورث اعلیٰ نواب ابوالخیر خان شمشیر بہادر جس کا سلسلہ نسب
حضرت شیخ فرید شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ تک پہونچکر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر منتہی ہوتا ہے
آصف جاہ اول کے ساتھ ہندوستان سے دکن آئے تھے اور دو ہزار منصب پانسو سوار اور
تین ہزار پیادہ کی جمعیت سے سرفراز تھے - نواب نظام علی خان آصف جاہ ثانی کے عہد میں
نواب ابوالخیر خان شمشیر بہادر کے فرزند نواب ابوالفتح خان تیغ جنگ بہادر کو خدمات ملکی و جنگی
کے صلہ میں آپ کی پرورش اور فوجی ضروریات کے واسطے (۴۱۳۴) مربع میل کا علاقہ جس
کی سالانہ مالگزاری تیس لاکھ روپیہ تھی بہ عنوان پائیگاہ عطا ہوا تھا - جو ۱۲۵۳ھ میں بلا تعلق

ضروریات فوجی بہ معافی چوتھ و دیگر قیود ان کے خاندان میں دائمی طور پر دیدیا گیا۔ اب یہ علاقہ تین حصوں میں منقسم اور حسب ذیل ناموں سے موسوم ہے۔

۱۔ پائیگاہ خورشید جاہی ۲۔ پائیگاہ آسمانجاہی ۳۔ پائیگاہ وقار الامرائی۔ یہ ہرسہ پائیگاہ بزمانہ اعلحضرت بندگان عالی ۱۳۳۰ھ میں زیر نگرانی لئے گئے اور ان کا انتظام قابل افراد کے تفویض کیا گیا۔ جس کے بعد پائیگاہوں کے معتدبہ قرضہ جات ادا ہوئے اور بیشمار اندرونی اصلاحات عمل میں آئیں۔ ایجرٹن کمیٹی۔ گلانسی کمیشن اور رائلے کمیشن مقرر کئے گئے۔ جس میں نزاعات سرحدی وغیرہ کا تصفیہ ہوا اور ۱۳۴۷ اسم ۱۳۳۸ف میں ہرسہ پائیگاہ واگذاشت کئے جاکر ان کا انتظام براہ راست امرائے پائیگاہ کے تفویض کر دیا گیا۔ ان پائیگاہوں میں ہندوستان کی دوسری ریاستوں کے مثل تمام محکمہ جات مال۔ عدالت۔ کوتوالی۔ فوج۔ تعلیمات تعمیرات وغیرہ قایم ہیں۔ ان علاقوں کا کاغذ مہور بھی علحدہ ہے۔ پچھلے زمانہ میں ان کے عدالتی اختیارات غیر محدود تھے لیکن اب ہر پائیگاہ میں عدالت سشن اور حسب ضرورت ماتحت عدالتیں قایم ہیں۔ عہدہ داران مال یعنی اول تعلقداران و تحصیلداران عدالتی اختیارات استعمال کرتے ہیں۔ تینوں پائیگاہوں کی مکمل کیفیت ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

(۱) پائیگاہ نواب لطف الدولہ بہادر

محمد لطف الدین خان نواب لطف الدولہ بہادر امیر پائیگاہ شمس الدولہ شمس الملک نواب ظفر جنگ بہادر کے بڑے صاحبزادے اور نواب سر خورشید جاہ بہادر کے پوتے ہیں

نواب صاحب ممدوح اس وقت عہدہ صدرالمہامی عدالت پر فایز ہیں۔ نواب صاحب کا تفصیلی ذکر باب ششم میں بہ ضمن صدرالمہامان عدالت قبل ازین کیا جاچکا ہے۔ اس پائیگاہ میں بمقام شاہ آباد ایک عدالت سشن قایم ہے اضلاع شاہ آباد گنجوٹی کے اول تعلقداران کو عدالتی اختیارات حاصل ہیں۔ جملہ تعلقات کے تحصیلدار فوجداری اور دیوانی اختیارات استعمال کرتے ہیں۔ اس علاقہ میں حسب ذیل تعلقے ہیں حسن آباد۔ گنجوٹی۔ لوہارہ۔ پرتاب پور راجیشور۔ نرساپور۔ شاہ آباد۔ بھالکی۔ موضع عمرگہ جائنٹ مجسٹریٹ کا مستقر ہے۔

(۲) پائیگاہ آسمانجاہی

اس پائیگاہ کی آمدنی تقریباً (۱۷) لاکھ روپیہ سالانہ ہے امیر پائیگاہ نواب سر آسمانجاہ بہادر کے اکلوتے صاحبزادے نواب معین الدولہ بہادر ہیں۔ آپ شعبان ۱۳۰۱ھ م ۱۳۰۰ف میں بمقام حیدرآباد تولد ہوئے۔ ۱۳۲۳ھ م ۱۳۱۵ف میں آپ نے بحکم اعلحضرت اس پائیگاہ کا انتظام اپنے ہاتھ میں لیا۔ ۱۳۳۷ھ م ۱۳۲۸ف میں آپ کو اعانت جنگ اور ۱۳۴۱ھ م ۱۳۳۲ف میں نواب معین الدولہ خطاب عطا ہوا ۱۳۴۲ھ م ۱۳۳۳ف میں صدرالمہامی کے عہدہ جلیلہ پر فائز ہوئے۔ واگذاشت پائیگاہ کے بعد ۱۳۴۵ھ م ۱۳۳۵ف میں عہدہ صدرالمہامی سے مستعفی ہوگئے۔ آپ ایک علم دوست امیر ہیں چنانچہ ۱۳۲۹ف میں آپ نے محمڈن کالج علی گڈھ کو دو لاکھ روپیہ کا گرانبہا عطیہ مرحمت فرمایا تھا۔ دیگر مقامی اداروں کی بھی آپ مدد فرماتے ہیں۔ آپ کے فرزند اکبر نواب محمد ظہیرالدین خان بہادر پہلے ممبر خاندان پائیگاہ ہیں جنھوں

سے بی۔ اے۔ کی ڈگری حاصل کی۔ آپ بڑے روشن خیال امیرزادے ہیں ولایت اور
امریکہ کا سفر بھی کر چکے ہیں۔ نواب معین الدولہ بہادر کا کرکٹ ٹورنمنٹ تمام ہندوستان میں مشہور
ہے۔ اس پائیگاہ میں بمقام باغ موسیٰ رمیوں بلدہ ایک عدالت سشن قایم ہے۔ اضلاع شیرآباد
وچنگوپہ کے اول تعلقداران کو عدالتی اختیارات حاصل ہیں۔ تعلقات کے تحصیلدار
فوجداری و دیوانی اختیارات استعمال کرتے ہیں اس علاقہ میں حسب ذیل تعلقے ہیں۔
ظہیرآباد۔ گھوڑواری شریف عرف کریم آباد۔ چنگوپہ عرف معین آباد۔ شمس آباد۔ شیرآباد۔ چنیاپور۔ افضل پور۔ لارڑ۔ سائگوی

(۳) پائیگاہ وقارالامرائی

اس پائیگاہ کی سالانہ آمدنی تقریباً تیرہ لاکھ روپیہ ہے۔ امیرپائیگاہ نواب سلطان الملک بہادر
فرزند نواب سروقارالامراء بہادر ہیں۔ جو ۱۲۹۲ھم ۱۸۷۵ف میں تولد ہوئے آپ ولایت میں
عرصہ تک مختلف شعبوں میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرتے رہے۔ آپ کی ناسازی مزاج کی وجہ سے آپ کی
پائیگاہ کا انتظام بفرمان خداوندی ایک ٹرسٹ کمیٹی کے سپرد ہے۔ آپ کے چھوٹے بھائی نواب
ولی الدولہ بہادر صدرالمہام فوج اور نائب صدر اعظم تھے تقریباً چار سال تک صدارت عظمیٰ کے
فرائض بھی انجام دیتے رہے۔ آپ کا انتقال ۱۳۵۴ھم ۱۳۴۵ف میں بزمانہ حج و زیارت بمقام
مدینہ منورہ ہوا۔ اس پائیگاہ میں بمقام وقارآباد ایک عدالت سشن قایم ہے۔ ضلع وقارآباد کے
تعلقدار کو عدالتی اختیارات حاصل ہیں۔ اور تعلقات کے تحصیلدار فوجداری و دیوانی اختیارات
استعمال کرتے ہیں۔ حسب ذیل تعلقہ ہیں۔ الند۔ نارائن کھیڑ۔ کنڈلواڑی۔ ہلی کھیڑ۔ کوہنگیر۔

سمستان

ایسے جاگیرات جو اہم فوجی خدمات کے صلہ میں ہندو روساء کو عطا کی گئیں اور نیز وہ جاگیرات جو بطور وقف اخراجات منادر کے لئے مختص کی گئیں ہیں ان کو سمستان کہتے ہیں۔ اور سالانہ اخراج جو ان کے جانب سے خزانہ شاہی میں داخل ہوتا ہے اس کو پیشکش کہتے ہیں۔ جن سمستانوں کو عدالتی اختیارات حاصل ہیں وہ حسب ذیل ہیں۔

(۱) سمستان گدوال

یہ بہت قدیم سمستان ضلع رائیچور میں واقع ہے جس کا رقبہ تقریباً ۱۷ مربع میل مواضعات ۱۲۵ خانہ شماری ۲۴۳۵۹ مردم شماری ۱۱۹۱۴۶ ہے۔ سالانہ آمدنی (...) ہے اس سمستان کے جانب سے مبلغ (...) پیشکش سالانہ خزانہ سرکار عالی میں داخل ہوتا ہے والی سمستان کے انتقال کے بعد اس کا انتظام زیر نگرانی کورٹ آف وارڈ زر رہا۔ انتظامی اصلاح اور کارروائی وراثت کی تکمیل کے بعد مہارانی آدی لکھمی دیوما صاحبہ کے حق میں واگذاشت کر دیا گیا ہے۔ یہاں کے انتظامات کے لئے تجربہ کار عہدہ داران سرکار عالی کے خدمات مستعار لئے جاتے ہیں۔ چنانچہ مولوی عبدالحمید خان صاحب ناظم دوم دیوانی بلدہ بحیثیت تعلقدار کارگزار ہیں۔ بمقام گدوال ایک عدالت ضلع اور ایک عدالت منصفی قایم ہے۔ عہدہ داران عدالت سے کوئی دوسرا فریضہ متعلق نہیں ہے۔ کوتوالی ورجسٹریشن کے اختیارات بھی اس سمستان کو حاصل ہیں۔ موجودہ مہارانی صاحبہ انتظامات سمستان میں بڑی دلچسپی لیتی ہیں۔

(۲) سمستان پالونچہ

یہ سمستان راجہ گان ورنگل کا عطیہ ہے جو ہنوز غیر بند و بست شدہ ہے اس کا رقبہ ۱۷۶۳ مربع میل ہے۔ اور جملہ آمدنی (...) ہے۔ اس کے علاوہ رسوم دیسمکھی سالانہ (...) سرکار عالی سے ملتا ہے۔ سالانہ پیشکش (...) خزانہ سرکار میں داخل کیا جاتا ہے۔ موجودہ والی سمستان راجہ وجیا پا رائو بہادر ہیں جن کے مورث سیتارام چندر شوامی اشوراؤ بہادر تھے۔ اس سمستان کو سند مندرجہ فرمان مبارک ۱۴ شوال المکرم ۱۲۷۵ھ کو عطا ہوئی تھی۔ موجودہ والی سمستان چوتھی پشت سے ہیں بغرض اصلاح و تنظیم یہ سمستان ۲۰ دے ۱۳۴۶ف سے کورٹ آف وارڈس کی نگرانی میں آچکا ہے۔ یہاں عدالت ضلع متنقر بور گم پہاڑ پر قایم ہے۔

(۳) سمستان ونپرتی

یہ سمستان ضلع محبوب نگر میں واقع ہے اس کا رقبہ ۶۰۵ مربع میل ہے خانہ شماری ۲۰۸۰۴ ہے مردم شماری ۹۰۳۱۸ سالانہ پیشکش (...) داخل ہوتا ہے۔ یہاں ایک عدالت ضلع اور ایک منصفی ہے جن کا متنقر ونپرتی ہے۔ اس سمستان کو کوتوالی اور رجسٹری کے اختیارات حاصل ہیں۔

(۴) سمستان جٹپول

یہ سمستان ضلع محبوب نگر میں ہے اس کا رقبہ ۳۵۷ مربع میل ہے۔ اس میں ۹۰ مواضعات ہیں خانہ شماری (۱۲۰۱۳) اور مردم شماری ۵۰۴۴۶ ہے محاصل چار لاکھ پچاس ہزار روپیہ

سالانہ پیشکش (لہ ہے) داخل ہوتا ہے۔ اس اسٹیٹ کے سابق والی راجہ سربھی وینکٹ لچھمارائو نظام نواز ونت بہادر آنجہانی تھے۔ جو اپنے زمانہ کے زبردست تنکار بھی تھے اب راجہ صاحب کے متبنی فرزند راجہ سر وینکٹ جگناتھ رائو بہادر معمر (۱۸) سال ہیں جن کے نام وراثت منظور ہوچکی ہے ان کی والدہ مہارانی وینکٹ نرسماصاحبہ بحیثیت ولیہ نابالغ اسٹیٹ پر کارفرما ہیں۔ بمقام کولاپور ایک عدالت ضلع اور ایک عدالت منصفی قایم ہے۔

(۵) سمستان امرچنتہ

اس سمستان کے مورث اعلیٰ گوپال رائو عرف گوپ ریڈی تھے اندہرا کے راجہ گونابدہا ریڈی اور راجہ پرتاپ رودرا کے زمانہ میں یہ سمستان عطا ہوا تھا جو بعد میں قطب شاہیوں اور شہنشاہ عالمگیر نے بھی بحال رکھا۔ طوایف الملوکی کے زمانہ میں راجگان پونہ نے بھی اس کو قایم رکھا اور دور آصفی میں بھی اس کے اعزاز قایم رہے۔ بزمانہ حضرت غفران مکان نواب مختار الملک بہادر نے بلحاظ قدامت و اعزاز خاندانی ذریعہ سند مورخہ ۷ رصفر ۱۲۷۵ھ دیہات و پرگنہ جات دیپاق و امرچنتہ علاوہ معاش دیکھی وغیرہ راجہ سوم بھوپال کے نام وراثتاً بحال اور اجرا فرمائے اور عام اعزازات و لوازمات عماری نوبت وغیرہ نیز خطابات راجہ سیوائے بھوپال بلونت بہادر سرفراز فرمائے گئے۔ ابتدا میں اس سمستان کے عدالتی اختیارات غیر محدود تھے۔ چنانچہ تجویز مجلس عالیہ عدالت مورخہ ۲۳ آبان ۱۲۹۹ف و مراسلہ معتمدی عدالت نشان (۱۷۳۴) مورخہ ۲۳ آبان ۱۳۰۵ف کی رو سے عدالت سمستان مذکور کی

تجویز کا مرافعہ یا نگرانی نہیں ہو سکتی تھی۔ موجودہ عہد میں راجہ سری رام بھوپال نے شخصی طور پر سیشن و صدر عدالت کے اختیارات استعمال فرماتے تھے بعد میں بلحاظ رزولیشن ان اختیارات کی تجدید عمل میں آئی اور اب عدالت ضلع کے اختیارات سمستان کو ل سکتے ہیں لیکن صرف عدالت منصفی درجہ اول قایم ہے۔ اس سمستان کو کوتوالی : رجسٹری کے اختیارات حاصل ہیں اس سمستان کا رقبہ (۲۴۱) مربع میل ہے اور محاصل دو لاکھ سے زیادہ ہے اور پیشکش سالانہ داخل سرکار ہوتا ہے اس سمستان کے موجودہ والیہ سوانی رانی بھاگیہ لچھما ہیں جو ایک روشن خیال علم دوست خاتون ہیں

(۶) سمستان گرگنٹہ

اس سمستان کے مورث اعلیٰ راجہ لنگ نایک کو بزمانہ حکومت عادل شاہ سلطان بیجاپور یہ سمستان عطا ہوا تھا۔ اور خاص بہادری کے صلہ میں خطاب شرزہ بہادر ملا تھا جو اب خاندانی خطاب ہے۔ موجودہ والی اسٹیٹ راجہ جودسے سومپا نایک شرزہ بہادر ہیں محاصل ایک لاکھ چالیس ہزار ہے رقبہ ۲۱۰ مربع میل ہے پیشکش سالانہ داخل سرکار ہوتا ہے اس علاقہ میں ایک عدالت منصفی بمقام گرگنٹہ قایم ہے۔

(۷) سمستان راجہ پیٹھ

یہ ایک قدیم سمستان ہے اور یہاں ایک منصفی قایم ہے۔



راجہ صاحب امرچند



راجہ ہنمنت راو والی سمستان گوپال پیٹھ

(۸) سمستان گوپال پیٹھ

یہ سمستان تعلقہ ناگر کرنول ضلع محبوب نگر میں واقع ہے ابتدائً راجہ رنگا ریڈی صاحب کے نام عطا ہوا۔ بعد تحقیقات گوپال پیٹھ وغیرہ پرگنہ حویلی پانگل سرکار مزبور صوبہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد فی (لہ عہ) ذریعہ سند نیابت دیوانی مورخہ ۲۵ محرم ۱۲۷۳ھ سوائے راجہ ونکٹ گوپال راؤ بحری بہادر کے نام بعنوان بالمقطعہ عطا ہوا پٹی گوپال پیٹھ وغیرہ میں (۳۶) مواضعات ہیں سمستان کا رقبہ (۷۰۹۲۵) ایکڑ اور محاصل (عہ) اور خانہ شماری (۵۰۲۶) اور مردم شماری (۲۰۷۱۱) ہے اور سالانہ پیشکش خزانہ سرکار میں داخل ہوتا ہے۔ مقطعہ جات محمد اپور وغیرہ کی بابتہ (ا ماصہ) اسٹیٹ راجہ شیوراج بہادر میں داخل ہوتے ہیں۔ راجہ ونکٹ گوپال راؤ بحری بہادر کے انتقال کے بعد تحقیقات وراثت کی جاکر رانی لچھمی نرسا بائی صاحبہ کے نام سمستان بحال ہوا۔ ان کے انتقال کے بعد راجہ جگپال راؤ والی سمستان رہے جن کے لاولد انتقال کرنے پر ان کی زوجہ رانی رنگ نایکما صاحبہ نے راجہ ہنمنت راؤ صاحب کو تبنی لیا جو راجہ جگپال راؤ صاحب کے حقیقی برادرزادہ ہیں اس تبنیت کی منظوری فرمان مبارک مرقومہ ۱۱ رجب المرجب ۱۳۳۸ف کے ذریعہ صادر ہوئی صاحب موصوف ایک نوجوان روشن خیال راجہ ہیں اور بحیثیت پرنسپل سررشتہ مالگذاری میں کارگذار ہیں۔ راجہ صاحب کی کمسنی کی وجہ سے فی الوقت سمستان کا انتظام آپ کی والدہ رانی رنگ نایکما صاحبہ کے تفویض ہے۔ اس سمستان میں ایک عدالت منصفی قائم ہے جس پر مولوی محبوب علی صاحب وکیل ہائیکورٹ مامور ہیں جنکو بصیغہ فوجداری درجہ دوم کے اختیارات حاصل ہیں

(۹) سمستان اناگندی

یہ ایک قدیم سمستان ہے ضلع رائچور میں واقع ہے جس کا سالانہ پیشکش (۔۔۔) روپیہ خزانہ سرکار عالی میں داخل کیا جاتا ہے۔ یہاں بھی ایک منصفی قایم ہے۔

ج۔ جاگیرات

مختصر تاریخ جاگیرات و جاگیرداران مقتدر

انجام دہی خدمات فوجی کے لیئے جاگیر کے عطا کرنے کا طریقہ ہندوستان ہی میں نہیں بلکہ ابتداً سلطنت روما ROMAN EMPIRE اور پھر جرمنی۔ فرانس اور انگلستان میں بشکل نظم جاگیرات FEUDAL SYSTEM صدیوں سے رائج تھا۔ بوقت عطا ہر جاگیردار کو اپنے آقا کے سامنے گھٹنے ٹیک کر حلف وفاداری اٹھانا پڑتا تھا جس کے فرایض دو قسم کے ہوتے تھے۔ ایک عام دوسرے خاص۔ علاوہ خدمات فوجی و انتظام دربار و نگرانی محلات کے اپنے مالک کے حقوق کی حفاظت۔ اس کی راز داری۔ اس کے دشمنوں کے منصوبوں کا افشاء یہ تمام امور اس کے عام فرایض میں داخل تھے۔ آقا کی طلبی پر خاص اسلحہ سے مسلح ہوکر جمیعت کے ساتھ میدان جنگ میں حاضر ہونا اور تا حکم ثانی ٹھیرے رہنا تصفیہ مقدمات میں مشورہ اور مالی مشکلات کے وقت رقمی امداد کا دینا اپنی وراثت کے وقت حق مالکانہ اور شادی بیاہ کے موقعہ پر گران قدر رقم کا داخل کرنا یہ جاگیردار کے خاص فرایض تھے۔ آج بھی انگلستان میں اس جمہوری فضا کے باوجود

جاگیرداران کا اعزاز وحیثیت قدیم روایات کے ساتھ پوری طور پر برقرار ہے۔ جس کی مثال دیگر متمدن ممالک میں نہیں مل سکتی چنانچہ دارالامرا HOUSE OF LORDS کے اراکین کو اب بھی خاص امتیاز و اقتدار حاصل ہے۔ انفرادی طور پر یہ اپنے موروثی مراتب و مناصب سے متمتع اور تاج کے مشیر متصور ہوتے ہیں امرائے کلیسا LORDS SPIRITUAL کے ساتھ مگر جب یہ دارالامراء میں بیٹھتے ہیں تو اس جماعت کی حیثیت مجلس مشاورت کی ہو جاتی ہے۔ اور جب ان کی شرکت پارلیمان میں ہوتی ہے تو وہ سلطنت کی اعلیٰ ترین عدالت متصور ہوتی ہے۔ ان کے عدالتی اختیارات مختلف نوعیت کے ہوتے ہیں مثلاً شاہی حکم کی بناء پر امراء کے حقوق اور مناصب کی جانچ اسکاٹلینڈ اور آئرلینڈ کے امراء کے نزاعی انتخابات کی تحقیقات انگلستان اور اسکاٹلینڈ کی عدالتوں کے مرافعہ جات کا آخری تصفیہ اور امراء کے مواخذہ IMPEACHMENT کی تحقیقات بھی انہی سے متعلق ہوتی ہے۔ سنہ ۱۹۱۱ء میں پارلیمنٹ ایکٹ نافذ ہونے تک دارالامرا مجلس قانون ساز کی مساویانہ مرتبت رکھنے والی ایک شاخ سمجھی جاتی تھی۔ جس کے بلا منظوری کوئی قانون بن نہیں سکتا تھا۔ اب بھی کوئی مسودہ قانون جو دارالعوام سے منظور ہوا ہو بلا منظوری دارالامرا و شہنشاہ وقت کے ملاحظہ میں پیش نہیں ہو سکتا۔

ہندوستان میں مسلمان فاتحینِ اول نے بھی قیام فوج و خدمات مملکت کے لئے امراء کو جاگیریں عطا کیں۔ سلاطین مغلیہ نے بھی اس طریقہ کو جاری رکھا اور ایسے امراء کو فوجدار قلعدار منصب دار کے لقب سے موسوم کیا۔ عطائے سلطانی کو نہ صرف فوجی خدمات

کے لئے مخصوص رکھا بلکہ علماء ۔ پنڈت ۔ قاضی ۔ شاستری ۔ مساجد و مناور ۔ گرداوران وغیرہ کے لئے بھی جاگیرات و انعامات عطا فرمائے ۔

چونکہ مملکت آصفی کی عمارت مغلیہ سلطنت کی بنیاد پر تعمیر پائی اور دربار اکبری کے اصول دربار آصفی کے دستور بن گئے ۔ اس لئے سلاطین آصفیہ نے نہ صرف سابقہ عطایائے سلطانی کو بحال و برقرار رکھا بلکہ خود بھی بڑی بڑی جاگیریں و معاشیں عطا فرمائیں ۔

ایسٹ انڈیا کمپنی EAST INDIA COMPANY کے انصاف پسند اور دور اندیش مجلس نظمائے تجارت "COURT OF DIRECTORS" نے بھی اس طریقہ عمل کو برقرار رکھا جس کی ایک مثال حیدرآباد میں تاریخ برطانیہ ہند سے یہ ملتی ہے کہ میسور کی چوتھی جنگ میں حضرت ٹیپو سلطان کی شہادت کے بعد کمپنی بہادر ۔ سرکار نظام اور پیشوائے پونہ نے بروئے عہدنامہ[1] تقسیم ملک میسور بابتہ ۱۷۹۹ء مشترکہ طور پر سلطان شہید کے برادر عم زادہ و مشہور سالار سوار فوج CAVALRY-GENERAL نواب[2] میر قمر الدین علی خان بہادر اور ان کے بھائی نواب میر محمود علیخان کی دوامی و معقول پرورش کے لئے ان کی موروثی جاگیر گرم کنڈہ محاصلی دو لاکھ دس ہزار بحال فرمائی علاوہ ازیں حضور نظام نے اسی محاصل کی ایک تنخواہ جاگیر نواب صاحب موصوف کو بطور خود عطا فرمائی ۔

---

[1] ۔ شرائط عہدنامہ کے لئے ملاحظہ ہو مجموعہ عہدنامہ جات اٹکنسن ٹریٹیں اور ڈی ڈسپاچیں آف دی ڈیوک آف ولنگٹن

[2] ۔ سرچارلس اسٹورٹ کی کتاب "دی میمائرس آف ٹیپو سلطان" سے واضح ہے کہ نواب معین الدین علیخان بہادر قلعہ دار گرم کنڈہ کو یہ جاگیر سلاطین مغلیہ سے عطا ہوئی تھی جن کے ایک فرزند نواب علی رضا خان تھے اور دختر فاطمہ بیگم عرف فخر النساء بیگم !

(بقیہ بر صفحہ آئندہ)

تاریخ شاہد ہے کہ سلاطین آصفی نے بلا لحاظ مذہب وملت کثیر جاگیرات کے علاوہ لاتعداد رسوم یومیہ ۔ اگرہار ۔ مقطعے ۔ انعام جاری فرمائے یہی وجہ ہے کہ اس ریاست ابد مدت میں علاوہ پائیگاہ وسمستانوں کے اس وقت تقریباً ایک ہزار جاگیرات ہیں جن میں (۱۰) تو ایسے ہیں جن کا محاصل سالانہ ایک لاکھ سے (۸) لاکھ تک ہے جاگیرداروں کے علاوہ بے شمار مقطعہ دار اور یومیہ ۔ منصب ۔ انعام ۔ معمول ۔ رسوم ۔ وظیفہ پانے والے بھی ہیں جس کی نظیر کسی دوسری ریاست میں نہیں مل سکتی ۔ حضرت بندگانعالی نے ان جاگیرداروں کو تباہی سے بچانے اور جاگیروں کو رہن کردینے سے محفوظ رکھنے کے لئے جو خاص تدابیر اختیار فرمائی ہیں اور ان جاگیرات کی عدالتوں کی تنظیم کو اصلاح اور جاگیرداروں کے بچوں کی تعلیم و تربیت کا جو انتظام فرمایا ہے اس کا مجمل تذکرہ آئندہ کیا جاتا ہے ۔ ذیل میں ان جاگیرداروں کا ذکر کیا جاتا ہے جنکو عدالتی اختیارات حاصل ہیں ۔

بقیہ صفحہ گزشتہ ۔ نواب حیدر علیخان بہادر والی ملک میسور کی بیوی اور ٹیپو سلطان شہید کی حقیقی والدہ تھیں ۔ سر تھامس منرو گورنر مدراس لکھتے ہیں کہ نواب علی رضا خان سلطنت میسور کے قائم کرنے میں حیدر علیخان کے ہمیشہ ممد ومعاون رہے اور دوران جنگ پورٹ نوو میں شہید ہوگئے ۔ سلطنت میسور میں حیدر علی خان کے مرتبہ کے بعد آپ ہی کا درجہ بلحاظ اقتدار و کردار افضل و اعلیٰ تھا ۔ آپ کی شہادت کے بعد ٹیپو سلطان نے آپ کے بڑے فرزند میر قمر الدین علی خان کو موروثی جاگیر کرم کنندہ اور آبائی مناصب بحال فرما کر سپہ سالار افواج کا عہدہ عطا فرمایا اور آپ کے چھوٹے بھائی نواب میر محمود علیخان کو اپنے آغوش میں لیکر شہزادگان کے ساتھ تعلیم و تربیت کا انتظام فرمایا ۔ قمر الدین علیخان کی وفات کے بعد میر محمود علیخان بحیثیت بزرگ خاندان سرکار عظمت مدار و ریاست میسور سے پولیٹیکل پنشن پاتے رہے اور دونوں حکومتوں کے ذمہ دارانہ خدمات کو بوجہ احسن انجام دیا بعد وفات آپ کے فرزند نواب ٹیپو سلطان علیخان مہاراجہ میسور کے مصاحب خاص تھے اور ہر دو گورنمنٹ سے پولیٹیکل پنشن پاتے رہے ۔ آپ کے انتقال کے بعد آپکے فرزند نواب میر کمال الدین علیخان مصاحب خاص و اسٹیٹ کونسلر بھی دونوں حکومتوں سے پولیٹیکل پنشن پاتے رہے اور سرکار عالی نے بھی بلحاظ حقوق موروثی و اعزاز خاندانی بسلسلہ تصفیہ معاوضہ جاگیر کرم کنندہ وظیفہ عطا فرمایا اور آپ کے (۲) کمسن فرزندوں کیلئے تعلیمی وظائف مقرر کئے اور بڑے فرزند نواب میر اقبال علیخان صاحب ۔ بی ۔ ایس ۔ سی مانچسٹر صدر مہتمم تعمیرات عثمان آباد (برادر راقم) اور تیسرے فرزند میر محبوب علیخان ۔ بی ۔ ایس ۔ سی مانچسٹر انجینیر بلدیہ کو اسپشل یورپین اسکالرشپ عطا فرمائے گئے ۔ اول الذکر اس خاندان کے بزرگ کی حیثیت سے اب بھی پولیٹیکل پنشن پارہے ہیں اور شہنشاہ اڈورڈ ہفتم آنجہانی کے دربار تاجپوشی میں باعتبار اعزاز خاندانی مدعو ہوئے تھے ۔ اور ان ہی خاندانی اعزاز کی بناء پر ختم تعلیم کے بعد انگلستان سے واپسی کے وقت راقم کو بھی ہز مجسٹی کنگ جارج پنجم آنجہانی نے شرف باریابی عطا فرمایا تھا ۔

(۱) جاگیر نواب سالار جنگ بہادر

والی جاگیر نواب یوسف علی خان سالار جنگ بہادر سابق مدارالمہام سرکار عالی ہیں آپ نواب سر سالار جنگ اعظم کے پوتے اور نواب عماد السلطنت کے فرزند ہیں آپ کا ذکر اس کتاب کے باب ششم صفحہ (۲۰۹) پر بہ سلسلہ مدار المہامان کیا گیا ہے ۔ یہ ایک نہایت متمول اسٹیٹ ہے جس کی آمدنی تقریباً ۱۷ لاکھ روپیہ سالانہ ہے یہاں تمام ضروری محکمہ جات قایم ہیں ۔ مضافات بلدہ بمقام بیگوجی گوڑہ صدر عدالت اور بمقام کپل ضلع رائچور و بمقام دوندگل ضلع گلبرگہ شریف عدالت ہائے ضلع قایم ہیں ۔ اور تعلقات کپل دوندگل و کوسگی و اخلطہ میں منصفیان قایم ہیں

(۲) جاگیر مہاراجہ سرکشن پرشاد یمین السلطنت پیشکار و سابق صدر اعظم

بتقریب جشن سیمین بجواب سپاسنامہ رعایا آپ کے نسبت ارشاد ہمایونی ہوا کہ کونسل کے صدر اعظم مہاراجہ سرکشن پرشاد یمین السلطنت ملک کے قدیم خاندانی اور بہی خواہ ریاست امیر ہیں جو پرانی روایات کے حامل اور قدیم وضع کے پابند ہیں جن کی دیرینہ اور خیر خواہانہ خدمات کی میں دل سے قدر کرتا ہوں " ۔ آپ کا تفصیلی ذکر اس کتاب کے باب ششم صفحہ (۲۱۱) پر کیا گیا ہے ۔ اس علاقہ میں وہ تمام ضروری محکمہ جات قایم ہیں جن کی ایک با اختیار چھوٹی ریاست کو ضرورت ہوا کرتی ہے ۔ اس کی آمدنی تقریباً ([illegible]) سالانہ ہے بلدہ حیدر آباد سے متصل بمقام الوال صدر عدالت اور بمقام پر تور عدالت ضلع قایم ہے ۔ تعلقات الوال پر تور وہ بلواڑ سون پیٹھ ۔ اور بدلور میں منصفیان قایم ہیں ۔

(۳۳) جاگیر راجہ شیوراج بہادر دھرم ونت

راجہ شیوراج بہادر کا سلسلہ راجہ رگھوناتھ سے ملتا ہے۔ جو شہنشاہ عالمگیر کے عہد حکومت میں سلطنت دہلی کے ایک مشہور وزیر تھے۔ راجہ شیوراج بہادر کے جد اعلیٰ ساگرمل نواب نظام الملک بہادر آصفجاہ اول کے ساتھ دکن آئے اور اسی وجہ سے راجہ شیوراج بہادر کے خاندان میں نام کے ساتھ آصفجاہی لکھے جانے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ آصفجاہ اول نے راجہ ساگرمل کو ابتداً دفتر دیوانی میں میر منشی کی خدمت سے سرفراز فرمایا تھا۔ بعد ازاں جاگیر و منصب اور وطن قانون گوئی وغیرہ اس خاندان کو عطا ہوئیں اور راجہ شیوراج بہادر کے والد راجہ اندرجیت بہادر کو علاوہ قانون گوئی کے صدر دفتر مال کا عہدہ بھی دیا گیا۔ راجہ شیوراج بہادر ۱۲۶۴ھ میں پیدا ہوئے آپ کے والد نے آپ کی تعلیم و تربیت کا خاص طور پر خیال رکھا تھا۔ آپ نے علوم فارسی و سنسکرت کی کافی مہارت حاصل کی تھی اور انگریزی بھی جانتے تھے ۱۲۹۱ھ میں راجہ بہادر کے خطاب سے سرفراز ہوئے ۱۳۱۲ھ میں راجۂ راجان اور ۱۳۱۵ھ میں دھرم ونت کے خطاب سے آپ کو سرفرازی ہوئی اور دیگر خدمات کے علاوہ دفتر مال کی صدارت بھی عطا فرمائی گئی۔ راجہ صاحب موصوف کی قابلیت اور سیاست دانی مسلمہ تھی چنانچہ نواب سر سالار جنگ بہادر اول کے زمانہ میں جب امراء کے اہم مقدمات کے تصفیہ کے لئے ایک کمیٹی قائم کی گئی تھی تو اس کے آپ صدر مقرر ہوئے تھے۔ آپ کو تعلیمی معاملات سے بھی گہری دلچسپی تھی مستقر حیدرآباد و پیداوار اپنی جاگیرات میں آپ نے کئی مدرسہ قائم کئے جن میں سے دھرم ونت ہائی اسکول اور دھرما پرچارکہ

پاٹھشالہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں علاوہ ازیں دیگر مقامی اور بیرون ملک کے تعلیمی اداروں مثلاً

ہندو کالج بنارس کائستھ پاٹھ شالہ الہ آباد وغیرہ کو امداد ہمیشہ آپ کی طرف سے دیجاتی رہی ہے

اور غریبوں کو وظایف تعلیمی بھی ملتے رہے آپکے جاگیرات میں مال۔ عدالت۔ و پولس کے محکمہ جات

قایم ہیں جن کی نگرانی آپ بطور خود فرمایا کرتے تھے۔ آپ کا انتقال ۱۳۴۳ھ میں ہوا بعد

انتقال جاگیرات کا انتظام بحکم شاہی ایک کمیٹی کے تفویض کیا گیا۔ جس کے ایک سرگرم رکن راجہ

بہادر وینکٹ راما ریڈی صاحب او۔ بی۔ ئی۔ سابق کوتوال بلدہ ہیں آپ کے اکلوتے فرزند

تنکر راج بہادر کا انتقال آپ کی حیات میں ہی ہوا اور آپ کے خاندان میں راجہ دھرم کرن بہادر

تعلقدار آصف آباد و راجہ محبوب کرن اور راجہ منوہر راج ہیں جو آپ کے بھتیجے ہوتے ہیں۔

(۴) جاگیر نواب کمال الدین حسین خان نواب کمال یار جنگ بہادر

آپ موجودہ والی جاگیر ہیں آپ کا سلسلہ نسب امام ہمام حضرت علی ابن موسیٰ رضا علیہ السلام

تک پہونچتا ہے آپ کے والد ماجد میر اسد علیخان المخاطب نواب نظام یار جنگ نظام یار الدولہ

حسام الملک خان خانان بہادر اکابر عماید سلطنت و امرائے عظام حیدرآباد سے تھے مرحوم

مدت العمر شاہان وقت کے مورد الطاف و عنایات رہے۔ نواب کمال یار جنگ بہادر کی

ولادت ۱۶ صفر ۱۳۱۲ھ میں ہوئی۔ آپ کی تعلیم ابتدائی خانگی طور پر پھر علی گڈھ یونیورسٹی میں

ہوئی آپ کا علمی مذاق اعلیٰ درجہ کا ہے شعر بھی کہتے ہیں۔ آپ کے کتب خانہ میں بہت سے

نایاب کتب کا ذخیرہ ہے آپ نہایت خلیق اور متواضع امیر ہیں آپ کی جاگیر کا رقبہ تقریباً



نواب کمال الدین حسین خان کمال یار جنگ بہادر



نواب غازي جنگ بهادر

دو لاکھ ایکر ہے مردم شماری (۵۹ ۰۶ ۸۰) اور محاصل (لاکھ) روپیہ ہے آپ کے جاگیرات میں بمقام نارسنگی عدالت ضلع اور بمقام جگومل ۔ کانات ۔ دیونی وکمان پور عدالت ہائے منصفیان قائم ہیں ۔

(۵) جاگیر نواب غازی جنگ بہادر

آپ نواب فخر الملک بہادر مرحوم کے جو امرائے عظام سے تھے اور قدیم وضع داری کے حامل تھے بڑے صاحبزادے ہیں آپ ایک روشن خیال اور تعلیم یافتہ امیر ہیں آپ کی خاندانی فوجی خدمات ریاست حیدرآباد اور سلطنت مغلیہ میں قابل قدر رہے ہیں آپ کا آبائی وطن طوس ملک ایران ہے ۔ اور حضرت امام رضا علیہ السلام سے سلسلہ نسب ملتا ہے ۔ نواب فخر الملک بہادر مرحوم کو اعلیحضرت غفران مکان کے ساتھ شاہی درباروں میں دہلی ملکر جانے کی عزت حاصل ہوئی تھی ۔ اعلیحضرت غفران مکان رحمتہ اللہ علیہ کے زمانہ طفولیت میں کونسل آف ریجینسی کے رکن تھے محکمہ جات پولس وعدالت کے معین المہام ایک عرصہ تک رہے ۔ کیابنٹ کے ممبر ایگزیکٹیکو کونسل کے وائس پریسیڈنٹ بھی تھے ۔ آپ کے خدمات کے صلہ میں آپ کو وزیر کا خطاب مرحمت فرمایا گیا تھا ۔ اسی سبب سے آپ کی خدمت کو وزیر و معین المہام عدالت العالیہ سے موسوم کیا جاتا تھا ۔ اس جاگیر کا محاصل تقریباً (ڈہائی لاکھ) روپیہ سالانہ ہے اس کے انتظام کے لئے حسب فرمان خسروی مولوی میاز رالدین صاحب سابق تعلقدار بہ حیثیت معتمد مقرر ہوئے ہیں ۔ جنہوں نے کچھ ہی عرصہ میں اپنی انتظامی قابلیت سے بہت کچھ اصلاحات

فرمائے ہیں اس جاگیر میں منصفیاں بمقام بوری مٹ پلی سہ سالہ قایم ہیں ۔

(٦) جاگیر راجہ شامراج راج ونت بہادر

یہ جاگیر راجہ رائے رایان کے نام سے بھی موسوم ہے موجودہ والی جاگیر راجہ شامراج راجونت بہادر ہیں آپ حیدرآباد کے قدیم اور ممتاز خاندان کے رکن ہیں اس خاندان کے مورث اعلی کرشناجی پنت دولت آباد کے رہنے والے تھے شہنشاہ شاہجہاں نے آپ کی غیر معمولی قابلیت کو دیکھکر دربار مغلیہ کی منصبداری سے سرفراز فرمایا اس کے بعد اس خاندان میں دور مغلیہ اور دور آصفی میں اپنے گرانمایہ خدمات ملک و مالک کے صلہ میں جاگیریں پائیں نواب نظام علیخان کے زمانہ میں اس خاندان کے ایک فرد راجہ شامراج خدمت پیشکاری سے سرفراز فرمائے گئے اور کچھ دن یہ مدارالمہامی پر فائز رہے محاصل جاگیر تین لاکھ پچھتر ہزار روپیہ سالانہ ہے راجہ شامراج راجونت بہادر بتاریخ ۱۵ اگست ۱۸۹۰ء میں پیدا ہوئے مدرسہ عالیہ و نظام کالج میں تعلیم پائی خطاب راجہ سے حضور غفران مکان نے آپ کو سرفراز فرمایا تھا ۔ پھر حضرت اقدس و اعلی مدظلہ العالی نے خطاب راجونت بہادر عطاء فرمایا یکم جون ۱۹۳۵ء کو صدرالمہامی تعمیرات کی منصب جلیلہ پر فائز ہوئے آپ بڑے علم دوست ہیں اور آپ کے معلومات بھی وسیع ہیں آپ کا کتب خانہ قابل دید ہے ۔ آپ ایک نہایت مخیر و فیاض امیر ہیں اور آپ کے اخلاق کا ہر شخص گرویدہ ہے بمقام ناگلی واقع اورنگ آباد ایک عدالت منصفی قایم ہے ۔ آپ کے چھوٹے بھائی راجہ دہونڈے راج بہادر بی ۔ اے بیرسٹرایٹ لا عدالت دیوانی بلدہ



نواب محمد قاسم علی خان شوکت جنگ - حسام الدوله



نواب میر محمد کاظم خان - مشیر جنگ بہادر

میں آنریری جج رہ چکے ہیں ۔

(۷) جاگیر نواب شوکت جنگ بہادر

نواب شوکت جنگ حسام الدولہ امرائے عظام سے ہیں ۔ آپ کے اجداد اصفہان سے بزمانہ صوبہ داری نواب آصفجاہ نظام الملک بہادر حیدرآباد تشریف لائے اور اس زمانہ میں آپکے مورث اعلیٰ معین الدین خان کو خان بہادر کا خطاب اور جاگیر سلطنت دہلی سے عطا ہوئی تھی ۔ سلطنت آصفیہ میں آپ کے اجداد کو اعلیٰ خدمات اور اعزازات ہفت ہزاری علم و نقارہ اور ماہی مراتب وغیرہ سے سرفرازی رہی ہے اور جاگیریں عطا کی گئی ہیں آپ نے عربی ۔ فارسی اور اردو میں اعلیٰ تعلیم پائی ہے اور انگریزی کی بھی تحصیل کی ہے ۔ اور کئی اعزازی خدمات انجام دے ہیں ۔ آپ حیدرآباد میونسپلٹی کے نائب صدر اور مجلس وضع قوانین کے ممبر بھی رہے ہیں یہ آپ کی خاص توجہ کا نتیجہ ہے کہ آپ کے فرزند اکبر نواب میر کاظم علی خان صاحب ۔ بی ۔ اے کی ڈگری حاصل کی جو اسوقت دوم تعلقدار ہیں آپکی جاگیر ہیں بمقام کارلہ ضلع ورنگل ایک عدالت منصفی قایم ہے ۔

(۸) جاگیر نواب شیر جنگ بہادر

نواب میر محمد کاظم خان شیر جنگ بہادر نواب تہور جنگ کے صاحبزادے اور نواب رکن الدولہ بہادر کے پوتے ہیں حیدرآباد کے طبقہ نوابوں میں آپ کی نمایان ہستی ہے آپ کے اجداد ایران سے حیدرآباد میں آکر معزز خدمات پر فائز اور مراتب علی سے سرفراز رہے ہیں ۔ آپ کی تعلیم سینٹ جارج گرامر اسکول میں ہوئی ۔ آپ کو والد کے حین حیات ہی جاگیر ا[illegible]

کا انتظام اپنے ہاتھ میں لینا پڑا آپ مجلس وضع قوانین اور کمیٹی آرایش بلدہ کے ممبر ہیں۔ آپکو
سیاسیات کا بیحد شوق رہا ہے۔ چنانچہ آپ نے ہندوستان برما اور مسوپٹومیا کے تقریباً تمام اہم
مقامات کی سیر کی ہے آپ کو تجارت اور اسپورٹس سے بھی دلچسپی ہے اور آپ نے بحیثیت
پولو کھلاڑی بہت سے انعامات حاصل کئے ہیں۔ بمقام سرکندہ جاگیر آپ نے بہت سی ملیں
قایم کی ہیں یہاں ایک عدالت منصفی قایم ہے۔

(۹) کلیانی جاگیر

یہ مقام لنگایتوں کا قدیم مرکز ہے۔ جن کی نظروں میں کلیانی کو وہی وقعت اور درجہ حاصل
ہے جو مسلمانوں کے پاس کعبتہ اللہ کو اور ہندوؤں میں کاسی و عیسائیوں میں بیت المقدس
و پارسیوں میں ایران کو ہے۔ کہا جاتا ہے کہ تقریباً (۹۰۰) سال قبل مذہب لنگایت کے
بانی کا ورود کلیانی میں ہوا تھا اور اس مذہب کی بناء کلیانی میں ہوئی اب بھی اس قوم کی جانب
سے ہر چالیسویں سال ایک جاترا ہوا کرتی ہے۔ کلیانی کسی زمانہ میں اپنی صنعت اور بعض
عمارات کی وجہ سے مشہور تھا توپیں یہاں ڈھلتی تھیں۔ اور دیگر اسلحہ بنائے جاتے تھے۔
ابھی کلیانی کا قلعہ اور بعض مسجدیں اور دیول آثار قدیمہ میں شمار کئے جاتے ہیں۔ جاگیرداران کلیانی
کے خاندان کا سلسلہ محمد شاہ بادشاہ ہند کے زمانہ سے آغاز ہوتا ہے۔ سید محمد بدر الدین حسین
المخاطب میر کلان خان تارہ گڈھ کی قلعہ داری سے ۱۱۳۴ھ میں محمد شاہ بادشاہ ہند کے
جانب سے بیدر کے قلعہ دار مقرر ہوئے اعلیحضرت نظام الملک آصفجاہ اول کی صاحبزادی



نواب سعید جمال الدین حسین خاں



نواب سید مہدی علی خان مہدی جنگ بہادر

مکرمہ بانو بیگم صاحبہ کی شادی میر کلاں خان موصوف کے صاحبزادے قیام الملک سید محمد ابراہیم حسین صاحب میر کلاں خان ثانی سے ہوئی اور سلطنت آصفیہ کے مواضعات بھی ان کو عطا کئے گئے میر کلاں خان اول کے انتقال کے بعد ۱۲۷۸ھ میں سلطنت آصفیہ کی جانب سے میر کلاں خان ثانی کو کلیانی کی قلعہ داری عطا ہوئی یہ خاندان ایک حد تک خود مختار تھا یہاں قیام دارالضرب کی اجازت تھی یہاں کا سکہ علحدہ تھا نواب غضنفر الدولہ کے انتقال کے بعد جاگیر زیر نگرانی کورٹ لی گئی جو نواب سید محمد جمال الدین حسین خان صاحب کے نام واگذاشت ہوئی ہے اس علاقہ میں (۶۰) مواضعات ہیں جن کی سالانہ آمدنی تقریباً دو لاکھ ہے۔ موجودہ والی اسٹیٹ تعلیم یافتہ نوجوان ہیں جن کو انتظامات جاگیر سے دلچسپی ہے۔ بمقام کلیانی ایک عدالت منصفی ہے۔

(۱۰) جاگیر نواب سیف نواز جنگ بہادر

نواب سیف نواز جنگ بہادر۔ آپ ہز ہائی نس سر غالب بن عوض سلطان مکلہ کے بڑے صاحبزادے ہیں آپ انگریزی اور عربی و فارسی میں کامل مہارت رکھتے ہیں آپ نے تمام ہندوستان اور دیگر اہم مقامات مثلاً انگلستان فرانس اور اٹلی وغیرہ کا سفر کیا ہے آپ فطرتاً بڑے ذہین واقع ہوئے ہیں۔ آپ کو جدید علوم اور لاسلکی وغیرہ سے نہ صرف گہری دلچسپی ہے بلکہ اس میں بڑی مہارت بھی حاصل ہے۔ مادری زبان کے ذریعہ اشاعت تعلیم کے آپ بڑے حامی ہیں۔ چنانچہ مکلہ میں آپ نے کئی مدارس و مکاتب قایم فرمائے ہیں

ملک مصر کے محکمۂ تعلیم نے عربی زبان کو ذریعۂ تعلیم قرار دیکر جو نمایاں کامیابی حاصل کی ہے اسکے بڑے ثنا خوان ہیں - آپ ایک نہایت خلیق روشن خیال اور ہر دلعزیز جاگیردار ہیں - آپ کی جاگیر میں بمقام کھن پور ایک عدالت منصفی ہے -

(۱۱) جاگیر راجہ راؤ رنبھا

یہ جاگیر بزمانۂ شاہ عالم بادشاہ دہلی فوجی خدمات کے صلہ میں مہاراج راؤ رنبھا آنجہانی جسونت اول کو عطا ہوئی تھی - اس کا محاصل تخمیناً ( ) روپیہ سالانہ ہے موجودہ والی جاگیر سوبھاگرتی رانی گجرابائی صاحبہ ہیں جن کو علمی اور دیہی ترقی کے کاموں سے بڑی دلچسپی ہے بمقام بھوم ایک عدالت منصفی قایم ہے -

(۱۲) جاگیر نواب مہدی جنگ بہادر

نواب میر مہدی علی خان مہدی جنگ بہادر نواب شاہ یار جنگ کے صاحبزادے اور امراء عظام سے ہیں - آپ کا تعلق حیدرآباد کے قدیم اور ممتاز خاندان سے اور مادری رشتہ نواب صاحب بنگن پلی سے جو علاقہ مدراس میں ایک چھوٹی سی ممتاز ریاست ہے - آپکے اجداد ایران میں اعلیٰ خدمات پر مامور تھے - ہندوستان آنے پر سلطنت بیجاپور میں عہدۂ وزارت پر فایز ہوئے ابتداء بزمانہ حکومت نواب نظام علی خان بہادر آصفجاہ ثانی آپ کے مورث اسد علیخان کو منظفر الملک کا خطاب اور فوج کی سرداری سرفراز کی گئی آپ کی تعلیم حیدرآباد مدراس بمبئی اور علی گڈھ میں ہوئی اور آپ کو فنون لطیفہ اور اسپورٹس کا



ہز ہائنس سلطان صالح بن غالب نواب سیف نواز جنگ بہادر
سلطان آف مکلہ



نواب میر سلیمان علی خان

بے حد شوق ہے اور جاگیر کے انتظامات میں بذات خود دلچسپی لیتے ہیں۔ چنانچہ آپ نے اپنی جاگیر میں برقی روشنی کا انتظام فرمایا ہے ۔ نانڈور ضلع گلبرگہ شریف میں عدالت ضلع اور عدالت منصفی قایم ہے ۔

(۱۳) جاگیر نواب دوست محمد خان بہادر

نواب دوست محمد خان بہادر نواب ابراہیم علی خان محمود زئی مرحوم کے صاحبزادے ہیں آپ کے اجداد بزمانہ سلطنت بہمنی یہاں آئے اور بزمانہ نواب نظام علی خان بہادر آپکے خاندان میں جاگیر ظفر نگر جو ظفر آباد کے نام سے موسوم ہے عطا کی گئی آپ کو پبلک کے کاموں اور طبقہ جاگیرداران کے فلاح و بہبود سے ہمیشہ دلچسپی رہی ہے آپ نے مجلس وضع قوانین میں جاگیرداروں کے جانب سے نمایندگی بھی کی ہے اور کمیٹی جاگیرداران و امراء کی کلب میں آپکو اہم خدمات حاصل ہیں آپ کی زندگی نہایت سادہ ہے اور مذہبی کاموں میں ہمیشہ ہاتھ بٹاتے رہتے ہیں۔ آپ ان جاگیرداروں میں سے ہیں جنھوں نے اولاً زمانہ کی اقتصادی پستی کو محسوس فرماکر سرکار عالی کی اتباع میں اپنی رعایا کو مالگذاری کا کچھ حصہ معاف کردیا تھا۔ اپنی جاگیری اصلاحات ہمیشہ آپ کے مطمح نظر رہتے ہیں اور حالات حاضرہ سے آپ کو کامل واقفیت رہتی ہے آپ کی جاگیر میں بمقام تیموری عدالت منصفی قایم ہے ۔

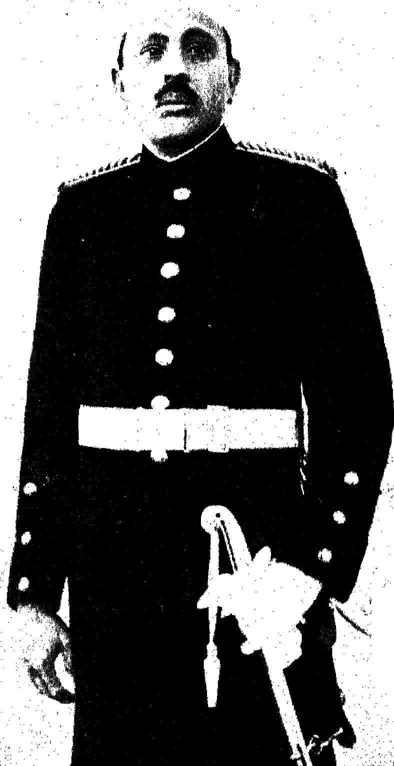
(۱۴) جاگیر نواب میر سلیمان علی خان بہادر

نواب سلیمان علی خان میر محمد علی خان سردار جنگ مرحوم کے صاحبزادے ہیں آپ کے

مورث میر محمد سعید خان دولت آباد کے صوبہ دار تھے آپ کے ایک مورث نواب اسمٰعیل علیخان رشید الملک مملکت آصفیہ میں عہدہ وزارت پر فائز تھے گورنر جنرل ہند سے جو مراسلت ہوتی تھی اس کے مسودات آپ ہی کے قلمی ہوا کرتے تھے نواب میر سلیمان علیخان پدری رشتہ میں نواب رشید الملک کے پوتے اور مادری رشتہ میں نواب غلام علی خان نواب بگین پلی کے پرنواسے ہوتے ہیں آپ نے اردو فارسی اور انگریزی کی تعلیم کافی طور پر پائی ہے۔ اور اب بھی بعض موروثی خدمات دربار کے موقع پر انجام دیتے ہیں۔ آپ کی جاگیر میں بمقام پور گاؤں ضلع اورنگ آباد ایک عدالت منصفی قایم ہے۔

(۱۵) جاگیر ثریا جنگ بہادر

نواب سید جعفر علی خان ثریا جنگ حیدرآباد کے قدیم جاگیرداروں میں سے تھے جن کے خاندانی تعلق سلطنت ایران کے وزراء سے تھا۔ شاہ عباس صفوی کے عہد میں سید محمد صفوی وزیر مقرر ہوئے ان کے چھوٹے صاحبزادے سید طاہر علی خان ہندوستان کی سلطنت عادل شاہیہ بیجاپور میں متقیم ہوئے۔ جن کے فرزند کو سید محمد خان کو نواب ارکاٹ نے اپنی فوج میں کمانیر مقرر کیا۔ ان کی شادی قلعہ دار بگین پلی کے لڑکی سے ہوئی انتقال کے بعد ان کے فرزند سید حسین خان قلعہ دار بگین پلی کو نواب حیدر علی خان والی سلطنت خداداد نے اپنی فوج میں ملازم کر لیا حضرت ٹیپو سلطان شہید کے زمانہ میں یہ خاندان حیدرآباد آیا اور فرخ نگر میں متقیم ہوا۔ حضرت غفراں مآب نے میران خاندان کو خطاب و مناصب و جاگیر عطاء فرمائی اس جاگیر کے آخر والی



نواب فخر نواز جنگ بہادر



نواب محمد قطب علی خاں

سید جعفر علی خان ثریا جنگ کا انتقال ۲۸ آبان ۱۳۲۱ف کو ۲۲ سال کی عمر میں عین عالم شباب میں ہوا۔ اس کے بعد سے جاگیر مذکور زیر نگرانی کورٹ آف وارڈ لے لی گئی۔ اس کی آمدنی تقریباً ([illegible]) ہے یہاں ایک عدالت منصفی بمقام چنتاپور قایم ہے۔

(۱۶) جاگیر نواب علی محمد خان فخر نواز جنگ بہادر

یہ جاگیر زمانہ نواب سکندر جاہ مرحوم ۱۲۱۴ھ میں نواب دلاور علی خان سلیمان جنگ دلاور الدولہ نور الملک نور الامراء بہادر کو عطا ہوئی تھی جو نواب ارسطو جاہ وزیر اعظم نواب میر نظام علیخان بہادر کے برادر عم زاد تھے۔ نواب دلاور علی خان کا اصل وطن پٹیالہ علاقہ پنجاب تھا۔ جہاں ان کے خاندان مناصب و جاگیر اور متعدد قلعوں کے مالک تھے۔ ان کی سکھوں سے بھی معرکہ آرائیاں ہوئیں تھیں۔ اور نواب آصف الدولہ والی اودھ سے بھی میثاق وفا باندھ چکے تھے۔ موجودہ جاگیردار نواب علی محمد خان فخر نواز جنگ بہادر۔ ایم۔ اے۔ ال ال۔ بی۔ نبیرہ نواب نور الامراء روشن خیال نوجوان جاگیردار ہیں۔ جو اس وقت مددگار ناظم صنعت و حرفت ہیں۔ جاگیر کا رقبہ (۸۷۵۰) ایکر محاصل تخمیناً ([illegible]) سالانہ ہے بمقام ملے پلی ایک عدالت منصفی قایم ہے۔

(۱۷) جاگیر نواب قطب علی خان صاحب

آپ کے مورث اعلیٰ نواب سبحان خان صاحب شہید اور محمد روشن خان صاحب بعہد نواب میر نظام علی خان وارد حیدرآباد ہوئے۔ ان ہر دو بھائیوں نے مشہور جنگ کھرڈلہ میں نمایاں خدمات انجام دیں بڑے بھائی کی شہادت کے بعد نواب سبحان خان صاحب ان کی جاگیرات اور جمعیت

سے سرفراز ہوئے ۱۲۲۲ھ میں انتقال کیا۔ آپ کے دو فرزند محمد فیاض علی خان اور محمد قطب علیخان تھے۔ محمد فیاض علی خان صاحب لاولد انتقال کرنے سے محمد قطب علی خان جاگیر و جمعیت سے سرفراز ہوئے۔ بعہد نواب ناصر الدولہ بہادر جمعیت زیر نگرانی سرکار لے لی گئی۔ صرف جاگیرات بحال ہے ان کے انتقال کے بعد ان کے فرزندان کمسن ہونے سے جاگیرات زیر نگرانی کورٹ آف وارڈز رہے۔ اب یہ جاگیرات نواب محمد قطب علی خان کے نام بشمولی دیگر برادران بحال ہیں آپ کی جاگیر کے چالیس مواضعات ہیں جس کی آمدنی تقریباً ڈیڑہ لاکھ روپیہ ہے آپ ایک تعلیم یافتہ اور روشن خیال امیر ہیں رفاہ عام کے کاموں میں کافی حصہ لیتے ہیں۔ آپ کی جاگیر دھاوڑہ ضلع اورنگ آباد میں عدالت منصفی ہے

(۱۸) جاگیر نواب علی یار جنگ بہادر

نواب سید محمد علی خان علی یار جنگ بہادر خلف نواب سارم جنگ عزیز الدولہ افتشام الملک بہادر مرحوم کا سلسلہ نسب حضرت امام موسیٰ رضا سے ملتا ہے آپ کے مورث اعلیٰ شاہنشاہ شاہ جہاں کے عہدہ حکومت میں دہلی آئے تھے جن کی فارسی اور عربی قابلیت کے مدنظر شاہ جہاں نے منصب مقرر کی اور اپنے دو بیٹوں دارا شکوہ اور اورنگ زیب کو تحصیل علم کے لیئے ان کے یہاں بھیجا۔ شاہنشاہ اورنگ زیب کے عہد سلطنت میں آپ کے خاندان میں گنوری کی جاگیر کے ساتھ دولت آباد کی قلعہ داری عطاء ہوئی آپ کے ایک جد اعلیٰ میر حیدر خان کو نواب نظام علی خان بہادر نے قلمدان دار الانشاء مرحمت فرمایا جو اس زمانہ میں وزارت کے مماثل خدمت سمجھی جاتی تھی۔ اور نواب نظام علیخان بہادر ہی کے زمانہ حکومت میں میر حیدر خان کو

خان بہادر ممتاز جنگ احتشام الدولہ کے خطابات سے سرفرازی ہوئی نواب ناصرالدولہ بہادر کے زمانہ میں سارم جنگ کا خطاب اور گھاٹ ناندورہ کی جاگیر عطا ہوئی اور نواب افضل الدولہ بہادر کے زمانہ میں عزیز الدولہ کا خطاب اور صدر بخشی و ناظم مخارج جمعیت صرفخاص مبارک کی خدمت دیگئی ۱۳۲۳ھ میں بہ تہنیت جشن زرین حضرت غفران مکان احتشام الملک کا خطاب معہ چھ ہزار سوار علم و نقارہ کے ساتھ سرفرازی ہوئی ۔ نواب صاحب موصوف کو اعلیحضرت بندگانعالی نے ولیعہد بہادر اور صاحبزادگان بلند اقبال کا اتالیق مقرر فرمایا تھا جس خدمت پر آپ انتقال تک مامور رہے ۔ نواب صاحب ممدوح کے بڑے صاحبزادے نواب سید محمد علی خان بہادر ہیں جنکو نواب علی یار جنگ بہادر کا خطاب عطا فرمایا گیا ہے آپ ایک تعلیم یافتہ اور خلیق امیر ہیں آپ کو اپنی رعایا اور غرباء کے ساتھ خاص ہمدردی ہے اور تعلیمی معاملات و فنون قدیمہ سے گہری دلچسپی ہے آپ کے دو فرزند نواب سید زین العابدین خان اور نواب سید فرخندہ علی خاں ہیں ۔ جن کی تعلیم و تربیت کا آپ کو ہمیشہ خیال رہتا ہے ۔ اس جاگیر میں بمقام گھاٹ ناندورہ ضلع اورنگ آباد ایک منصفی قایم ہے ۔

(۱۹) جاگیر راجہ رگھوتم راؤ صاحب

آپ کے مورث اعلی راجہ رگھوتم راؤ صاحب بزمانہ نواب نظام علیخان بہادر گنگا کھیڑ سے وارد حیدرآباد ہوئے اور جاگیر و مناصب سے سرفراز ہوئے ۔ حالیہ راجہ رگھوتم راؤ صاحب کے انتقال کے بعد آپ کی بڑی رانی الیشودہ بائی صاحبہ جاگیری انتظام کرتی رہیں ۔ ان کے انتقال کے بعد چھوٹی رانی سیتا بائی صاحبہ قابض جاگیرات

ہیں ۔ آپ کی ذاتی جاگیر کے موضع گنگا کھیڑ میں ایک عدالت نصفی قائم ہے ۔ موجودہ زائی جناب حسیمہ
نہایت باحوصلہ اور ہوشیار ہیں ۔

(۲۰) جاگیر قطب النسا بیگم صاحبہ

یہ جاگیر تعلقہ آصف نگر (بابا پیٹھ) ضلع کریم نگر میں واقع ہے ۔ اس کے تحت چار مواضعات آصف نگر و دلور بیگم پیٹھ ۔ کلولہ کلاں ۔ بنکور کلاں ہیں اس جاگیر کی آمدنی تقریباً تین ہزار اور آبادی دس ہزار ہے ۔ ان مواضعات کے علاوہ ضلع بیڑ میں تعلقہ گیورائی کے تحت (۵) اور مواضعات ہیں شامل نشان (ہ/ہے) عطیات ۱۳۱۹ف سے ظاہر ہوتا ہے کہ مواضعات مذکور جو بسم اللہ بیگم صاحبہ ہمشیرہ نواب شمس الامراء کے نام تھے وہ ۱۲۸۸ف میں ان کی دختر قطب النسا بیگم صاحبہ کے نام بہ اطلاع نواب سرسالار جنگ اعظم ہبہ ہوئے ۔ اور فہرست جاگیرات مستثنیٰ سے پایا جاتا ہے کہ یہ جاگیرات دریافت انعامی سے مستثنیٰ تھے ۔ کیونکہ بسم اللہ بیگم صاحبہ خاندان شاہی سے تھیں ۔

جاگیر مذکور کے عدالتی اختیارات کے نسبت ذریعہ مراسلہ محکمہ معتمدی نشان ہے (صیغہ عدالت وکوتوالی امور عامہ مورخہ ۴ / اسفندار ۱۳۰۶ف حسب الحکم نواب مدار المہام بہادر عدالت عالیہ کو یہ لکھا گیا کہ سرکار کو اچھی طرح سے معلوم ہے کہ بسم اللہ بیگم صاحبہ کی جاگیرات میں کچھ تو متعلقہ پائیگاہ ہیں اور کچھ بیگم صاحبہ ممدوحہ کے شوہر مرحوم کے ہیں جن کا تعلق شاہی خاندان سے تھا اس سے ظاہر ہے کہ ان جاگیرات کا تعلق اگر ہو سکتا ہے تو خاندان سے ہو سکتا ہے ۔ لہذا سرکار فرماتے ہیں کہ ان جاگیرات میں خالصہ کی مداخلت کی ضرورت نہیں ہے ۔ بلکہ بدستور عدالتی اختیارات بحال رہنا چاہیئے ۔

بیگم صاحبہ کو انتظامات جاگیر سے خاص دلچسپی ہے اور آپ علماء اور مشائخین کی بڑی قدر دانی فرماتی ہیں آپ کے صاحبزادے نواب میر معین الدین علی خان صاحب بحیثیت معتمد اس جاگیر کا کام انجام دیتے ہیں۔ اس جاگیر میں بمقام آصف نگر ایک عدالت منصفی قایم ہے۔ جہاں منصف صاحب کو بصیغہ دیوانی (۳۰۰) روپیہ اور بصیغہ فوجداری درجہ سوم کے اختیارات حاصل ہیں۔

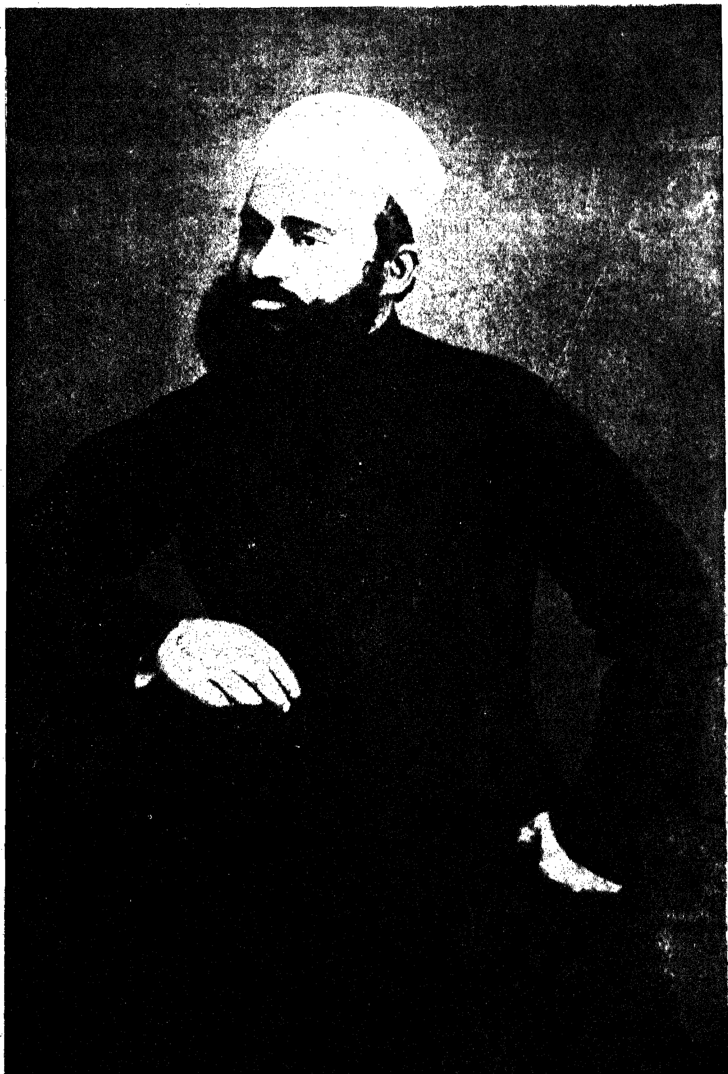
۳۔ دور عثمانی میں علاقہ غیر خالصہ کے عدالتوں کی تنظیم

زمانہ قدیم میں خواہ انگریزی علاقہ ہو یا دیسی ریاست یا کوئی جاگیر عموماً سب کی حالت عدالتی نقطہ نظر سے ناقابل اطمینان تھی۔ پائیگاہوں سمستانوں اور جاگیروں میں عدالتیں موجود تو تھیں مگر ان کا نظم و نسق بہت کچھ قابل ترمیم و اصلاح طلب تھا۔ چنانچہ مولوی مشتاق حسین صاحب نواب انتصار جنگ حیدرآباد میں جب صدر المہام عدالت کے معتمد مقرر ہوئے تو انھوں نے ۱۲۹۶ف م ۱۸۸۶ء میں ایک بسیط اور نہایت دلچسپ رپورٹ لکھی تھی جس میں عدالت ہائے جاگیرات کے جانب بھی بطور خاص سرکار کی توجہ مبذول کرائی تھی۔ اس کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت جاگیرات کی عدالتوں میں قوانین و ضوابط کی کوئی پابندی نہیں کی جاتی تھی۔ عہدہ داران عدالت کی لیاقت و تنخواہ کا کوئی معیار مقرر نہ تھا اور نہ سرکار عالی کی عدالتوں کو جاگیرات کی عدالتوں پر نگرانی رکھنے کا کوئی اختیار حاصل تھا۔ تختہ جات کارگذاری بھی باقاعدہ طور پر بالالتزام عدالت عالیہ

ہیں روانہ نہیں کئے جاتے تھے - ان کے علاوہ اور بھی بہت سے نقائص تھے - مذکورۂ بالا خرابیوں کے رفع کرنے کی غرض سے ۱۳۱۵ف م ۱۹۰۶ء میں حسب فرمان خسروی منرشدہ ۱۷ ربیع الاول ۱۳۲۴ھ علاقہ پائیگاہ و جاگیرات و سمستان وغیرہ کی کل عدالتیں مجلس عالیہ عدالت کے تحت و زیر نگرانی کردی گئیں (جریدہ ۱۶ تیر و ۲۳ امرداد ۱۳۱۵ف) -

من بعد ۱۳۱۸ف م ۱۹۰۹ء میں جاگیرات پر عدالت عالیہ کی عام نگرانی کے بارے میں اور ایک فرمان شرف صدور لایا (جریدہ ۲۵ شہریور ۱۳۱۸ف م ۸ جولائی ۱۹۰۹ء) -

تیر ۱۳۲۵ف م ۱۹۱۲ء میں عدالتی انتظامات کے نسبت محکمہ سرکار عالی صیغہ عدالت سے ایک رزیلیوشن نافذ ہوا ہے جس میں عہدہ داران عدالت ہائے جاگیرات کے معیار لیاقت و تنخواہ اور ان کے عزل و نصب وغیرہ کے بارے میں احکام صادر کئے گئے اور قواعد و ضوابط سرکار عالی کی پابندی ان پر لازم قرار دی گئی - اس کے بعد عدالت ہائے پائیگاہ کے متعلق ایک کمیٹی منعقد ہوئی اور اس علاقہ کے عدالتوں کے لئے ایک ضابطہ مدون کیا گیا - اس طرح عدالت ہائے جاگیرات کی ایک بڑی حد تک تنظیم عمل میں آئی اور وہاں کی عدالتوں کی کارگذاری کے تخمینہ جات اور رپورٹیں پابندی کے ساتھ عدالت عالیہ میں وصول ہونے لگیں - اب پائیگاہوں سمستانوں اور جاگیروں کے عدالتی عہدہ داروں کے عزل و نصب کی ہر تحریک بتوسط عدالت عالیہ سرکار میں پیش ہوتی ہے - عدالت عالیہ نے عدالت ہائے جاگیرات کے متعلق مکمل قواعد مرتب کرکے سرکار میں پیش کئے ہیں جن کے نفاذ کے بعد اور بھی اصلاحات عمل میں آئینگی -



مولوی شیخ احمد حسین خان بہادر نواب رفعت یار جنگ اول
کمشنر انعام



نواب رفعت یار جنگ بہادر ثانی - سابق ناظم عطیات

میرے زمانہ معتمدی یعنی ۱۳۴۴ف م ۱۹۳۵ء میں عدالت عالیہ سے تمام امراء پائیگاہ و والیان سمستان و جاگیرات کو توجہ دلائی گئی تھی کہ وہ اپنی عدالتوں کی خدمات پر تقرر کے وقت ڈگری یافتہ اشخاص کا لحاظ فرماویں تاکہ ان کی عدالتیں بھی معیار قابلیت کے اعتبار سے سرکار عالی کی عدالتوں کی ہم پایہ ہو جائیں ۔ اس تحریک کا خیر مقدم کیا گیا چنانچہ ہمارے ملک کے ایک تعلیم یافتہ اور روشن خیال جاگیردار نواب کمال یار جنگ بہادر ہیں جن کے علاقہ میں ایک عدالت ضلع اور کئی منصفیاں قایم ہیں اپنے یہاں کی ایک منصفی پر بتوسط عدالت عالیہ ایک بی۔اے۔ ال۔ال۔بی کامیاب صاحب کا تقرر فرمایا۔ علیٰ ہذا سمستان گدوال میں بھی حسب رائے عدالت عالیہ ایک ڈگری یافتہ صاحب کا تقرر عمل میں آیا۔ نواب صاحب ممدوح ورانی صاحبہ سمستان گدوال کا یہ عمل قابل تحسین ہے جو دوسرے جاگیردار صاحبوں کے لئے بھی غالباً موجب تقلید ہو گا۔

۴۔ محکمۂ انعام کی تشکیل و قیام نظامت عطیات و کمیٹی مرافعہ عطیات

تیرھویں صدی فصلی کے آخر میں جب ریاست کے نظم و نسق کی تنظیم عمل میں آئی تو اس کی ضرورت محسوس ہوئی کہ عطیات شاہی یعنی جاگیرات وغیرہ کے متعلق بھی تحقیقات کی جائے۔ زمانہ سابق میں بعض عطایا یا غیر صحیح طریقہ پر اور بعض فریب سے حاصل کئے گئے تھے۔ بدیں وجہ یہ تصفیہ کیا گیا کہ انعامداروں کے حقوق کی تشخیص کی جائے اس کے لئے کمشنری کے محکمہ میں دریافت آغاز ہوا۔ اگرچہ ابتداء ہر عطیہ شاہی کی تحقیقات کرنا قرار پایا تھا۔ مگر رفتہ رفتہ بعض بڑے

جاگیردار اور بعض دیگر بااثر اشخاص اس سے مستثنیٰ کئے گئے عمل کمشنری ۱۲۶۳ف سے ۱۲۶۹ف تک رہا۔ اس کے بعد ۱۲۷۰ف میں یہ کام عہدہ داران مال کے تفویض کیا گیا۔ جو ابتدائی تحقیقات کے بعد حکم آخر کے لئے امثلہ ملاحظہ مدار المہامی میں پیش کرتے تھے۔ چند روز بعد یہ محسوس کیا گیا کہ اس کام کے لئے صرف عہدہ داران مال کافی نہیں ہیں ۱۲۸۰ف میں ایک خاص عہدہ دار کمشنر انعام کے نام سے مقرر کئے گئے جو راست مدار المہام کے تحت کام کرتے تھے۔ سب سے پہلے مسٹر چاپاس کمشنر انعام مقرر ہوئے۔

نواب سر سالار جنگ اعظم کے عہد میں دستور العمل انعام ۱۲۹۳ف اور ضابطہ انعام ۱۲۹۴ف میں نافذ ہوا جس میں اختیارات کی صراحت اور تحقیقات انعامی کا طریقہ کار بتلایا گیا۔ اور حسب ذیل سلاطین۔ بادشاہوں اور راجاؤں کے اسناد و احکام لایق بحال قرار دئے گئے۔

(۱) سلاطین دہلی (۲) راجگان ستارہ (۳) راجگان ناگپور (۴) راجایان سندھ (۵) عالی جاہ (۶) بندگان عالی (۷) نیابت دیوانی گلبرگہ (۸) راجایان شورا پور (۹) شاہان بیجاپور (۱۰) سلاطین گولکنڈہ وغیرہ

لیکن مہاراجہ چندو لال۔ راجہ رام بخش اور سراج الملک کے اسناد سنین ذیل کے بابتہ منسوخ العمل قرار دئے گئے۔

۱۔ زمانہ راجہ چندو لال متوفی من ابتدائے ۱۲۵۶ھ م ۱۲۵۰ف لغایتہ ۱۲۵۹ھ م ۱۲۵۳ف۔

۲۔ زمانہ راجہ رام بخش متوفی من ابتدائے ۲۶ شوال ۱۲۶۵ھ م ۲۶ مہر ۱۲۵۹ف لغایتہ ۲ ذیحجہ ۱۲۶۶ھ م ۲۱ آبان ۱۲۶۰ف

۳۔ زمانہ سراج الملک مرحوم من ابتدائے ۱۲۶۷ھ م ۱۲۶۱ف لغایتہ ۱۲۶۹ھ م ۱۲۶۲ف۔

چونکہ عہدہ داران مال اپنے فرائض منصبی کے ساتھ اس کام کو بہ احسن الوجوہ انجام نہیں دے سکتے تھے اس لئے ۱۲۹۱ف میں بشمول کمشنر انعام تین ارکین کی ایک کمیٹی مقرر کی گئی۔ دوران دریافت انعامی میں جب یہ معلوم ہوا کہ اسناد میں جعل سازی کیجارہی ہے تو انعامی کارروائی کو روک کر ۱۲۹۵ف میں تصدیق اسناد کے لئے مسٹر اے ۔ جے ۔ ڈنلاپ "اسپیشل کمشنر انعام" مقرر کئے گئے اور دوسرے سال بقول شمس العلماء نواب عزیز جنگ بہادر "نواب رفعت یار جنگ اول تحقیقات عطیات اراضی ونقدی سرکار آصفیہ کے لئے کامل اقتدار کے ساتھ کمشنری انعام سے ممتاز ہوئے جنھوں نے ان نازک ذمہ داریوں کو جس نیک نامی واستقلال کے ساتھ انجام دیا وہ حیدرآباد کی تاریخ میں آپ کی جوہر قابلیت کا ایک اعلی یادگار رہے گا۔" نواب صاحب موصوف کے بعد نواب اقبال یار جنگ مقرر ہوئے رزولیوشن ہنمتدی مال نشان (۳۰) بابتہ ۱۳۰۳ف کے ذریعہ تصدیق اسناد کا جو طریقہ بنایا گیا ہے وہ حسب ذیل ہے :-

"ہر سند کے مبیضہ کی تصدیق دفتر انشاء سے ہونی چاہیئے اور مسودہ کی دفتر مجاریہ یعنی دفتر دیوانی یا مال سے - راجہ چندولال وراجہ رام بخش کے لئے دفتر انشا دفتر پیشکاری تھا اور نواب مختار الملک اور ان کے مابعد زمانہ کے لئے دفتر انشاء دفتر ملکی کہلاتا تھا ۔ اور انھیں سے مبیضہ کی تصدیق ہوتی تھی ۔ حضرت مغفرت مآب (میر قمرالدین چین قلیچ خان) حضرت غفران مآب (نواب نظام علیخان بہادر) حضرت مغفرت منزل (نواب سکندر جاہ بہادر) کے اسناد کا داخلہ بلالحاظ تقسیم اضلاع دفتر دیوانی علاقہ راجہ رائے رایاں میں ملتا ہے"

۱۳۱۲ف میں محکمہ کمشنری انعام برخواست کیا گیا ۔ اور یہ کام محکمہ مالگذاری کے سپرد ہوا ۔ چونکہ

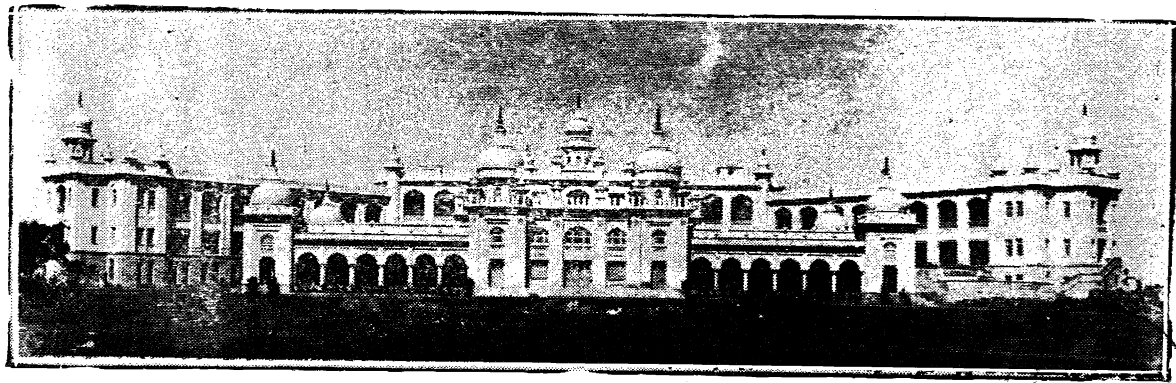
دریافت انعامی و وراثت جاگیرداران و انعام داران اور ان کے حصہ داران وغیرہ کے نزاعات کے مقدمات بکثرت رجوع ہوتے تھے جن کی تحقیقات و انفصال کے لئے کوئی ایسا ذمہ دار افسر نہ تھا اور عہدہ داران مال کو اپنے فرایض منصبی کے علاوہ اس کام کو انجام دینا پڑتا تھا اس سے ملتوی شدہ مقدمات کی تعداد دن بدن بڑھتی گئی اور معاشداروں وغیرہ کو شکایت کے موقع پیدا ہو گئے اس لئے حضرت بندگان اقدس و اعلیٰ نے جیسا کہ ہر محکمہ کی اصلاح و تنظیم کے جانب توجہ فرمائی اسی طرح سر رشتہ انعام کے خرابیوں کو بھی دور کرنے اور مقدمات کے منصفانہ اصول پر بعجلت ممکنہ تصفیہ پانے کے خیال سے محکمۂ نظامت عطیات ۱۳۳۲ف میں قایم فرمایا اور اس پر سینیر اور تجربہ کار صوبہ دار نواب رفعت یار جنگ بہادر ثانی کو مامور فرمایا جن کی باقاعدگی و باصول کارفرمائی ، متانت و سنجیدگی تدبر و ذہن ضرب المثل ہے ۔ آپ ہی کی تحریک پر اسناد جو منتشر حالت میں تھے اور جن کی بر وقت برآمدگی دشوار تھی اور جن میں جعلسازی کا ہر وقت اندیشہ لگا رہتا تھا ۔ ایک خاص دفتر میں جمع و محفوظ کر دیئے گئے ۔ جس کو اب دفتر دیوانی مال کہا جاتا ہے ۔ یہ محکمہ مولوی میر خورشید علی صاحب ناظم کے زیر انتظام ہے جنھوں نے نہایت عمدہ اصول اور سلیقہ سے ان قدیم اسناد کی حفاظت اور ان کی درآمد و برآمد کا انتظام فرمایا ہے چنانچہ ناظم صاحب موصوف کی خاص توجہ و دلچسپی کی وجہ سے تقریب جشن سیمین سر رشتہ واری نمایش میں عامۃ الناس کو بھی ان قدیم اسناد اور عہد نامجات سلف اور سلاطین کے تحریرات اور دستخطوں کے دیکھنے کا نادر موقعہ نصیب ہوا ۔



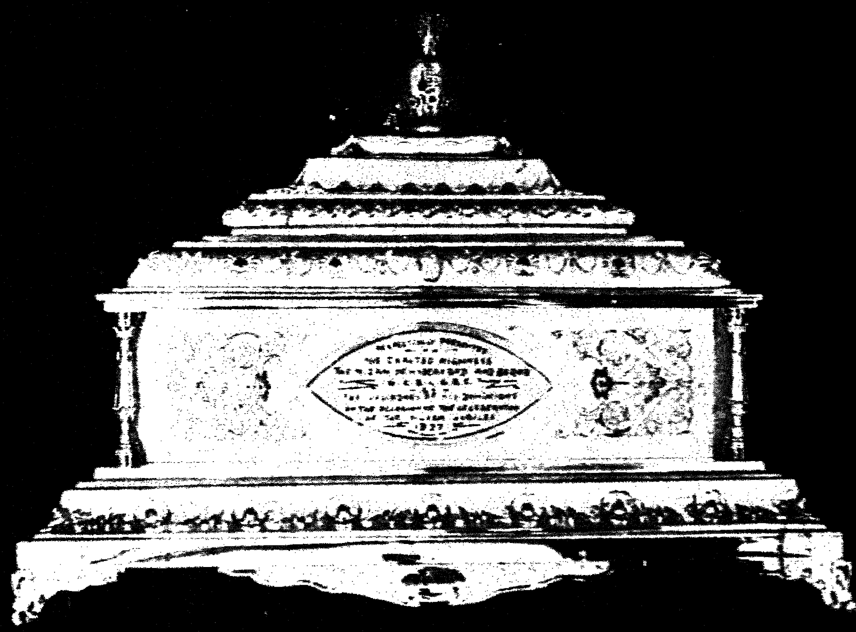
نواب سید محمد علی خاں نواب علی یار جنگ بہادر



مولوی عبد الباسط خاں



جاگیردار کالیج



کاسکٹ پیشکردہ از طبقہ جاگیرداران بتقریب جشن سیمیں مبارک

نواب رفعت یار جنگ بہادر کے وظیفہ پر سبکدوش ہونے کے بعد معتمد نظماء کار فرما رہے۔ اس وقت الحاج مولوی محمد عبدالباسط خان صاحب سابق صوبہ دار ورنگل اس عہدہ پر مامور ہیں۔ نظامت عطیات کے تجاویز کے مرافعہ جات کمیٹی عطیات بابِ حکومت میں پیش ہوتے ہیں جس کے سینیر رکن نواب عقیل جنگ بہادر صدرالمہام اور دوسرے رکن نواب مرزا یار جنگ بہادر میر مجلس عدالت عالیہ ہیں۔

۵۔ مجلس جاگیرداران و قیام جاگیردار کالج

جاگیرات و سمستان و پائیگاہ کی اصلاحات میں جن جن ذرائع سے سرکار نے کام لیا ہے ان میں ایک ذریعہ "مجلس جاگیرداران" بھی ہے۔ یہ جماعت جاگیرداروں کی نمایندہ ہے اور جاگیرداروں کی اصلاح و ترقی میں حکومت کا ہاتھ بٹاتی ہے۔ اس مجلس کی تاسیس نواب سر وقارالامراء مدارالمہام کے زمانہ میں نواب تہور جنگ رکن الملک کی کوشش سے عمل میں آئی۔ سر وقارالامراء نے اس کے قیام میں پورا پورا حصہ لیا اور حضرت غفران مکان نے اس تجویز کو بہ نظر استحسان ملاحظہ فرمایا۔ ۱۳۱۰ف میں یہ مجلس قایم کی گئی۔ اور اس کا انتظام نواب رکن الملک کے ہاتھ میں رہا۔ اس کے بعد نواب فرخندہ یار جنگ اس کے معتمد ہوئے ۱۳۳۹ف سے نواب بہادر یار جنگ بہادر اس مجلس کے معتمد ہیں جو ملک کے سچے خیر خواہ اور ایک بڑے روشن خیال جاگیردار اور فصیح و بلیغ مقرر ہیں آپ اصلاح تمدن و معاشرت میں خاص حصہ لیتے ہیں جب سے آپ مجلس جاگیرداران کے معتمد

منتخب ہوئے ہیں آپ نے اس جماعت میں درحقیقت ایک نئی روح پھونک دی ہے ۔

حضرت بندگانعالی کے عہد ہمایونی میں طبقہ جاگیرداران کی اصلاح و فلاح کی جو تدابیر عمل میں لائی گئی ہیں۔ ان میں جاگیردار کالج خاص اہمیت رکھتا ہے ۔ یہ کالج بمقام بیگم پیٹھ بہت وسیع پیمانہ پر قایم کیا گیا ہے جس کی عمارت نہایت شاندار ہے ۔ یہ مخصوص جاگیرداروں کے بچوں کے لئے ہے جہاں پران کی تعلیم و تربیت کا انتظام نہایت اعلیٰ پیمانہ پر کیا گیا ہے ۔اس کا اقامت خانہ بھی انہیں اصول پر ہے جو آج کل متمدن ممالک میں رائج ہیں ۔ آمدنی جاگیرات سے اس کے مصارف ادا ہوتے ہیں ادھر جاگیردار کو علی قدر مراتب اپنی جاگیر سے بہ مقدار مقررہ رقم ادا کرنی پڑتی ہے اس کالج کے قیام سے طبقہ جاگیرداران میں علم و فن کا شوق روز بروز ترقی کرتا جا رہا ہے ۔اس کی خوش نما عمارت کی تعمیر میں پانچ لاکھ سے زیادہ اور پرنسپل و وایس پرنسپل اور ہڈ ماسٹر کے رہایشی مکانات اور شفا خانہ کی تعمیر میں مزید سوا لاکھ روپیہ خرچ ہو چکے ہیں ۔ کالج کا انتظام ایک بورڈ آف گورنرس کے زیر نگرانی ہے جس کے صدر نواب امانت جاہ بہادر ہیں ۔اس بورڈ میں پانچ سرکاری عہدہ دار اور چار جاگیردار ہیں جن کا انتخاب طبقہ جاگیرداروں کے جانب سے کیا جاتا ہے ۔ پرنسپل کے تحت دو وائس پرنسپل اور دو ہوز ماسٹر بھی ہیں چھوٹے بچوں کی دیکھ بھال ایک میٹرن کے تفویض ہے اور دو اتالیق ایک تجربہ کار ڈاکٹر اور نرس متقرر ہیں ۔ یہاں کسی قسم کی فیس یا بورڈنگ ہوز کے اخراجات نہیں لئے جاتے ۔ بلکہ ان اخراجات کی تکمیل دو یا تین فیصدی جاگیرات کے محاصل سے دو فیصدی رقم لیجاتی ہے لیکن کسی جاگیردار سے سالانہ (۔۔۔) سے زیادہ رقم نہیں لی جا سکتی ۔

۶۔ محکمہ اربابِ نشاط (کنچن کچہری)

پچھلی دو صدیوں میں جس قدر عدالتیں اس ریاست ابد مدت میں قایم ہوئیں ان کا بالتفصیل تذکرہ بحوالہ سنین قیام وغیرہ کتاب ہذا کے باب سوم میں کیا جا چکا ہے اور اس باب میں غیر خاصہ عدالتوں کا ذکر بھی آ گیا ہے ۔ مذکورہ بالا تمام عدالتوں کے علاوہ زمانہ سابق میں منتفر بلدہ پر ایک کچہری اور بھی قایم تھی جس کا ذکر عام عدالتوں کے ضمن میں مناسب نہ سمجھکر یہاں تحریر کیا جاتا ہے چونکہ اس کچہری کو بھی اختیارات دیوانی و فوجداری حاصل تھے اس لئے اس کا تذکرہ نظر انداز کرنا فرایض مورخ کے منافی ہوگا ۔ یہ محکمہ ارباب نشاط عام طور پر کنچن کچہری کے نام سے مشہور تھا اس محکمہ کے فرایض میں بلدہ کی پیشہ ور عورتوں ۔ طوائف ۔ اور نقالوں وغیرہ کے متعلق جرایم کا انسداد اور ان کے حقوق وغیرہ کا تصفیہ داخل تھا اس محکمہ کی ایک مہتممہ ہوتی تھی ۔ بارھویں صدی کے وسط میں ماما شریفہ مہتممہ تھیں ۔ جن کے تحت مسمی غلام رسول جمعدار ۔ چار محرر چند ہرکارہ اور چند جوان مامور تھے ۔ اس کچہری میں جملہ طوائف کی مختصر سوانح (ہسٹری) درج رجسٹر ہوا کرتی تھی ۔ طوائفوں کے باہمی نزاعات کا تصفیہ مال متروکہ کی تقسیم ان کا اس زمرہ میں شمول و خروج ان کے معمولات و ماہوارات وغیرہ کی اجرائی و مسدودی اور انکی جاگیرات و انعامات کی وراثت وغیرہ الغرض ان تمامی امور کا تصفیہ اس کچہری میں ہوا کرتا تھا ۔ اگر کسی نایکہ کی جانب سے کسی چھوکری کے اغوا کرنے کا استغاثہ پیش کیا جاتا تو متوسلان کنچن کچہری بامداد کوتوالی مفرورہ چھوکری اور مغوی

کو گرفتار کر کے مہتمم کے پاس پیش کرتے اور بصورت ثبوت جرم مہتمم اپنے اختیارات حاصلہ کی رو سے اس چھوکری کے حق میں سزائے قید صادر کرتی۔ اور خود پر اس کی حیثیت کے موافق جرمانہ کیا جاتا۔ اگر کوئی شخص بدون رضامندی نائکہ کسی چھوکری سے نکاح کر لیتا تو ناکح و منکوحہ کو اس وقت تک قید میں رکھا جاتا جب تک کہ ناکح یا اس کے متعلقین نائکہ کو اس چھوکری کے معاوضہ میں کوئی ماہوار مقرر نہ کر دیتے یا مصارف پرورش ادا نہ کرتے یا اس چھوکری کے سابقہ اخراجات بائی جی کو دے کر راضی نامہ پیش نہ کرا دیا جاتا البتہ بائی جی کی رضامندی کے بعد نکاح قابل اعتراض نہیں رہتا تھا۔ اس کچہری کی مہتمم ہمیشہ عورت ہی ہوا کرتی تھی۔ آخری مہتمم ماما مبارک تھیں۔ کچہری مذکور کے احکام و فیصلہ جات دیکھنے سے پایا جاتا ہے کہ :۔

(۱) یہاں فوجداری اور دیوانی دونوں قسم کے مقدمات کی تحقیقات و تجویز عمل میں آتی تھی۔

(۲) دوران تحقیقات میں ملزم کو جواب دہی اور ثبوت صفائی کا کافی موقع دیا جاتا تھا۔

(۳) یہاں کے احکام نہ صرف پولس بلکہ دیگر محکمہ جات کیلئے بھی واجب التعمیل ہوتے تھے۔

(۴) اس کچہری میں جرمانہ اور قضایا وغیرہ کے لئے حق سرکاری لیا جاتا تھا۔ بہ الفاظ دیگر یہ ایک باضابطہ عدالت تھی گو اب بھی یہ کچہری قائم ہے لیکن اس کے اختیارات مذکورہ باقی نہیں رہے۔ البتہ زمانہ سابقہ کے ماموره ملازمین کی تنخواہوں کی تقسیم وغیرہ اس دفتر سے متعلق ہے۔ اس زمانہ کے دستور العمل کے مطابق اس کچہری کی بھی تمام مراسلت زبان فارسی میں ہوا کرتی تھی۔ ماما شریفہ مہتمم کے زمانہ کے چند احکام و فیصلہ جات وغیرہ نمونتاً بجنسہ ذیل میں نقل کئے جاتے ہیں جو ناظرین کیلئے غالباً دلچسپی سے خالی نہ ہونگے۔

(الف) مقدمۂ فراری امیرجان طوائف

(۱)۔ روبکار محکمۂ کوتوالی اندرون و بیرون بلدہ حیدرآباد فرخندہ بنیاد واقع ۲۰ جمادی الثانی ۱۲۹۳ھ

نشان صدر ۲۲۵۹ نشان متفرق ۱۱۰۰ برائے کچہری ارباب نشاط

مسماۃ امیرجان طوائف کہ بلا رضامندی نائکہ خود معہ زیورات حسب تفصیل منسلکہ روبکار ہذا یہ حسین ساگر رفتہ بود و از آنجا بذریعہ چٹھی صاحب مجسٹریٹ بہادر معہ زیورات مذکور دریں محکمہ رسید لہذا طوائف مذکور را معہ زیورات مندرجہ منسلکہ ہذا در آن کچہری روانہ نمودہ می شود از رسید دریں محکمہ اطلاع شود فقط

شرح دستخط محمد عنایت حسین خان کوتوال بلدہ

موصولہ ۲۰ جمادی الثانی ۱۲۹۳ھ از رسید پیش تحریر نمودہ شود۔ مہتمم۔

---

(۲)۔ اظہار امیرجان طفلکہ حیاتی بائی مرقوم ۲۱ جمادی الثانی ۱۲۹۳ ہجری

سوال۔ دال مروارید سہ لڑی کجاست راست بیان کن۔

جواب۔ بدست مکو راجہ کہ آشنائے ایں کنیز است دادم معلوم نیست کہ کجا رہن نمودہ است و بہ چند روپیہ رہن نمودہ است پس فردا آشنائے خود را طلب می سازم دریافت فرمایند۔

سوال۔ دو جفت کڑا طلا و تعویذ کجاست و چہ حقیقت است صاف بیان کن

جواب۔ کڑا و تعویذ مذکور الصدر برائے خود از دست آشنائے خود رہن کنانیدہ ام۔

سوال۔ آشنائے مذکور بہ چند روپیہ رہن کردہ و برائے چہ اصل حقیقت بیان نمودن بہتر است۔

جواب۔ بدست من از اشیائے مرہونہ پنجاہ روپیہ آمد باقی حال معلوم نیست کہ بر چند روپیہ رہن

نمودہ شد و مبلغ پنجاہ روپیہ مذکور غلہ و پارچہ خریدی نمودہ ام ۔

سوال ۔ ازاین کلمات فائدہ حاصل نیست جملہ زیور باقی کجاست بدہند ۔

جواب ۔ اول عرض نمودم کہ پس فردا آشنائے من منظر و را طلب می سازم از نوکری سرکار یک جوان از سرکار مرحمت شود طلب نمودہ زیور مابقی داخل می سازم ۔ العبد

مشار الیہا

---

(۳) ۔ مراسلہ کپتن کچہری واقع ۲۲ جمادی الثانی ۱۲۹۳ھ

نشان (۱۵۱) بحکمہ کوتوالی اندرون و بیرون بلدہ حیدرآباد

بوصول روبکار محکمہ کوتوالی اندرون و بیرون بلدہ نشان (۱۱۰۰) متفرق مورخہ ۲۰ جمادی الثانی امیرجان طوائف معہ زیورات حسب مفصلہ فہرست منسلکہ آن ارقام می رود کہ طوائف مزبورہ معہ زیور فہرست منسلکہ مذکورہ دریں کچہری رسیدہ اطلاعاً تحریر یافت فقط دستخط ماما شریفہ مہتمہ ۔

---

(۴) ۔ حکمنامہ (جیل وارنٹ)

دیروز کہ امیرجان طوائف دراین جا رسیدہ است حسب الحکم قلمی می گردد کہ از بحولان یعنی مقید بہ بیڑی کردہ دہند فقط سرخط دستخط مہتمہ

(ب) دعوی حیاتی بائی طوائف دلایانے زیورات

۱ ۔ روبکار کپتن کچہری نشان (۱۵۴) واقع ۲۹ جمادی الثانی ۱۲۹۳ھ نشان مثل (۴۵)

خدمت مسٹر گرفن صاحب کپتن ششم پلٹن جمعیت باقاعدہ

بتدائرہ مقدمہ حیاتی بائی مدعیہ بنام سورج پرشاد لفٹنٹ مدعی علیہ آں پلٹن علت خورد و برد زیور

حسب فہرست منسلکہ ترقیم است کہ بفور وصول روبکار ہذا زیور مذکور معہ مدعی علیہ دریں کچہری ترسیل شود و

تا تصفیہ مقدمہ ہذا وتحریر ثانی قرقی ماہوارش بعمل آید۔

ف نقل ہذا بدفتر رائے شنکر راؤ جیو برائے بندوبست ارسال باید فقط دستخط ماما شریفہ مہتممہ ۲۸ رجب ۱۲۹۳ھ

---

(۳۱) ۔ روبکار کپتن کچہری واقع ۲۸ رجب ۱۲۹۳ھ نشان مسل (۴۵)

نشان (۱۶۸) خدمت مسٹر گرفن صاحب کپتان ششم پلٹن باقاعدہ

بعدم وصول جواب روبکار ایں کچہری نشان (۴۱۵) مورخہ ۲۹ جمادی الثانی سنہ روان در مقدمہ

حیاتی بائی طوائف مدعیہ بنام سورج پرشاد لفٹنٹ مدعی علیہ علت خورد برد زیور وغیرہ بہرایں اعلام است

کہ تا حال ارجاع مدعی علیہ معہ زیور دریں کچہری نشدہ بفور وصول روبکار ہذا ترسیل مدعی علیہ گردد۔

ف نقل ہذا۔ بدفتر میر عسکر افواج باقاعدہ سرکار عالی برائے بندوبست ارجاعش ارسال است فقط
دستخط ماما شریفہ مہتممہ

---

(۳۲) ۔ روبکار کچہری سرکردہ جمعیت ششم پیدل واقع ۹ رجب ۱۲۹۳ھ مقام فتح میدان حیدرآباد

نشان متفرق (۹۴) نشان صدر (۵۵) برائے اطلاع کچہری ارباب نشاط سرکار عالی

روبکار آن کچہری نشان (۴۱۵) مورخہ ۲۹ جمادی الثانی ۱۲۹۴ھ باشعار متدائرہ مقدمہ حیاتی بائی مدعیہ

بنام سورج پرشاد لفٹنٹ مدعی علیہ آن پلٹن علت خورد و برد زیور حسب فہرست منسلکہ ترقیم است کہ بفور وصول

روبکار ہذا زیور مذکور معہ مدعی علیہ دریں کچہری ترسیل شود و تا تصفیہ مقدمہ ہذا وتحریر ثانی قرقی از ماہوارش

بعمل آید معہ فہرست اسباب۔ وغیرہ مراتب نگارش میرود کہ اصل روبکار آن کچہری معہ والات ۱۴۴ بعد رروانہ
کردہ شدہ بعد وصول جواب صدر آگہی دادہ آید فقط شرح دستخط کپتان تھانڈنک تہ حیت طیتن۔

(۴) ۔ روبکار محکمہ معتمد فوج باقاعدہ سرکار عالی واقع ۴ شعبان ۱۲۹۳ ھ ہجری

نشان متفرق (۳۰۲)

بنظر روبکار آن دفتر نشان (۱۵۷) محررہ دوم رجب ۱۲۹۱ موسومہ کپتان کرفن سرکردہ پلٹن ششم بمقدمہ
خورد و برد شدہ اشیاء حیاتی بائی مدعیہ از سورج پرشاد افسٹنٹ مدعی علیہ بموجب فہرست ملفوفہ نگارش است
کہ از قیمت اشیاء فہرست ملفوفہ اطلاع شود بعد آگہی حکم مناسب دادہ خواہد شد فقط شرح دستخط انگریزی
نائب معتمد فوج باقاعدہ سرکار عالی

(۵) ۔ روبکار کچہری ارباب نشاط اہتمام ماما شریفہ واقع سلخ شعبان ۱۲۹۳ ھ نشان مثل (۵۴) ۱۲۹۳

نشان (۴۴۴) برائے اطلاع محکمہ معتمد فوج باقاعدہ سرکار عالی

بنظر روبکار آن محکمہ نشان (۳۱۲) متفرق مورخہ ۴ رجب درمقدمہ حیاتی بائی مدعیہ بنام سورج پرشاد مدعی علیہ
بطلب قیمت زیورات نام میرود کہ از دریافت این کچہری قیمت زیور معلوم نشدہ و از طرف نواب .....
تقاضائے طلب زیورات باین وجہ چند بار بہ کچہری سرکردہ ششم بیدل و میر عسکر افواج باقاعدہ آگہی رفتہ
تا حال ہیچ یک صورت ادائگی آن نگردیدہ برین ہم در عرصہ پانزدہ روز از مدعی علیہ ارسال زیور عمل آید ورنہ
حسب دستور کچہری نہ اہند و بست مناسب نامبردہ شد نیست فقط دستخط ماما شریفہ

(۶)۔ روبکا محکمۂ معتمد فوج باقاعدہ سرکار عالی واقع ۲۵ رمضان المبارک ۱۲۹۳ھ

نشان صدر (۱۱۳۹) نشان متفرق (۳۶۳)

چون اصل قطعہ روبکار آن دفتر نشان (۳۲۴) مورخہ بیست تاریخ ماہ شعبان روان سنہ طلب نمودن زیورات لفٹنٹ سورج پرشاد و کیپٹن گرفن کہ سرکردہ لفٹنٹ مذکور بودہ اند از این دفتر برا دبند وبست فرستادہ شدہ بود بر آن جوابیکہ حاصل شدہ ترجمہ خط مذکورہ برائے اطلاع ترسیل از آن کیفیت مستدرکہ انکشاف خواہد شد کہ زیورات بہ.......... رسانیدہ شدہ است در عرصہ قریب قطعہ قبض الوصول زیورات از دفتر مذکور موصول خواہد شد فقط دستخط میجر جی پے وونٹ معتمد فوج باقاعدہ۔

(۷)۔ روبکار کمیٹی کچہری ارباب نشاط اہتمام ماما شریفہ واقع ۱۱ شوال ۱۲۹۳ھ نشان مثل (۴۵) ۱۲۹۳

نشان (۲۵۳) بمحکمۂ معتمد فوج باقاعدہ سرکار عالی

بوصول روبکار آن محکمہ نشان متفرق (۳۶۳) تحریرہ ۲۵ ر گذشتہ در مقدمہ حیاتی بائی طوائف مدعیہ بنام سورج پرشاد مدعی علیہ علت خورد برد زیورات معہ ملفوفات نگارش است کہ اظہار مدعی علیہ با دخال زیورات مذکور در سرکار نواب........... ارسال بودہ است اطلاعاً تحریر یافت تنخواہش بفرقی واگذاشت کردہ شود فقط شرح دستخط ماما شریفہ

(ج) طلبی روشن بخش طوائف بہ فوجداری بلدہ

(۱)۔ روبکار عدالت فوجداری بلدہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد واقع ۲۴ شہر جمادی الاول ۱۲۹۳ھ

نشان صدر $\frac{۱۸۰۹}{}$ نشان متفرق $\frac{۹۶۳}{}$ برائے اطلاع کچہری ارباب نشاط

قبل ازیں روبکار ایں محکمۂ نشان (۹) بمقدمہ عمر بار خان مدعی بنام روشن بخش طوائف مدعی علیہا علت بناء در روانہ جلد بطلب مدعی علیہا روانہ شدہ مگر تاحال مدعی علیہا نرسید۔ لہذا نگارش کہ برائے ادائی جواب دعویٰ مدعی علیہا دریں محکمہ روانہ کردہ شود فقط ثبت حد دستخط ناظم فوجداری بلدہ

۷۔ میزان عدل

خدا کا احسان ہے کہ تاریخ "عدالت آصفی" اختتام کو پہنچی اس کتاب کے پڑھنے والوں کو معلوم ہوگا کہ اگرچہ حضرت ظل اللہ کی نظر کیمیا اثر سر رشتۂ عدالت پر بطور خاص مبذول رہی ہے مگر حضرت جہاں پناہی کا عہد معدلت عہد وہ زرین ہے جس میں کوئی محکمہ کوئی سر رشتہ کوئی صیغہ بلکہ کوئی دفتر بھی ترقی و اصلاح سے محروم نہ رہا حضرت بندگان عالی نے جس اصلاح کی جانب توجہ فرمائی اقبال آپ کے ہمراہ اور سعادت آپ کی ہم رکاب رہی یہی کہ علاقہ برار بہ الطاف ایزدی و بہ اقبال شاہی اس ریاست ابد مدت کی جزو لاینفک قرار دیا گیا اور اس پر حضرت اقدس و اعلےٰ کا اقتدار اعلیٰ تسلیم کر لیا گیا۔

اور حضرت بندگان عالی "ہز اگزالٹڈ ہائنس دی نظام آف حیدرآباد و برار" اور والا شان شاہزادہ ولیعہد بہادر ہز ہائنس پرنس آف برار کے معزز خطاب سے ملقب ہو گئے اب فضائے برار میں پرچم آصفی لہرا رہا ہے اور مساجد میں حضرت بندگانعالی کے نام نامی و اسم گرامی کا خطبہ پڑھا جا رہا ہے۔

میرا خیال تھا کہ حضور پُرنور کی گذشتہ پچیس سالہ مبارک دَور میں جو جو ترقیات و اصلاحات و تغیرات صیغہ عدالت میں ہوئی ہیں ان کا ایک ایسا نقشہ تیار کیا جائے جسے دیکھ کر عدیم الفرصت اشخاص بھی چند منٹ میں عہد ہمایونی کے اہم ترقیات و اصلاحات عدالت سے واقف ہو سکیں چنانچہ میں نے بڑی دیدہ ریزی و مشقت کے بعد ایک نقشہ بڑے پیمانہ پر تیار کر کے اس کا نام "**میزان عدل**" رکھا۔

اس نقشہ کو صاحب عالیشان آنریبل سر ڈنکن مکنزی رزیڈنٹ حیدرآباد و ہز ایکسلنسی رائٹ آنریبل سر اکبر نواب حیدر نواز جنگ بہادر صدر اعظم باب حکومت و سر تھیوڈر ٹاسکر و نواب فخر یار جنگ بہادر اراکین باب حکومت نے بہت پسند فرمایا۔ چونکہ عدالتی عہدہ دار اور قانون پیشہ اصحاب نے بھی نقشہ مذکور کو "جشن سیمیں" کی نمائش میں دیکھ کر نہ صرف جاذب نظر بلکہ نہایت درجہ مفید اور کارآمد تصور کیا اس کیلئے اس کی ایک نقل چھوٹے پیمانہ پر تیار کرائی جا کر کتاب ہذا میں شریک کی گئی ہے۔

اس کے مندرجہ اعداد متقابلہ سے (جو زبانِ حال سے اپنی عظمت کے خود شاہد ہیں) ظاہر ہے کہ بمقابلہ (سال تخت نشینی مبارک) ۱۳۲۰ف (سال سلور جوبلی) ۱۳۴۵ف میں مقدمات دیوانی کا مرجوعہ بمقابلہ (۴۸۴۴۳) کے (۶۸۶۸۶) ہو گیا اور تعداد منفصلہ بمقابلہ (۳۳۲۵۳) کے (۶۷۸۰۴) ہو گئی۔ مقدمات کا اوسط ایام دَوران (۱۹۱) دن سے گھٹ کر صرف (۱۱۹) دن رہ گیا آمدنی (۷۲۰۸۱۹) روپیہ کے بجائے (۱۹۰۲۵۴۷) روپیہ ہو گئی۔

علیٰ ہذالقیاس مقدمات فوجداری کا مرجوعہ (۲۲۳۳۰) کے بجائے (۵۹۰۰)۔ اور تعداد منفصلہ بہ نسبت (۲۱۷۱۵) کے (۶۱۵۳۶) ہوگئی اوسط ایام دوران بجائے (۵۴) یوم کے صرف (۲۷) یوم رہ گیا۔

عمارات عدالتی کی تعداد (۲۱) سے (۶۲) اور ڈگری یافتہ عہدہ داروں کی تعداد (۱۵) سے (۸۹) تک اور کتب قانونی کی مقدار (۱۸۵۴) سے (۱۴۰۲۷) اور وکلاء کی تعداد (۱۵۷۰) سے (۲۶۸۲) تک پہنچ گئی۔

اس سے ظاہر ہے کہ اس پچیس[۲۵] سالہ مبارک دورِ عثمانی میں سررشتہ عدالت کی۔ غیر معمولی ترقی اور رفتارِ انصاف میں جو تیزی ہوئی ہے اس کی کوئی نظیر زمانہ سابق میں نہیں ملسکتی اور یہ سب کچھ اس خاص توجہ شاہانہ کا نتیجہ ہے جو ہمیشہ اس محکمہ پر مبذول رہی ہے۔

آخر میں میری یہ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت اقدس و اعلیٰ کا سایۂ ہما پایہ اس سلطنت ابد مدت پر تا دیر قایم و برقرار رکھے۔ اور خداوند ذوالجلال اس کا موقع عطا فرمائے کہ حضور پرنور کے جشن زرین و جشن الماسی کی مسرت و میمنت سے بہرہ اندوز ہوکر صیغہ عدالت کی مزید ترقیات و اصلاحات کا نقش ثانی و نقش ثالث پیش کرنے کی ہم کو عزت حاصل ہو۔

کیا آپ اپنی تصویروں کو چھپا ہوا نہیں دیکھنا چاہتے

[illegible]